جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس ناول کے نام، کردار، مقامات اور
کہانی سے متعلق اداروں کے نام فرضی
ہیں

مکمل سیٹ

۱۔ شوگر بینک
۲۔ تابوت میں چیخ
۳۔ فضائی ہنگامہ

● پبلشرز ...... سلطان محمد
● زیر اہتمام ...... کتابی دنیا میکلوڈ روڈ لاہور
● پرنٹرز ...... مسعود پرنٹرز لاہور

پیشرس

فضائی ہنگامہ حاضر ہے۔

اس کتاب میں اس کہانی کا اختتام ہوتا ہے، جو شوگر بینک سے شروع ہوئی تھی۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ جاندار بنا کر پیش کروں۔ مہماتی کہانیوں کے لئے زیادہ تر دلکشی ہوتی ہے۔

مجھے توقع ہے کہ نیا کردار ظفرالملک آپ کو پسند آیا ہوگا۔ پچھلا ناول "تابوت میں چیخ" میں نے دراصل اسی کردار کی تشکیل کے لئے لکھا تھا۔

ایک بار پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ کتاب کی تیاری میں کام آنے والی ہر چیز کے دام بڑھ گئے ہیں۔ صرف ایک کاغذ تھا سو وہ بھی انہیں اشیاء کی صف میں آکھڑا ہوا ہے۔ مل کی طرف سے اس کے دام بڑھا دیئے گئے ہیں! لہٰذا اب یہ نہیں سوچا جا سکتا کہ چلو ابھی کاغذ کی کمی کی بنا پر دام بڑھے ہیں۔ اگلے شپمنٹ پر معمول پر آجائیں گے۔ کھینچتے رہو گاڑی کسی نہ کسی طرح۔

بہرحال کہنے کا مطلب یہ کہ اب بھی آپ نے کتاب کی قیمت میں معمولی سا اضافہ منظور نہ کیا تو کہیں گاڑی ٹھپ ہی نہ ہو جائے۔

مجھے توقع ہے کہ اب آپ قیمت بڑھانے کی مخالفت نہیں کریں گے۔

فریدی پسندوں نے مجھے چیلنج کیا ہے کہ اگر میں نے فریدی کے سلسلہ کا بھی ایک ضخیم ناول نہ لکھا تو وہ میری کتابیں پڑھنا چھوڑ دیں گے۔

بھئی ——— خفا ہونے کی ضرورت نہیں ——— انشاء اللہ ——— ← آپ ایسا ایک ناول پڑھ سکیں گے جس کا جاسوسی دنیا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ فریدی کا ضخیم ناول۔!

والسلام

ابنِ صفی

۱۹/۳/۶۸

ظفرالملک ایک ہفتہ تک عمران کی آواز کی نقل اتارتا رہا اور پھر اسے سچ مچ اپنی صلاحیتوں پر حیرت ہونے لگی گویا اسے علم ہی نہیں تھا کہ خود اس میں کتنے بہروپ چھپے ہوئے ہیں۔

وہ بڑی ڈریسنگ آئینے کے سامنے کھڑا خود کو عمران کے روپ میں دیکھتا رہا۔

ایک بڑی خوبصورت رہائش گاہ میں وہ آج کل تنہا مقیم تھا۔ جیمسن کو ایک ہفتہ قبل ہی اس نے بتا دیا تھا کہ وہ باہر جا رہا ہے اور اسے تنہا اسی ہوٹل میں قیام کرنا پڑے گا۔۔۔۔!

عمران نے اپنے ساتھیوں کو بھی دکھا دیا تھا۔ ان کے بارے میں ساری معلومات بھی بہم پہنچائی تھیں۔

ظفر کو اب معلوم ہوا کہ ڈاکٹر رچمنڈ کے ساتھ کلارا کا رول کرنے والی لڑکی سرمیں تھی اور اس کا اصل نام جوڈیانا فشروانز تھا۔

وہ اسے بہت اچھی لگی تھی۔ لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق اسے جذباتی حد پر اس سے لاتعلق ہی رہنا تھا۔!

اس کے لئے صرف یہی کام بے حد کٹھن تھا۔ کسی جوان العمر اور دلکش عورت کو نظرانداز کر دینا اس کی فطرت سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

اس نے عمران کو اپنی اس کمزوری سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ اب تک آپ سے بھاگتی رہی ہے تو آئندہ نہیں بھاگے گی!"

"جی۔۔۔ اِی۔۔۔" عمران نے آنکھیں نکالیں!

"میرا خیال ہے کہ آپ کو ابھی عشق کا سیزن ہی نہیں ہے!"

"نہیں۔۔۔ عزیز از جان۔۔۔ نہیں۔!"

"تو بس آپ کی عدم موجودگی میں محنت میں کروں گا اور آپ واپسی پر پکے پکائے عشق سے لطف اندوز ہو سکیں گے!"

عمران منہ چلانے لگا۔ لیکن احمقانہ انداز میں ظفری کو دیکھے جا رہا تھا۔

"عشق کے بغیر زندگی بے کار ہے!" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

"بس اب قصور معاف کر دو میرا!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر تم اسی رفتار سے عشق عشق دہراتے رہے تو میرا گلا چھلا ہو جائے گا!"

"میں نہیں سمجھا!"

"حلق میں ایک عدد چھوٹی سی چیز ہوتی ہے جسے کوا کہتے ہیں! کیوں کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔!"

"خیر چھوڑیے۔۔۔۔ آپ مجھے گولیوں سے بچنے والا آرٹ کب سکھا رہے ہیں؟"

"نہیں تم شعر ہی سناتے جاؤ مجھے!" عمران برا مان جانے والے انداز میں بولا۔

"خفا ہو گئے۔۔۔ بڑے بھائی۔؟"

"خفا ہو جانے کی بات ہی ہے!! ابھی ہمارے کھیلنے کھانے کے دن ہیں۔ عشق وشق تو بڑھاپے کی چیز ہوتی ہے۔ جب کوئی کام دھندا نہ ہو تو عشق کرو۔!"

"عشق کیا نہیں جاتا بلکہ ہو جاتا ہے۔"

"اچھا۔۔۔!" عمران نے اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑیں جیسے پہلی بار یہ اطلاع ملی ہو۔۔۔۔"

"جی۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔!"

دفعتاً کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔

وہ خاموش ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ دفعتاً ظفر بولا۔

"آپ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اور وہی شخص یہاں پہنچ سکتا ہے، جسے آپ نے پتہ بتایا ہو۔!"

عمران ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظفر نے دیکھا کہ وہ قفل کے سوراخ سے آنکھ لگا کر برآمدے میں جھانک رہا ہے۔

پھر وہ اس کی طرف پلٹ آیا اور آہستہ سے بولا۔ "کوئی عورت معلوم ہوتی ہے۔!"

"خوش قسمتی ہے میری!" ظفر کی باچھیں کھل گئیں۔

"خوش ہیں۔۔۔۔ خوش ہیں! میں دوسرے کمرے میں موجود رہوں گا۔۔۔ دیکھو کون ہے۔۔۔۔ اور کیا چاہتی ہے۔!"

ظفر نے دروازہ کھولا اور ٹھٹک گیا۔۔۔۔۔ برآمدے میں مسوری کی ایک لڑکی تنہا کھڑی تھی۔

اس نے ایک طرف ہٹ کر متحیرانہ انداز میں عمران ہی کی طرح دیدے سنبھالے اور صورت سوال بنا ہوا اسے دیکھتا رہا۔

"کیا اندر آنے کو بھی نہ کہو گے؟" وہ بڑے دلآویز تبسم کے ساتھ بولی۔

"آؤ۔۔۔ آؤ۔۔۔!" ظفر نے پیچھے ہٹتے ہوئے بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

وہ دروازہ بند کر کے کرسیوں کی طرف بڑھی..... اور پھر یکایک مڑ کر بولی۔ "تم بہت زیادہ بیہودے ہوتے لگ رہے ہو....!"

"اک... اک..... کیا مجنوں نا بالکل یہاں...." ظفر ہکلایا!

وہ ہنس پڑی۔!

"کیا میں تمہیں کھا جاؤں گی۔!"

"پپ.... پتہ نہیں.....!" ظفر نے نروسنگی کی ایکٹنگ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"بہت بن چکے زیادہ بور نہ کرو...... کیا مجھ سے بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے؟"

"بیٹھو بیٹھو...... لیکن تم یہاں پہنچیں کس طرح؟"

"تم احمق تو نہیں ہو — صرف بور کرتے ہو؟"

"چلو یہی سہی..... لیکن تم آئی کیوں ہو....... میں آج کل گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔!"

"کنفیوشس کے اقوال سننے آئی ہوں!" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ کبھی کبھی خاموش رہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔!"

"میں تمہیں یہ بتانے آئی ہوں کہ میسری پاگل ہو گیا ہے!"

"کیا مطلب؟"

"پاگل ہو گیا ہے۔! کیا تم پاگل ہو جانے کا مطلب نہیں سمجھتے۔!"

"بس..... سمجھتا ہوں..... تو پھر.....؟"

"میرے ساتھ چلو ورنہ خسارے میں رہو گے!"

"مگر..... کہاں؟"

"جہاں میں لے چلوں۔!"

ظفر سوچ میں پڑ گیا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئیے! پھر یک بیک بولا۔!

"اچھا ٹھہرو — میں لباس تبدیل کر آؤں۔!"

وہ اس کمرے میں داخل ہوا جہاں عمران پہلے سے موجود تھا۔!

*

کچھ دیر بعد عمران اسی کمرے سے برآمد ہوا...... اور جمیلا سے بولا۔

"چلو کہاں لے چلتی ہو۔!"

"کیا تم اب بھی مجھ پر اس حد تک اعتماد کر سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں؟" عمران احمقانہ انداز میں مسکرایا۔

"اگر میں تمہیں کسی مصیبت میں پھنسا دوں تو؟"

"پھر پھنس جاؤں گا۔" عمران نے مخلصانہ لہجہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔!

وہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے اسے دیکھتی رہی اور پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "بعض اوقات ایسا لگتا ہے۔ جیسے تم ساری دنیا کا مذاق اڑا رہے ہو۔!"

"اپنی اپنی سوچ ہے۔" عمران بھی بالکل اسی کے سے انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر کراہا۔ "مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے تمام دنیا مجھے اُلّو سمجھتی ہو—!"

"میں ان میں شامل نہیں ہوں—!" شیلا مسکرائی۔

"تب پھر تم اپنے طور پر اُلّو بنانے کی سوچ رہی ہو!"

"یقین کرو میں تمہیں ایک بڑے خطرے سے بچانا چاہتی ہوں۔"

"کیا خیال ہے سپیدی مجھے دھوکہ دے گا!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتی! لیکن وہ اس حد تک خائف ہے کہ پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگا ہے!"

"مثال کے طور پر—!"

"پچھلی رات اس کے کمرے سے عجیب سی آوازیں آ رہی تھیں!"

"کیا مطلب؟"

"میں نے دروازے سے کان لگا کر سنا تھا...... پتہ نہیں کیا لفٹ رائٹ کر رہا تھا۔ چند سروں کے ساتھ لفٹ رائٹ...... رائٹ تھری لفٹ فور......"

"ہوں...... اچھا......!" عمران سر ہلا کر رہ گیا! پھر بولا "تم مجھے کہاں لئے چل رہی ہو—!"

"اس کے پاس...... وہ صبح سے بے ہوش پڑا ہے!"

"بہت زیادہ پی گیا ہوگا—!"

"نہیں وہ شراب کا نشہ نہیں ہو سکتا!"

"اچھا تو پھر چلو—!"

وہ دونوں...... عمارت سے باہر آئے...... کمپاؤنڈ میں شیلا کی گاڑی موجود تھی۔

لیکن عمران نے اس کی گاڑی میں جانے سے انکار کر دیا۔

وہ اُسے لان ہی میں چھوڑ کر گیراج میں داخل ہوا اور ایک موٹر سائیکل نکالی۔

"کیوں اس کی کیا ضرورت تھی! آخر تم میرے ساتھ سفر کرنا کیوں مناسب نہیں سمجھتے؟" شیلا کسی قدر اضمحلال کے ساتھ بولی۔

"پٹرول مُفت ملتا ہے مجھے! تم فکر نہ کرو۔ اپنی گاڑی میں چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے ہی چپکا رہوں گا—!"

شیلا بُرا سا منہ بناتے ہوئے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

عمران موٹر سائیکل اسٹارٹ کرنے لگا! لیکن وہ اسٹارٹ نہ ہوئی—!

شیلا پھر گاڑی سے اُتر کر اس کے قریب آئی اور بولی "آخر کون سی آفت آجائے گی اگر میرے ساتھ چلے چلو گے!"

"یہ نامعقول کیوں نہیں اسٹارٹ ہوتی؟" عمران موٹر سائیکل کو گھورتا ہوا فلسفیانہ لہجے میں بولا۔

"چلو! میری گاڑی میں!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"نہیں—اب تو اسے ہی اسٹارٹ ہونا پڑے گا!"

"تم اس قدر ضدی کیوں ہو؟"

عمران سیدھا کھڑا ہو کر اُسے بڑے غور سے دیکھنے لگا۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو؟"

"اس وقت تمہارا لہجہ بالکل میرے والد صاحب کا سا تھا!"

"میں کہتی ہوں، وقت ضائع نہ کرو!"

"تم جیسی چند خواتین بھی نظر سے کم ہی گذری ہوں گی!"

"تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں کسی قسم کا دھوکہ دینا چاہتی ہوں۔"

"ہرگز نہیں — یہ نامعقول موٹر سائیکل —!"

ٹھیک اسی وقت ایک گاڑی ہارن دیتی ہوئی کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے سامنے سے گذر گئی!

عمران پھر موٹر سائیکل پر جھک پڑا ——— اس بار وہ اسٹارٹ ہو گئی....!"

حسینا اپنی گاڑی میں جا بیٹھی —!

وہ دونوں یکے بعد دیگرے پھاٹک سے گذرے! سڑک پر پہنچ کر حسینا نے رفتار تیز کر دی۔

اس کی گاڑی کے پیچھے عمران کی موٹر سائیکل تھی........ اور وہ گاڑی ان دونوں کا تعاقب کر رہی تھی۔ جس نے کچھ دیر پہلے پھاٹک کے قریب سے گذرتے ہوئے ہارن دیا تھا....!

حسینا کی گاڑی شہری آبادی کو پیچھے چھوڑتی جا رہی تھی۔

عمران نے اس کی گاڑی سے اپنا فاصلہ بیس پچیس گز سے زیادہ نہیں رکھا تھا۔ البتہ تعاقب کرنے والی گاڑی بہت دور تھی اور اس وقت اس سڑک پر ان تین گاڑیوں کے علاوہ اور کسی قسم کا ٹریفک نہیں تھا....!

دفعتاً حسینا نے اپنی گاڑی بائیں جانب والے ایک راستے میں موڑ لی —!

عمران کی موٹر سائیکل بھی اسی راستے میں داخل ہوئی۔ راستہ قریب قریب مسطح تھا اور راستے کی کشادگی بھی اتنی تھی کہ کم از کم دو متوسط درجے کی گاڑیاں برابر سے چل سکتی تھیں۔

راستے سے گذر کر وہ پھر کھلے میدان میں آئے لیکن تعاقب کرنے والی گاڑی کا اب کہیں پتہ نہ تھا۔

حسینا کی گاڑی ایک جگہ رک گئی! عمران نے بھی موٹر سائیکل اس کے قریب پہنچ کر روک دی تھی۔

حسینا سیٹ پر ہی بیٹھی رہی۔

"اب ہم یہاں سے آگے پیدل چلیں گے —!" حسینا نے کہا۔

"گاڑی پر ہی بیٹھے بیٹھے پیدل چلو گی!"

وہ ہنستی ہوئی نیچے اتر آئی۔

"لیکن ان گاڑیوں کی دیکھ بھال کون کرے گا ———؟" عمران نے پوچھا —!

"کون آتا ہے ادھر...... ہماری گاڑیاں تو کئی کئی دن تک یہیں کھڑی رہتی ہیں —!"

"پیدل کتنی دور چلنا پڑے گا؟"

"بس سامنے والی چٹان کے پیچھے —" اس نے ایک طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"چلو.....؟" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم خائف نہیں ہو!" حسینا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی۔

"[illegible] ہے کہ سکتا ہے!"

وہ ہنس پڑی..... اور پھر سنجیدگی اختیار کرتی ہوئی بولی۔ "تم جیسا لاپرواہ اور بے جگر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا.....!"

"بے جگر—!" عمران چلتے چلتے ٹھہر گیا۔

"ہاں..... ہاں..... میں غلط نہیں کہہ رہی۔"

دفعتاً عمران نے سر ہلا کر پُراطمینان لہجے میں کہا ——— "چلو تخلص کا مسئلہ بھی حل ہو گیا ——— فارسی میں بے دل تھا۔ اردو میں اب بے جگر ہو گا۔"

"میں پھر کہتی ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو۔ لیکن تمہیں سمجھنا بہت مشکل ہے..... پتہ نہیں تم اس وقت کس چکر میں ہو۔"

"چلو—!"

عمران اس کا شانہ پکڑ کر آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

چٹان کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا مکان نظر آیا۔ جس کے آس پاس کچھ سرسبز جھاڑیاں تھیں—!

"وہ یہیں ہے ———!" شیلا نے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا—!

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کے ساتھ چلتا رہا۔

شیلا نے مکان کا قفل کھولا اور دروازہ کو دھکا دے کر اندر جا رہی تھی کہ عمران نے بازو پکڑ لیا۔

"کیوں.....؟" وہ چونک کر مڑی۔

"کیا وہ اندر موجود ہے؟"

"ہاں—!"

"تم نے باہر سے قفل کیوں ڈال دیا تھا!"

"وہ بے ہوش تھا۔"

"تو کیا تنہا ہے؟"

"میں تھی اس کے ساتھ!"

"چلو—!"

وہ دونوں دروازے سے گزر کر ایک کمرے میں آئے..... سامنے بستر پر میوری چت پڑا تھا—!

عمران اس سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا—!

شیلا بھی اس کے قریب ہی ٹھہر گئی تھی۔ عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا "کیا یہ بے ہوش ہے؟"

"میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ اس نے پچھلی رات سے شراب کا ایک گھونٹ بھی نہیں لیا.....!"

"مجھے یقین ہے کہ اس وقت یہ دوسری دنیا میں انگوروں کی کاشت کر رہا ہو گا—!"

"کیا مطلب؟"

"یہ مر گیا ہے۔ اگر تم برا نہ مانو.....!"

"نہیں—؟" وہ خوفزدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی! "یقین کرو—!" وہ ہانپتی ہوئی بولی ——— "وہ صرف بے ہوش تھا۔ دو گھنٹے پہلے کی بات ہے—؟"

"تمہیں کسی ڈاکٹر کو یہاں لانا چاہیئے تھا—!"

"ہاں..... ہاں..... ٹھیک ہے غلطی ہو گئی—!" وہ بہت زیادہ

سراسیمہ نظر آرہی تھی۔

"اب تمہاری پوزیشن کیا ہوگی ——— !" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میری..... پپ.... پوزیشن ——— اوہ ——— یہاں سے ہٹ چلو ——— مجھے وحشت ہوتی ہے..... کچھ دیر پہلے یہ زندہ تھا..... اوہ اب..... چلو دوسرے کمرے میں چلو ——— !"

لیکن دوسرے کمرے میں جانے سے پہلے عمران نے قریب سے لاش کا جائزہ لیا تھا۔

اور دوسرے کمرے داخل ہوتے وقت اس نے جتیلا کو بتایا کہ میدی کی موت کا سبب کسی قسم کا زہر ہی ہو سکتا ہے۔

"اوہ..... !" وہ چلتے چلتے رک گئی! اس کے چہرے پر خوف کے آثار پہلے سے بھی زیادہ گہرے ہو گئے تھے!

"زہ..... زہر.....!" وہ ہکلائی۔

عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا!

"میں نہیں سمجھ سکتی!"

"میرا خیال ہے کہ واپسی کے سفر میں سمجھ لینا........ آؤ....... !" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر راہداری کے راستے کی طرف لیتا چلا گیا ——— !

"ٹھہرو ——— !" دفعتاً پشت سے غراہٹ سنائی دی۔

وہ رکے اور عمران تیزی سے آواز کی طرف مڑا۔ ایک موٹی گردن والا چوڑا چکلا آدمی ریوالور کا رخ ان کی طرف کئے ہوئے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا تھا ——— !

کچھ عجیب سی شکل تھی۔ رنگت سے کسی سفید فام نسل کا فرد معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آنکھیں سیاہ تھیں۔ ناک موٹی اور بھدی تھی۔

"اس میں شک نہیں کہ میدی کا خاتمہ ہو گیا ہے!" وہ سفاک لہجے میں بولا۔ "لیکن اس میں کس کا ہاتھ تھا ——— !"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی تھی۔

ایسا لگتا تھا کہ اجنبی کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو ——— !

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" اجنبی دھاڑا اور عمران نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے ——— !

"میں نہیں جانتی یہ کون ہے!" جتیلا ہذیانی انداز میں بولی۔

"کوئی بھی ہو! مجھے تو اچھا نہیں لگتا ——— !" عمران کی آواز کانپ رہی تھی ——— !

"مجھ سے نہیں چلے گی تمہاری مکاری!" اجنبی غرایا۔

"پھر کیا ہوگا ——— !" عمران نے لاپرواہی سے پوچھا۔

"میں تمہیں بڑی بے دردی سے مار ڈالوں گا۔ مجھے میدی کی طرح پاؤ گے ——— !"

"مرنے سے پہلے میں تمہارا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"وہ مجھے اچھی طرح واقف ہیں۔ مجھے گردن توڑ بہادر کہتے ہیں ——— !"

"صورت ہی سے ظاہر ہے!"

پھر عمران نے دیکھا کہ دو آدمی بائیں جانب والے دروازے سے بھی داخل ہوئے ہیں۔ جتیلا پھر بولی۔ "میں نہیں جانتی یہ لوگ کون ہیں...... قطعی

نہیں جانتی۔!"

بدستور خاموشی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے عمران سمیت ان سب نے اُسے نظر انداز ہی کر دیا ہو۔

دفعتاً موٹی گردن والے نے کڑک کر ...... نو واردوں سے کہا۔ "اس کو باندھ لو۔!"

"مجھے نہیں ...... اس کو۔!" عمران نے ہکلا کر شیلا کی طرف اشارہ کیا۔!

"کیوں؟" موٹی گردن والا غرایا۔

"سارا قصور اسی عورت کا ہے۔!"

"م .... میں نے کیا کیا ہے۔" شیلا ہکلائی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔!

"کوئی مرد مجھے بہلا پھسلا کر یہاں نہیں لا سکتا تھا۔ یہ اسی کا کارنامہ ہے۔!"

"بکواس مت کرو۔!"

"میری ایک بات سن لو۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"بکو۔!"

لیکن دفعتاً ایسا محسوس ہوا جیسے عمران کسی اندرونی تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ سینے پر دل کے مقام پر تھے اور چہرہ متغیر ہو گیا تھا پھر اچانک وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگا۔

ان تینوں کی توجہ صرف اس کی طرف مبذول ہو گئی اور راستے میں چار آدمی بپھرے ہوئے سانڈوں کی طرح کمرے میں در آئے۔

یہ عمران کے ساتھی تھے ...... شاید ان دنوں عمران نے کتوں کی آواز کو اپنا مخصوص اشارہ مقرر کر رکھا تھا۔...

تیسری گاڑی میں یہی لوگ شروع ہی سے ان کے پیچھے لگے رہے تھے۔ عمران نے روانگی سے پہلے انہیں مطلع کر دیا تھا اور شاید موٹر سائیکل سٹارٹ ہونے میں اسی لئے دیر لگی تھی کہ اسے ان کا انتظار تھا۔

انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی موٹی گردن والے کے دونوں ساتھیوں کو گرا دیا تھا۔

موٹی گردن والے نے ان پر فائر جھونک مارا۔ لیکن اس سے پہلے ہی عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی! اور اس کا فائر بے کار گیا تھا ——!

عمران نے پوری قوت سے اس پر حملہ کیا تھا۔ لیکن بس وہ اپنی جگہ سے کسی قدر ہٹ گیا تھا۔

عمران نے صرف اس حملے ہی سے اندازہ کر لیا کہ مقابل کسی جنگلی بھینسے کی طرح طاقت ور ہے۔ اس پر قابو پانا آسان نہ ہوگا۔ لہٰذا دوسرا فائر ہونے سے پہلے ہی اس نے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا۔

ایک فائر پھر ہوا۔ لیکن ریوالور کا رُخ چھت کی طرف تھا گولی لکڑی کی چھت کو چیرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔

عمران کے دو ساتھی ان کی طرف بھی جھپٹے۔ موٹی گردن والے نے شاید خطرے کو بھانپ لیا تھا ...!

دفعتاً اس نے ریوالور ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ غالباً اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ریوالور سمیت اپنی کلائی عمران سے نہ چھڑا سکے گا۔!

عمران کے ساتھی ریوالور کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ اس نے عمران

کو ان پر دھکیل دیا . . . !

پھر جتنی دیر میں وہ سنبھلتے سوکھی گردن والا چھلانگ لگا کر دروازے میں ہو لیا —!

عمران اس کے پیچھے لپکا! اور دوسرے کمرے میں پہنچا تو وہ کھڑکی سے باہر چھلانگ لگا رہا تھا۔

مکان کی پشت پر گھنی جھاڑیاں تھیں! دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔

عمران نے بھی کھڑکی سے چھلانگ لگائی اور جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا —— جھاڑیاں کافی خود رو تھیں۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے گا . . . . . . اس لئے کچھ دور جا کر پلٹ آیا —— لیکن بھاگنے والا کدھر گیا ہوگا . . . . !

اس نے کئی جگہ سے جھاڑیوں کا جائزہ لیا۔ لیکن وہ اُسے ناقابلِ عبور ہی نظر آئیں۔ تھک ہار کر پھر عمارت میں واپس آ گیا۔

صفدر کو اشارے سے الگ بلا کر اس کھڑکی کے قریب لے گیا جس سے سوکھی گردن والا فرار ہوا تھا۔

"وہ نکل گیا . . . . تم ان جھاڑیوں پر نظر رکھنا! میں ان دونوں کو دیکھ لوں . . . . !" اس نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میوری . . . . میوری تو مر چکا ہے —!" صفدر بولا۔

"ہاں . . . !" عمران نے کہا اور اُسے وہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ ضیاء دیوار سے لگی کھڑی تھی اور عمران کے تینوں ساتھی ان دونوں کے پیر باندھ رہے تھے۔

عمران خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر ضیاء کے قریب پہنچ کر اس سے پوچھا۔ "ان دونوں کو پہلے بھی دیکھا ہے —!"

"نہیں یقین کرو! یہ سب میرے لئے اجنبی ہیں! لیکن شہباز شاید میں نے اس مجبور بڑھے کی تصویر میوری کے البم میں دیکھی تھی —!"

"البم کہاں ہے؟"

"سائیڈ صندوق میں —!"

"میں یہاں کی تلاشی لینا چاہتا ہوں —!"

"تمہیں کون روک سکتا ہے؟"

ان دونوں کو جکڑ دینے کے بعد جوان، صدیقی اور نعمانی عمران کی طرف متوجہ ہو گئے!

"ان سے پوچھو کہ یہ کون ہیں؟" عمران نے ان سے کہا۔

"کافی پوچھ چکے ہیں —!" نعمانی بیزاری سے بولا۔

"ہوں —!" عمران ان دونوں کو گھورتا ہوا کچھ سوچنے لگا۔ پھر خشک لہجے میں بولا۔ "یہاں پہلے ہی سے ایک لاش موجود ہے۔ ان دونوں کو بھی اس کے برابر لٹا کر مکان میں آگ لگا دو —!"

"نہیں — نہیں —!" وہ دونوں بیک وقت بول پڑے۔

"یہ ویسے ہی تھے —!" مسکین وضع قطع سے مہذب معلوم ہوتے تھے —!

"مجبوری ہے —!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔ "ہمیں تین عدد لاشوں کی ضرورت ہے۔ ورنہ تمہیں تکلیف نہ دیتے۔"

"ہم کو ہمارا قصور بھی تو بتاؤ . . . . !" ان میں سے ایک بولا۔

"ارے یہی کیا کم ہے کہ ہم تمہارے ہاتھ لگ گئے!"

"دیکھو مسٹر۔۔۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہم تو شریف آدمی ہیں۔!"

"چلو یہی کہانی سن لوں گا۔۔! کچھ بولو تو۔!"

"ہم ایڈونچرز کلب کے ممبر ہیں۔۔۔۔ گاوبیدا بھی ممبر ہے! اس نے اس جگہ کی نشاندہی کی تھی۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ ایک ویران جگہ ہے لیکن جب بھی ادھر سے گزرو کوئی نہ کوئی جوڑا یہاں ضرور موجود ہوتا ہے۔ میں نے کہا یہ ناممکن ہے اس پر جھگڑا ہو گئی۔۔! ہم [illegible] یہاں آئے۔ اور مختلف کمروں میں چھپ گئے۔!"

"لاش نہیں دیکھی تھی تم نے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جب ہم یہاں پہنچے تھے۔۔۔!" دوسرا ہانپتا ہوا بولا۔ "یہاں کوئی لاش واش نہیں تھی۔!"

"یہ کون ہے؟" عمران نے میوری کی لاش کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔!

"ہم نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا" دونوں بیک وقت بولے۔

"گاوبیدا کون ہے؟"

"گاوبیدا۔ گاوبیدا ہے۔۔۔ اس کے بارے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا۔!"

ایک نے مڑ کر دوسرے کی طرف دیکھا۔ اس نے بھی یہی کہا۔ پہلا بولتا رہا۔ "کلب کے ملکی اور غیر ملکی ممبر صرف کلب ہی کی حد تک ایک دوسرے سے واقف ہیں! ہمیں قطعی نہیں معلوم کہ گاوبیدا کون ہے!"

وہ خود کو فلاسفی کہتا ہے۔ گاوبیدائی اس کا عجیب مشغلہ ہے۔ جب وہ تم سے گفتگو کر رہا تھا تو ہم دونوں ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔؟

"گاوبیدا اب کہاں ملے گا۔؟"

"وہ کسی ہوٹل میں مقیم ہے!"

"تم لوگ اسے کب سے جانتے ہو۔!"

"پچھلے دو تین ماہ سے۔۔۔ اور تم ہو کون۔۔۔؟ ہم سے اس لہجے میں گفتگو کر رہے ہو۔ ہم یہاں کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔!"

"بے شمار دیکھے ہیں تم جیسے۔۔۔ تمہیں اس لاش کے لئے۔۔۔ جواب دہی کرنی پڑے گی۔!"

"ہم کریں گے۔۔!" دو بدو ہی سے کہا گیا۔ اب وہ دونوں شیر ہوتے جا رہے تھے۔!

عمران چند لمحے انہیں گھورتا رہا۔۔۔ پھر اپنے ساتھیوں سے بولا۔

"انہیں لے جاؤ!"

"تم ہمارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے!"

عمران اس کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جہاں صفدر کو چھوڑ آیا تھا۔ لیکن ابھی پہلا قدم بھی نہیں اٹھایا تھا کہ صفدر کی چیخ سنائی دی۔!

"آگ۔۔۔ آگ۔۔۔ باہر نکلو۔۔۔ بھاگو۔!"

پھر وہ دوڑتا ہوا دروازے میں عمران سے ٹکرایا۔

"کسی نے عمارت میں آگ لگا دی ہے۔ لکڑی کی دیوار دھڑا دھڑ جل

رہی ہے !"

عمران تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھا اور جیب سے چاقو نکال کر ان کی رسیاں کاٹنے لگا۔!

پھر ان سے بولا۔" بھاگو۔!"

وہ نکل بھاگے .... لیکن اسس نے اپنے ساتھیوں کی راہ روک لی۔!

"یہ کیا لغویت ہے!" جوان جھلا کر بولا۔

ٹھیک اسی وقت پے در پے تین فائر ہوئے اور بھاگتے ہوئے قیدیوں کی چیخوں سے فضا مرتعش ہو گئی۔

وہ باہر عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر پڑے ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔!

"اس لغویت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" عمران نے ان کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا ہوگا .....!" حتیلا روہانسی آواز میں بولی۔

"جب آگ اس کمرے تک آجائے گی۔ پھر سوچیں گے ۔!"

"لیکن ۔ لیکن ۔۔" صفدر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

عمران نے کاربائن اٹھا لیا جو میز پر پڑا ہوا تھا ——— اسس کے خالی ہاتھ بھرے اور ان لوگوں کی طرف مڑ کر بولا۔" میں باہر جا رہا ہوں ..... تم لوگ اسی وقت یہاں سے نکلنا جب آگ اس کمرے تک پہنچ جائے۔!"

"نہیں ۔ آپ تنہا نہیں جا سکتے ۔!"

"یہ تو کسی ایک کو کرنا ہی پڑے گا۔!"

"میں جا رہا ہوں ۔!" صفدر بولا۔

"نہیں ۔!" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "یہ میرا حکم ہے کہ تم سب یہیں ٹھہرو گے۔!"

پھر وہ فرش پر لیٹ کر پیٹ کے بل کھسکتا ہوا باہر نکل گیا۔

*

ظفر الملک کو افسوس تھا کہ عمران خود ہی حتیلا کے ساتھ چلا گیا۔ جب وہ اس کی نقل کر رہا تھا تو پھر اسے ہر قسم کی سچویشن سے دو چار ہونے کا موقع ملنا چاہیے ..... اس طرح زیادہ سے زیادہ خود اعتمادی پیدا ہونے کا امکان تھا۔!

لیکن یہ حقیقت تھی کہ ظفر الملک بھی عمران کو نیم دیوانہ ہی سمجھ کر درگزر کر دینے کا عادی ہوتا جا رہا تھا۔

اس عمارت میں کئی بڑے بڑے کمرے تھے اور ان میں اسے اپنی تنہائی کچھ عجیب سی لگی۔

یورپ میں وہاں جہاں بھی رہا تھا۔ لڑکیوں میں گھرا رہا تھا۔ اب یہ تنہائی سخت ناگوار معلوم ہو رہی تھی۔!

حتیلا کے ساتھ اس نے اپنا وقت کچھ بڑے خطرات میں گزارا تھا۔

لیکن اُسے زندگی اتنی کٹھن نہیں لگتی تھی! جتنی اب معلوم ہو رہی تھی۔

اس وقت شیلا کی آمد نے اسے بڑا سہارا دیا تھا!

لیکن عمران کی موجودگی نے سارا کھیل بگاڑ دیا — اور مگر . . . . وہ عمران ہی کے پاس آئی تھی۔ اس کا نام تک نہیں لیا تھا — آخر یہ اس سے کیا ہوتا ہے۔ جو وقت اُس کے ساتھ گزرا تھا، خوشگوار تھا۔ کیسی اپنائیت محسوس ہو تی تھی اور کیسی اجنبیت . . . . یکسانیت تو نہیں پیدا ہونے پائی تھی زندگی میں طویل خوب صورت لمحے بھی تھکا دیتے ہیں۔

دفعتاً وہ چونک پڑا — پھر کوئی کال بیل کا بٹن دبا رہا تھا۔ بڑی پھرتی سے صدر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے سوچا۔ شاید عمران واپس آگیا ہے۔ اب وہ اسے وہاں چھوڑ کر خود باہر جائے گا۔

دروازہ کھول کر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک دم پیچھے ہٹ گیا! باہر جو فٹزواٹر کھڑی ہوئی اسے قہر آلود نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تو اب آجاؤ نا —!" وہ تھوڑی دیر بعد خوشامدانہ لہجے میں بولا۔

"میں آج تہیہ کر کے آئی ہوں کہ تم سے نپٹ لوں گی!"

"اب تک نپٹتی ہی تو آئی ہو —!"

وہ اندر آگئی اور ظفر پیچھے ہٹتا چلا گیا! اپنی دانست میں عمران کی پوری پوری ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"یہاں اور کون ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"بالکل — کوئی بھی نہیں — اور کون ہوتا۔ لیکن تم یہاں کیسے؟"

"اپنے علاوہ تم ساری دنیا کو بے وقوف سمجھتے ہو!" جولیا کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"اپنی ہی طرح دوسروں کو بھی سمجھو! بزرگوں کا قول ہے اور کنفیوشس

کی بیچ کیا ہوگا —!"

"میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ میں واپس جانا چاہتی ہوں —!"

"ابھی تو بیٹھو . . . . مطلب یہ ہے کہ . . . . اور سہ . . . میں تمہیں وائٹ شیمپین پلاؤں گا . . . . پلیز . . . . قدم . . . .!"

وہ اُسے ڈرائنگ روم کی طرف چلنے کا اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"میں یہاں قیام نہیں کر سکتی . . . . آب و ہوا موافق نہیں ہے اور پھر کوئی کام بھی تو . . . .!"

"بالکل . . . . کام . . . تو پھر یہیں آجاؤ . . . . صبح مجھے ناشتہ کرنا پڑتا ہے۔ سخت کوفت ہوتی ہے —!"

"ذکر ہوں تمہارے باپ کی —!"

"مطلب یہ کہ کوفت تو ہوتی ہے۔ لیکن میں تمہارے لئے بھی چائے بنایا کروں گا۔ انشاءاللہ یہ بھی کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے!"

ڈرائنگ روم میں پہنچ کر وہ اُسے گھورتی ہوئی بیٹھ گئی . . !

"میرا جی چاہتا ہے کہ اس وقت تمہیں مینڈولین پر ایک اطالوی نغمہ سناؤں" ظفر مسکرا کر بولا۔

"میں اوٹ پٹانگ باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں!"

"پھر بتاؤ — میں تمہارے لئے کیا کروں!"

"میں واپس جانا چاہتی ہوں —!"

"اچھا . . . اچھا . . . . وہ بھی ہو جائے گا۔"

"نہیں —! تم پر عمران کا بھوت سوار ہو گیا ہے . . . . تم دوسروں کا وقت اسی طرح برباد کراتے رہو گے!"

"میجر.... حکومت.... ہاں.... ہاں.... میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ.... جینڈولین پہاڑی خطہ.... !"

"ہاں.... ضرور سنوں گی۔!" لہجہ بہت مضطرب سا تھا۔

ظفر متاثر ہو گیا۔

مقبرے کا تذکرہ اس نے بڑے جلے کٹے لہجے میں کیا تھا اور عمران نے اسے مقبرے کی کہانی جس انداز میں سنائی تھی، اس سے وہ صرف ایک بیہودہ مذاق ثابت ہوئی تھی۔ اور بس!

"اچھا — جاؤں — بتاؤں تمہارے لئے!"

"فضول باتیں نہ کرو۔!"

"اچھی بات ہے۔ اب بالکل خاموش بیٹھوں گا۔!"

"میں واپس جانا چاہتی ہوں!" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔ غصے سے سرخ ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے پھاڑ کھائے گی۔

"اچھی بات ہے — واپس چلی جاؤ۔!" ظفر بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نے معقول بات کہی ہے یا یہ عمران کے تکیۂ کلام سے غلط ہو گئی۔

وہ اسے اسی انداز میں گھورے جا رہی تھی!

اب ظفر سوچ رہا تھا کہ شاید وہ عمران کی لاعلمی ہی میں یہاں آئی ہے۔ اگر اسی اثنا میں عمران واپس آگیا تو کیا ہوگا!

"اچھی بات ہے۔ تم جب چاہو.... واپس جا سکتی ہو!" اس نے پھر کہا۔

"میرے پچاس روپے واپس کرو، جو تم نے کل لئے تھے!"

"اتنی جلدی واپس کرنے کے لئے تو نہ لئے ہوں گے!"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ ابھی واپس کرو۔!"

"ابھی تو نہیں ہیں میرے پاس۔!"

"میں لے کر ہی واپس جاؤں گی۔!"

"یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔!" ظفر نے جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"کچھ بھی ہو۔!"

"میں کوڑی کوڑی کا محتاج ہو رہا ہوں ان دنوں۔!"

"روپے واپس کرو۔!"

"ایسا لگتا ہے جیسے تم خواہ مخواہ لڑنا چاہتی ہو!"

"میں ہی غیر مہذب ہوں — کیوں — ؟" اس نے پھر آنکھیں نکالیں۔

"میرا سر چکرا رہا ہے۔!" ظفر اپنے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"تم میری طرف سے جہنم میں جاؤ...... میں اپنے روپے اسی وقت واپس لوں گی۔!"

ظفر نے جیب سے پرس نکالا۔ اس میں صرف تیس روپے کچھ پیسے تھے.... اس نے اسے میز پر الٹ دیا۔

"تم اتنے شریف کیوں ہو رہے ہو۔!" وہ دفعتاً بوکھلا کر بول گئی۔

"کیا کروں — نہیں چاہتا کہ تم خفا ہو جاؤ۔!"

"اتنا ہی خیال ہے میرا —؟"

"اس سے بھی زیادہ۔!"

"تم مکار ہو.... تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں! — صرف تمہارے لئے مکار بھی بن جاؤں۔ دل سے چاہتا ہوں تمہیں!"

ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ اس وقت اس کا لہجہ عمران کا سا نہیں تھا۔

[illegible] ملک کا [illegible] لہجہ تھا۔ جس کے پیچھے [illegible]

رہی تھی۔

وہ اٹھا اور اس کے قریب فرش پر دو زانوں بیٹھ کر اس کے ہاتھ کو بوسہ بھی دیا۔۔۔!

جولیا نے بڑی نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رہنے دیا تھا اور عجیب سی نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم عمران ہی ہو نا؟" دفعتاً وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "یقین نہیں آتا۔۔!"

یہ جملہ ظفر کے لئے ایسا ہی تھا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔!

اس پر بوکھلاہٹ طاری ہو گئی تھی۔۔ کیا پول کھل گیا۔۔؟

"کیا ہوا تمہیں؟" وہ بدستور نرم لہجے میں بولی۔

"کک۔۔ کچھ نہیں۔۔ والدہ صاحبہ!"

"دانشت اپ۔۔۔ ایسے معاملات میں مسخرہ بننے کی کوشش مت کیا کرو۔ چلو یہیں بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ اسی طرح۔!"

ظفر سوچ رہا تھا کہ بوکھلاہٹ میں یہ کیا حرکت ہو گئی! عمران نے اس سلسلے میں محتاط رہنے کی ہدایت کی تھی! بار بار دہرایا کرتا رہا تھا کہ وہ بحیثیت عمران جولیا سے رومانس لڑانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

بہر حال اب تو بندوق چل ہی گئی تھی! وہ پھر اس کے پاس دو زانوں جا بیٹھا

اس نے پھر اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔

اس بار کا بوسہ ظفر کو ایسا ہی لگا جیسے حلق میں پتھر اٹک گیا ہو۔

وہ اپنا ہاتھ ڈھیلا چھوڑے بیٹھی رہی۔

عمران کا خیال ظفر کا گلا گھونٹے ڈال رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس سچویشن سے کیسے پیچھا چھڑائے۔

"چائے۔۔!" وہ پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔

"میں خود بناؤں گی۔۔!" وہ مسکرائی۔ "اور تم مجھے کوئی اطالوی نغمہ سنانے والے تھے۔!"

"ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔!" وہ جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر اٹھ گیا۔ "میں مینڈولین لاتا ہوں۔۔!"

جھپٹتا ہوا خواب گاہ میں آیا اور مینڈولین اٹھا کر سوچنے لگا۔ اگر اس وقت عمران آگیا تو کیا ہوگا۔!

"تم مکار ہو۔۔۔ چار و ناچار ڈرائنگ روم کی طرف آنا پڑا۔!"

جولیا کو جس انداز میں چھوڑ گیا تھا وہ اسی طرح بیٹھی ملی۔۔۔۔! چہرے پر خفگی کی جگہ بڑی دلآویز سی نرمی نے لے لی تھی۔!

وہ دروازے ہی کے قریب کھڑا ہو کر مینڈولین بجانے لگا۔

جولیا ٹھوڑی پر ہاتھ ٹکائے اُسے بڑی میٹھی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔!

ظفر مینڈولین اب بہت بے دلی سے بجا رہا تھا۔ لیکن جولیا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔ نغمے کے اختتام پر وہ اٹھی اور ظفر کے قریب آکھڑی ہوئی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ میرا پسندیدہ نغمہ ہے۔۔!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تمہارے بارے میں میں سب کچھ جانتا ہوں!" ظفر بوکھلاہٹ میں

سمجھ گیا۔!

"پھر مجھ سے کیوں بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔ میرے بارے میں ..
سنجیدگی سے کیوں نہیں سوچتے۔؟"

"اب سوچوں گا۔!" اس کے علاوہ اور جواب ہی کیا ہوتا۔

"لیکن یہ ظفر سپیا؟"

"سب بکواس ہے... لعنت بھیجو ظفر سپیا پر؟"

"وہ تمہیں چاہتی ہے!"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

"تم اُسے نہیں چاہتے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر تم اُسے اتنی چھوٹ کیوں دیتے رہتے ہو!"

"تم غلط سمجھی ہو۔ بعض تعلقات کی بنا پر وہ ہمیشہ بچ نکلی ہے!"

"لیکن اُسے تو تم تسلیم کرو گے کہ وہ بھی تمہیں چھوٹ دیتی رہتی ہے!"

"بس میرے ہی ہاتھوں اس کی موت آنی ہے اسی لئے چھوٹ
دیتی رہتی ہے بچے!"

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "یقین نہیں آتا!"

ظفر کا دل ایک بار پھر حلق میں آ گیا۔ "کک۔ ۔ ۔کیوں!"

"تم پل پل بدلتے ہو۔ اس وقت اس قسم کی باتیں کر رہے ہو کچھ دیر بعد تو
مجھے پہچاننے سے بھی انکار کر دو۔ تم ایسے کیوں ہو عمران۔؟"

جولیا کے لہجے میں گہرے غم کی جھلکیاں تھیں ظفر کچھ دیر... ملک ہو
ہوئے بعد پھر زبان چھپنے لگا تھا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کن حالات سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہو۔ تمہاری
شخصیت غیر متوازن ہو گئی ہے لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں آدمی بنا دوں
گی۔ جس عورت نے تمہیں پیدا کیا تھا وہ حالات سے مجبور ہو کر تمہاری طرف
توجہ نہیں دے سکی تھی۔!"

"ہاں۔ یقیناً۔" ظفر نے بھی آواز میں سوز و گداز پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"لل۔ لیکن۔ تم تو واپس جانا چاہتی ہو۔"

"میں اب نہیں جاؤں گی۔" جولیا نے کہا اور پھر چونک کر اسے گھورنے
لگی۔

"کک۔ کیوں۔؟ اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو۔"

"میں بھی۔" وہ اسے تیز نظروں سے دیکھتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔!"

"تم۔!"

"ہاں۔ ہاں میں کیا ہوا؟"

"مجھے دھوکے میں رکھنے کے لئے تم نے یہ چال چلی ہے!"

ظفر نے قہقہہ لگایا۔ اس بات پر بہت زیادہ محظوظ ہونے کی ایکٹنگ
کرتا رہا پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جولیا بھینچے ہوئے انداز میں بولی۔

"یہی بات ہے نا؟"

"اب میں کیسے یقین دلاؤں ... بڑا اچھا بدنام ہوا ...!"

وہ خاموش ہو کر صوفے پر جا بیٹھی اس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار
تھے۔!

پل پل بدلتے ہوئے حالات نے ظفر کو بیچارا کر کے رکھ دیا تھا۔ سمجھ میں نہیں

آسرا تھا کہ اب اس کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔

عمران کی سہ رنگی شخصیت کے اسرار اب کھل رہے تھے۔

جولیا اب عمران کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ فوری طور پر کوئی فیصلہ کرنا چاہتی ہو۔

"میں واپس جاؤں گی۔" دفعتاً وہ اٹھتی ہوئی سخت لہجے میں بولی۔

"اس کے باوجود بھی میرے رویے میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔ مینڈولین پر تمہارے پسندیدہ نغمے چھیڑتا رہوں گا۔"

وہ تنتناتی ہوئی صدر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران اس طرح سر ہلا رہا تھا جیسے کوئی کڑوی دوا بڑی مسرت سے زبان کی نوک سے حلق تک پھیل گئی ہو۔

جولیا کی پشت پر دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔

*

وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ اور وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

دفعتاً گرے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ ایک فائر پھر ہوا اور وہ دھڑام سے گر کر چاروں شانے چت ہو گیا۔

انہوں نے عمران کو رکتے دیکھا! ... اس بار انہوں نے فائر کی سمت نہیں دیکھی! فائر کرنے والا شاید اس سطح سے نیچے تھا جس پر عمران رینگ رہا تھا

یہی وجہ تھی کہ ابھی تک اس کی سمت کوئی فائر نہیں ہوا تھا۔

دفعتاً صدیقی چیخا۔ "وہ دیکھو۔ آگ۔"

دوسرے کمرے کی کھڑکی دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔

"بڑی غلطی ہوئی..." صفدر بولا۔ "ہمیں اس طرف سے نکل جانا چاہیئے...... تھا... وہ آدمی یقیناً تنہا ہے اور صرف ایک ہی سمت فائر کر سکتا ہے۔"

"اف وہ۔ ہم بھی کتنے بے عقل ہیں!" چوہان جلد جلد بکنے لگا۔

"جتنی دور تک وہ رینگ گیا ہے۔ کم از کم اتنی دور تک تو ہم بھی رینگ سکتے ہیں۔ کیونکہ ابھی تک اس کی طرف کوئی فائر نہیں ہوا۔"

"ہم۔ ۔ میں کیا کہتا۔" تنویر منمنایا۔

"تم بھی وہی کرو۔ جو ہم کرنے جا رہے ہیں!" صفدر بولا اور پیٹ کے بل زمین پر لیٹ گیا۔

عمران کی تقلید سب سے پہلے اسی نے کی تھی۔ پھر وہ سب ہی یکے بعد دیگرے اسی طرح رینگتے ہوئے ہٹ سے باہر نکلے۔

جولیا سب سے پیچھے تھی اور وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔

دفعتاً انہوں نے اپنے قریب ہی سے فائر کی آواز سنی۔

عمران کے ریوالور کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔

لیکن جس طرف سے اس نے فائر کیا تھا وہاں کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔

پھر انہوں نے اسے تیزی سے اسی جانب بڑھتے دیکھا۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی رینگنے والا جانور ہو۔ کسی تیز رفتار چھپکلی کی طرح پیٹ کے بل گویا دوڑ رہا تھا!

وہ سب حیرت سے منہ پھاڑے اسے دیکھتے رہے۔ جو جہاں تھا وہیں جم گیا تھا۔

پھر وہ اُن کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اب عمارت کے سامنے والے حصے تک آگ کی لپٹیں پہنچنے لگی تھیں اور وہ ان کی آنچ محسوس کر رہے تھے۔ ویسے اب انہیں آگ سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

کافی وقت گزر گیا۔ لیکن عمران واپس نہ پلٹا جلتی ہوئی لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز سناٹے میں عجیب سی لگ رہی تھی۔ اور سیاہ سیاہ دھوئیں کے بادل اوپر فضا میں امڈ رہے تھے۔

دفعتاً صفدر بولا۔ "ہمیں بھی اُدھر ہی چلنا چاہئے!"

"نہیں — کچھ یہاں ٹھہریں اور کچھ جائیں —!" چوہان نے کہا۔

"اس سے کچھ فائدہ نہیں، اگر کسی راہگیر کی نظر اس طرف اٹھ گئی تو زحمت میں پڑیں گے!"

"میں کیا کروں — میں کیا کروں —!" شیلا منمنائی اور صفدر نے پلٹ کر کہا۔ "اس عورت کو نگرانی میں رکھو!"

"میں دشمن نہیں ہوں . . . میں دشمن نہیں ہوں —!" وہ گڑگڑائی۔ لیکن کسی پر اس کا اثر نہیں ہوا۔

صفدر اب منہ پھیر چکا تھا . . . دوسروں نے بھی اس کی تقلید کی . . .

چوہان نے شیلا کا بازو پکڑ لیا

"چھوڑ دو مجھے!" وہ اپنا ہاتھ جھٹکتی ہوئی چیخی۔

"خاموش رہو —!" چوہان غرایا . . . اور اسے اسی طرف کھینچنے لگا۔ جدھر سب جا رہے تھے۔

جہاں عمران آنکھوں سے اوجھل ہوا تھا وہاں سے ایک طویل ڈھلان شروع ہوتی تھی۔

دفعتاً صفدر چلتے چلتے رک گیا اس کے پیروں کے قریب ایک رائفل پڑی ہوئی تھی اور وہیں خون کا ایک بڑا دھبہ بھی دکھائی دیا۔ تازہ خون کا دھبہ جو آہستہ آہستہ سیاہی مائل ہوتا جا رہا تھا! صفدر نے رائفل اٹھا لی اور پھر چل پڑا۔

حد نظر تک ویرانی ہی ویرانی بکھری ہوئی تھی۔ دور دور تک ان کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا!

وہ ڈھلان میں اترتے رہے۔

جلنے والے مکان کے دھوئیں کی پرچھائیں اس ڈھلان پر بھی دکھائی دے رہی تھی۔

ڈھلان کے اختتام پر ناقابل عبور چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُن کی راہ میں دیواریں حائل ہو گئی ہوں۔ اب جہاں بھی دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔

وہ سب پُر تشویش نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔

چوہان بولا۔ "ہماری گاڑیاں ادھر موجود ہیں اور یہ خطرناک ہے۔"

"کچھ بھی ہو —!" صفدر بڑبڑایا۔

"کیا مطلب؟"

"عمران کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

"تم بیکار کی باتیں نہ کرو —!"

"تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اپنی ذمہ داری پر تلاش کروں گا!"

"تمہیں تو اپنی ذمہ داری پر اس مکان میں بند رہنا چاہیے تھا!"

"بیکار باتیں نہ کرو— اس سے زیادہ محتاط آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ وہ سویل کے سلسلے اسکائی جیک کی صورت پیدا کرنے کے لئے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ یہیں رکنے کا مشورہ اسی نے دیا تھا کہ ہم صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد کوئی قدم اٹھائیں۔"

چوہان کچھ نہ بولا۔ غالباً اب اسے احساس ہوا تھا کہ عمران نے صفدر کی بھلائی ہی کی سوچی تھی۔

"لیکن— تم اسے کہاں ساتھ لئے پھر رہی ہو!" چوہان نے جیلا کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے جانے دو۔ خدا کے لئے مجھے جانے دو—!" وہ پھر گھگھیائی۔ "کشت و خون میں نہیں دیکھ سکتی!"

"تم عمران کو یہاں کیسے لائی تھیں؟" چوہان اس سے الجھ پڑا۔

"مسٹر میوری کی حالت تشویشناک نہیں تھی۔ دل پر دماغی کا دورہ پڑا تھا۔ اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے—! میں عمران کو بھی بتانے گئی تھی—!"

"کیا تم کو اس کی قیام گاہ کا علم تھا؟"

"ہاں— میں اکثر اس کا تعاقب کیا کرتی تھی۔"

"کیوں؟"

"اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں!"

"اور یہی سب سے زیادہ اہم ہے۔"

صفدر انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ آیا تھا . . . . . . دراصل یہاں

بھی زمین پر خون کے دھبے ہی نے اسے ایک خاص سمت میں چلتے رہنے پر مجبور کیا تھا۔

کچھ اور آگے بڑھنے پر دوسرا دھبہ دکھائی دیا۔ یہ خاصا طویل تھا— ایسا لگتا تھا جیسے کوئی زخمی آدمی یہاں گر کر گھسٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا ہو!

اور پھر وہ اس جگہ جا پہنچا جہاں سے چٹانوں کی اس دیوار کو پار کرنے کا امکان تھا۔

یہ ایک پتلا سا درہ تھا۔ . . . . . . یہاں بھی زمین پر خون کا بڑا سا دھبہ ملا . . . !

صفدر مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے لگا . . . . لیکن وہ یہاں سے نظر نہیں آ رہے تھے—!

وہ پھر اسی سمت چل پڑا۔

یہاں جیلا اور چوہان کے درمیان بحث و تکرار جاری تھی۔

"دیکھو! . . . . میری سنو . . !" صفدر چوہان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا— "یہ عمران کے ساتھ آئی تھی اور عمران نے اس کے بارے میں ہمیں کوئی ہدایت نہیں دی!"

"تو پھر—؟" چوہان آنکھیں نکال کر بولا۔

"زبیر یا [illegible] میں سے کوئی اسے اپنے ساتھ لے جائے اور عمران کی واپسی تک روکے رکھے!"

"میں کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی۔" جیلا جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"خاموش رہو!" صفدر اسے گھورتا ہوا خفیف لہجے میں بولا

اس کے بعد یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ وہاں کون ٹھہرے اور کون واپس جائے جلتے ہوئے مکان کے آس پاس گاڑیوں کی موجودگی مناسب نہیں تھی۔!

"صرف ــــ میں یہاں ٹھہروں گا تم سب جاؤ۔" صفدر بولا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔" شیلا نے کہا۔

"کیا بات ہوئی ــــ؟" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔ "پھر سنبھل کر نرم لہجے میں کہنے لگا "مطمئن رہو ــــ یہ لوگ تمہیں پولیس کے حوالے نہیں کریں گے۔ عمران کی واپسی تک تم ہماری مہمان رہو گی۔!"

"اور مہربانی فرما کر میزبان نوازی میری یہ درخواست منظور کرو کہ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔!"

"کیا تم خود اپنی حفاظت کر سکو گی۔؟"

"ہاں ــــ میں اپنی ذمہ داری پر یہ بات کہہ رہی ہوں!"

"اچھی بات!" صفدر نے طویل سانس لی۔

"ٹھنڈی سانسیں نہ لو ــــ!" صدیقی بائیں آنکھ دبا کر طربیہ سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے!"

"صدیقی چلو ــــ!" صفدر بہت زیادہ سنجیدہ نظر آ رہا تھا

"چلو ــــ چلو . . . !" صدیقی اپنے دونوں ساتھیوں کو مخالف سمت میں دھکیلتا ہوا بولا۔ "ہم لوگ اتنے خوب صورت نہیں ہیں!"

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے انہیں گھورتا رہا ــــ جب وہ کچھ دور چلے گئے تو اس نے پکار کر کہا۔ "تینوں گاڑیاں واپس جائیں گی ــــ!"

لیکن ان میں سے کوئی بھی منتظر نہیں تھا! صفدر شیلا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا! وہ میرا مذاق اڑاتے ہیں!"

"ان سبھوں میں صرف تم پر اعتماد کر سکتی ہوں۔!"

"تم مجھے کیا جانو؟"

"ان معاملات کے لئے عورت میں چھٹی حس ہوتی ہے۔ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ کس پر اعتماد کر سکتی ہے اور کس پر نہیں۔"

"اچھا آؤ ــــ!" صفدر دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔

وہ اس کے ساتھ چلنے لگی!

"میمی کے بقیہ لوگ کہاں ہیں؟" اس نے شیلا سے پوچھا۔

"جو جہاں تھا وہیں ہوگا عمران نے صرف فیکٹری پر قبضہ کیا تھا۔!"

"وہ کیسے مر گیا؟"

"میں نہیں جانتی۔ اس کے بارے میں میرا بیان بالکل سچا سمجھو، ویسے عمران کا خیال تھا کہ اس کی موت کسی زہر کے زیر اثر واقع ہوئی ہوگی۔!"

"لیکن اس پر کیسے یقین کر لیا جائے کہ تم اس کی دوا سے ناواقف نہیں ہو۔؟"

"جس طرح میمی کے بارے میں میرے بیان پر یقین کر لیا گیا ہے!"

"تم نے کیسے سمجھ لیا کہ اس پر یقین آ گیا ہے!"

"خود عمران کو یقین تھا ورنہ وہ میرے بارے میں تمہیں کوئی واضح ہدایت

دیتا۔!

"ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ مجرموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جانا چاہیے اس کے لئے کسی واضح ہدایت کی ضرورت نہیں!

"اچھی بات ہے تو اس کا فیصلہ عمران ہی پر چھوڑ دو کہ میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا جانا چاہیے۔

"تم نے عمران کا تعاقب کیوں کیا تھا؟"

"وہ میرے لئے ایک مشغلہ بن گیا ہے!"

وہ دراڑ کے قریب پہنچ چکے تھے! دفعتاً تھیلما پھر بولی۔ "تم یہ بھی سوچ سکتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اسی لئے رہ گئی ہوں کہ تمہیں گوڈیا تک نہ پہنچنے دوں۔؟"

"میں یہی سوچ رہا ہوں۔۔!" صفدر دراڑ کے قریب پہنچ کر رکتا ہوا بولا۔!

"یہ تو تشویش کی بات ہے!" تھیلما نے مسکرا کر کہا۔ "وہ لوگ بھی چلے گئے۔۔۔ اچھا تو پچھلی گلی مار دو۔۔۔ ادھر دو لاشیں اور بھی پڑی ہوئی ہیں ادھر شاید کوئی اس کی رحمت نگرانی کر رہا ہے!"

"چلو۔۔۔ تو آگے چلو۔۔!" صفدر نے دراڑ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر بولا "نہیں۔ ٹھہرو۔!"

وہ اسے تشویش والی نظروں سے دیکھنے لگی

"تمہارے پاس اگر پستول ہو تو میرے حوالے کر دو۔!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"پستول۔۔۔ ہاں میرے پاس پستول ہے!"

صفدر نے بڑی پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر اس کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا "نکال کر زمین پر ڈال دو۔!"

تھیلما نے اپنے بلاؤز کے گریبان سے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکال کر زمین پر ڈال دیا۔!

اس نے اسے اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اب چلو!"

تھیلما دراڑ میں داخل ہو گئی۔

پھر دور تک تو انہیں آسمان نظر آتا رہا اور پھر وہ یک لخت تاریکی میں چلے گئے! صفدر نے جیب سے چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے رہے۔

ابھی تک یہ دراڑ اتنی کشادہ نہیں ہوئی تھی کہ وہ برابر سے چل سکتے ایک جگہ انہیں رک جانا پڑا۔۔۔ کیونکہ یہاں یہ دراڑ دو شاخوں میں بٹ گئی تھی۔!

"اب کدھر چلیں؟" تھیلما نے پوچھا۔

"جدھر مناسب سمجھو۔!"

"تمہارے لہجے میں اب بھی شبے کی جھلک باقی ہے!"

"حالات نے مجھے مجبور کر دیا ہے!"

"بس تو پھر تم جدھر کہو گے اُدھر ہی چل پڑوں گی!"

"ادھر۔!" صفدر نے سیدھا راستہ چھوڑنے کو کہا۔

دراڑ کی یہ شاخ خاصی کشادہ ثابت ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھتے رہے اور اب وہ اندھیرے میں نہیں چل رہے تھے! دراڑ سے آسمان بھی دکھائی دیتا تھا!

"نہیں میں غلط نہیں سمجھی ہوں۔!" شیلا کچھ دیر بعد بولی۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔"

وہ چلتے رہے۔ صفدر اب شیلا کی چال میں لڑکھڑاہٹ محسوس کر رہا تھا۔!

"شاید تم بہت زیادہ تھک گئی ہو۔!" صفدر بولا۔

"ہاں تھک تو گئی ہوں۔ لیکن تمہیں یقین بھی تو دلانا ہے کہ میں عمران یا اس کے ساتھیوں کی دشمن نہیں ہوں۔"

صفدر کچھ نہ بولا۔

وہ ڈھلوان سے زیادہ سے زیادہ کترا کر احتیاط کرتی جا رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد وہ بالکل ہی کھلے میں نکل آئے۔!

"یہاں۔۔۔ یہاں۔۔۔ تو کچھ بھی نہیں ہے۔!" شیلا چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"غالباً ہم۔۔ غلط آ گئے۔۔ ہمیں وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا۔ جسے چھوڑ آئے ہیں۔!"

"اب میں کچھ دیر بیٹھ کر دم لینا چاہتی ہوں۔ پیروں میں چلنے کی سکت نہیں رہی۔!"

"اچھی بات ہے۔" صفدر طویل سانس لے کر بولا۔

اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔

"اگر وہ دور ہی تھی۔ تو۔۔۔ اسے تو اتنا زیادہ نہ ہونا چاہیے!"

شیلا بولی۔ صفدر خاموش ہی رہا۔!

"کیا عمران تم لوگوں کا قیدی ہے!" شیلا نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"وہ ہم ہی میں سے ہے۔!"

"تم اس کا بڑا خیال رکھتے ہو!"

"میں اس سے محبت کرتا ہوں!" صفدر مسکرایا۔

"وہ بہت ہی محبت کئے جانے کے قابل۔!"

"اوہ۔!" صفدر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"اس دنیا کا آدمی تو معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کیا اس نے ہر سبب سے اپنی زندگی کا بوجھ نہیں جھیلا شاید کوئی ہے ایسا؟ مجھے تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔!"

"تم اسے کب سے جانتی ہو۔!"

"جب سے مسٹر سیوری اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔"

"سیوری تو ختم ہو گیا۔۔۔۔ اب تمہارا کیا ہوگا؟"

"اگر سیوری کے انجام کے سلسلے میں تم نے کوئی مقدمہ بنا لیا تو میں وعدہ معاف گواہ بن جاؤں گی۔"

"اس کا کوئی امکان نہیں۔!"

"کیوں۔؟"

"میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔! اس کے بارے میں بھی آخری فیصلہ عمران ہی کا ہوگا۔"

"تم لوگوں کے معاملات ابھی تک تو میری سمجھ میں نہیں آ سکے۔۔۔!"

"کیا تمہاری تھکن دور ہو چلی؟ زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔"

"چلو اٹھو۔۔۔" شیلا اٹھ گئی۔

* * *

جولیا جس زور و شور کے ساتھ دروازہ بند کر کے وہاں سے رخصت ہوئی تھی۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بہت زیادہ غصے میں ہوگی لیکن ظفر اس کے علاوہ بھی سوچ رہا تھا۔

اندیشہ تھا کہ اس سے بوکھلاہٹ میں کچھ ایسی حرکتیں مزید سرزد ہوئی ہوں گی جو عمران کی فطرت سے مطابقت نہ رکھتی ہوں! ایسی صورت میں جولیا یقینی طور پر شبے میں مبتلا ہو سکتی ہے۔!

پھر اسے کیا کرنا چاہیے۔ عمران نے شیلا کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر کے کسی کی موجودگی میں صفدر کو فون کیا تھا اور عمارت کا پتہ بتایا تھا

اب اگر جولیا کو شبہ ہو گیا ہے تو وہ پھر پلٹ کر آئے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس بار اس کے ساتھ کوئی مرد بھی ہو!

وہ تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں آیا جہاں عمران نے میک اپ کا سامان رکھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اپنا موجودہ میک اپ فی الحال ختم کر دینا چاہیے۔ جولیا سمیت عمران کے سارے ساتھی اسے ظفرالملک کی حیثیت میں دیکھ چکے تھے لہٰذا وہ ان کے لئے اجنبی بھی نہیں تھا۔

عمران کا میک اپ ختم کرنے کے بعد اس نے شاگرد پیشے کی ایک کوٹھری سے کدال نکالی اور باغیچے میں اتر کر کام شروع کر دیا۔

آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ایک جیپ [illegible] کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔!

اسے جولیا ڈرائیو کر رہی تھی اور اس کے ساتھ عمران کا ایک ساتھی بھی تھا۔

اس کا نام شاید تنویر ہے! ظفر نے سوچا!...

اس نے کدال رکھ دی تھی اور سیدھا کھڑا ہو کر انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا وہ دونوں گاڑی سے اتر کر اس کے قریب آئے۔

"اوہ...... تو یہ تم ہو۔!" تنویر خوشگوار لہجے میں بولا۔

"ہاں ۔۔ آں ۔۔ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔"

"تم ظفرالملک ہو نا۔ ۔ ۔؟"

"جی ہاں ۔۔ میرا یہی نام ہے!" ظفر نے اپنے لہجے کی حیرت برقرار رکھی۔

"عمران کہاں ہے؟"

"کچھ دیر پہلے ...... یہیں تھے ..... غالباً آپ ہی ان سے ملنے آئی تھیں۔ محترمہ ڈی ویگل۔؟"

"ہاں ..... میں آئی تھی لیکن میں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا۔!"

"میں اس طرف کام کر رہا تھا۔!" ظفر نے کدال کی [illegible] کی دوسری طرف اشارہ کیا۔

"کیا وہ اندر ہے؟"

"جی نہیں ۔۔ یہاں تو میں رہتا ہوں ..... کبھی کبھی وہ آتے ہیں۔"

"کیا وہ یہیں رہتا ہے؟"

"جی نہیں۔ یہاں تو میں رہتا ہوں۔ ۔ کبھی کبھی وہ آتے ہیں!"

"اور کون کون آتا ہے یہاں —؟"

"معاف کیجئے گا۔۔۔ آپ کا یہ سوال قطعی غیر ضروری ہے!" ظفر الملک نے نتھنے پھلائے۔۔۔!

"مجرم ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم مجرموں کے ساتھ تھے۔ ہم تم پر اعتماد نہیں کر سکتے۔!"

"میں مجرموں کے ساتھ تھا تو پھر یہاں بیٹھا کیوں سڑ رہا ہوں۔ جیل میں کیوں نہیں ہوں —!"

"وقتی ضرورت کے تحت یہ اقدام کیا گیا ہے!"

"پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں!"

"اس عمارت کی تلاشی۔"

"اوہو۔ شوق سے۔ آئیے۔ ضرور آئیے!" ظفر ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔ پھر جوریا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "معاف کیجئے گا محترمہ میں کچھ موڈ ہو گیا تھا۔ لیکن بات ہی ایسی تھی۔ ابھی تک کسی کو میری بے گناہی پر یقین نہیں آیا۔"

"کوئی بات نہیں۔" جوریا بھی جواباً مسکرائی

"آئیے میرے ساتھ۔"

وہ انہیں عمارت کے اندر لایا۔۔۔۔ اور تنویر کسی مشاق پولیس آفیسر کے انداز میں ایک کمرے کی تلاشی لینے لگا۔

ظفر خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات دیکھتا رہا۔

جوریا نے پیانو میں دلچسپی لی اور اس کے تاروں پر انگلی پھیرتی ہوئی بولی۔ "تمہیں اس سے بھی شوق ہے؟"

"یس مادموزیل یہ تو میری زندگی ہے۔"

"کبھی عمران کو بھی بجاتے سنا ہے؟"

"مجھے حیرت ہے مادموزیل وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مشاق ہیں۔۔۔ مسٹر عمران کا جواب نہیں ہے۔۔۔ فرانس میں ہوتے تو لڑکیاں انہیں۔۔۔!"

"کیا تم نے کچھ دیر پہلے اسے بجاتے سنا ہے!"

"مادموزیل۔ میں صبح سے باغیچے میں کام کر رہا تھا۔۔۔ مجھ سے بے کار نہیں بیٹھا جاتا۔۔۔"

کچھ دیر بعد وہ ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

"اب اگر آپ اگر اجازت دیجئے تو میں آپ کے لئے کافی بنا لاؤں؟" ظفر نے بڑے ادب سے کہا۔

"نہیں شکریہ!" تنویر کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"کیوں عمران صاحب نہیں سرکتا ہے؟"

"ضروری نہیں ہے مادموزیل۔۔۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے!"

"چبا چبا کر باتیں نہ کرو —!" تنویر خواہ مخواہ بھڑک اٹھا۔

"مجھ سے کیا گستاخی سرزد ہوئی ہے جناب —؟"

"کچھ نہیں — کچھ نہیں —!" جوریا جلدی سے بول پڑی۔ "تم ہمیں پیانو ہی پر کوئی اچھا سا نغمہ سناؤ —!"

"مادموزیل کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔" ظفر کسی قدر خم ہو کر بولا۔

"کیا تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو؟" تنویر جھنجھلا کر بولا۔

"مسٹر۔۔۔ آپ کے لئے یہی مناسب ہو گا کہ آپ رام گڑھ سے بھی زیادہ ٹھنڈی والی کسی جگہ پر قیام فرمائیں —!"

"میں تمہارا سر توڑ دوں گا۔!" تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"سر حاضر ہے۔ موسیو۔!" ظفر نے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا جولیا نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں تنویر کی طرف دیکھا لیکن تنویر اس سے بے خبر ظفر کو گھورے جا رہا تھا۔!

"مسٹر ظفر میں نے آپ سے سفارش کی تھی۔"

"ابھی لیجئے۔۔۔ ابھی حاضر ہوتا ہوں۔" ظفر نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔ دوسرے کمرے میں جاتے وقت سوچ رہا تھا کہ عمران کا رول ادا کرتے وقت اس نے یقینی طور پر کسی جگہ ٹھوکر کھائی ہے۔!

مینڈولین اٹھا کر وہ پھر ڈائننگ روم میں واپس آگیا۔ اس نے ان دونوں کے چہروں پر کچھ ایسے آثار دیکھے جیسے اس کی عدم موجودگی میں ان کے درمیان تیز کلامی ہو چکی ہو۔!

ظفر نے کچھ کہے بغیر مینڈولین کے تاروں پر مضراب لگائی۔ ایک عجیب سا نغمہ ڈائننگ روم کی محدود فضا میں گونجنے لگا اور تھوڑی دیر بعد خود اسی کو محسوس ہونے لگا جیسے وہ اس وقت سے کہیں زیادہ اچھا بجا رہا ہو۔ جب عمران کے رول میں جولیا کے لئے نغمہ چھیڑا تھا۔

جولیا اور تنویر مبہوت سے ہو کر رہ گئے تھے۔! نغمے کے اختتام پر کچھ دیر تک کمرے کی فضا پر سکوت طاری رہا پھر جولیا بولی "واقعی تم بہت اچھے آرٹسٹ ہو۔!"

ظفر نے خاموشی سے خم ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا۔

"لیکن عمران۔۔" جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"جی ہاں! ان سے بڑا آرٹسٹ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔"

"ہمارے یہاں کے پاگل خانے آرٹسٹوں سے ہر وقت بھرے رہتے ہیں۔" تنویر بولا۔

"کچھ پاگل خانوں کے ماہر بھی نظر آتے ہوں گے!"

"کیا مطلب؟" تنویر کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"میرا مطلب ہے کہ کچھ ایسے بھی ہوں گے۔"

"کچھ اور سنائیے۔!" جولیا بول پڑی۔

"بہت بہتر مادموزیل۔۔!"

"نہیں! اب ہمیں چلا جانا چاہئے۔" تنویر اٹھتا ہوا بولا۔

"نہیں جلدی ہے تو تم جا سکتے ہو! میں یہیں بیٹھ کر عمران کی واپسی کا انتظار کروں گی۔!"

"نہیں یہ مناسب نہیں!"

"مناسب وہی ہے جو میں اپنے لئے چاہوں!"

تنویر پھر بیٹھ گیا۔۔۔۔ شاید وہ ایک اجنبی کے سامنے بات نہیں بڑھانا چاہتا تھا۔!

"ہاں مسٹر ظفر۔!" جولیا اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

ظفر نے پھر ایک نغمہ چھیڑ دیا۔

تنویر اس بار مسرور ہو جانے کی بجائے غصے میں بل کھا رہا تھا۔ جولیا غالباً اسے محسوس کر کے دل ہی دل میں محظوظ ہو رہی تھی اور ظفر سوچ رہا تھا کہ بھی مزہ ہوا۔۔ اگر اس دوران میں عمران واپس آگیا تو کیا ہوگا —— ، عمران اُسے ان جھگڑوں سے بچانا چاہتا تھا —— عمران ہی کی وجہ سے وہ اس میں پڑ گیا تھا۔!

تاروں پر مضراب چلتے چلتے رک گئی، اور وہ اسی سوچ میں کھو رہا۔

"کیوں، تم کیا سوچنے لگے؟" جولیا نے بڑے رومینٹک انداز میں پوچھا۔ شاید تنویر کو جلانے کے لئے اس نے یہ رویہ اختیار کیا تھا۔

"کچھ نہیں مادموزیل — میں بڑا بدنصیب آدمی ہوں!" لہجہ اسی طرح رومینٹک اور کسی قدر غم میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔!

تنویر کی صورت دیکھنے کے قابل تھی۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان میں سے کوئی اس کی عزیز ترین چیز چھین لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"ہم فضول وقت برباد کر رہے ہیں!" وہ تنتنا کر بولا۔

"میں عمران کا انتظار کروں گی۔۔!" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

ظفر کو ان دونوں کے درمیان معاملات کا کچھ کچھ احساس ہو گیا تھا اس لئے وہ بھی تنویر کو چڑانے پر تل گیا۔

"آپ شوق سے تشریف رکھیں مادموزیل۔۔۔۔۔ اجنبی کی طرح میں آپ کا بھی خادم ہوں۔۔!"

"تم اپنی بکواس بند رکھو۔۔!" تنویر اس پر الٹ پڑا۔

"آپ دوسرا گت چھیڑئے مادموزیل۔۔۔ یہ ایک ناپسندیدہ دھن ہے۔ دیکھئے اس پر طرب موسیقی کا کتنا اثر ہے۔۔!" ظفر نے کہا اور پھر سینڈوچ لینے لگا۔۔!

"تم بڑے بد ذوق ہو تنویر!" جولیا کہہ رہی تھی۔ "تم جانتے ہی نہیں زندگی اور حسن میں کیا رشتہ ہے!"

"تمہیں یہاں سے فوراً چلا جانا چاہیئے۔ عمران ہمارا انچارج ہے اور وہ اسے پسند نہیں کرے گا۔!"

"عمران کو میں تم سے زیادہ جانتی ہوں!"

"اچھی بات ہے تو میں جا رہا ہوں۔"

"شوق سے جاؤ! میں تو بیٹھوں گی۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں یہاں تنہا چھوڑ دوں؟"

"بھلا کیوں۔۔ ممکن کیوں نہیں۔۔"

"تت۔ تم۔ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں!"

جولیا ہنس پڑی اور بولی "یہ میں بھی — لیکن تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میں یورپین ہوں۔ تمہارے دیس کی لڑکی نہیں جسے کسی جوان آدمی کے ساتھ تنہا چھوڑا جا سکے!"

"آپ ٹھیک فرما رہی ہیں مادموزیل —!" ظفر ہاتھ روک کر بولا۔

"تم اپنی بکواس بند کرو —!" تنویر اس کی طرف گھونسہ تان کر جھپٹا۔ ظفر نے اطمینان سے جھکتا چلا گیا تھا

"آپ سب میرے محسن ہیں۔"

تنویر اس کے قریب کھڑا ہانپتا اور خشونت سے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ پھر ظفر سیدھا کھڑا ہونے لگا تو اس کا سر اس کی ٹھوڑی میں لگا۔

"سوری۔۔" ظفر کے چہرے پر پشیمانی کے آثار نظر آئے اور تنویر نے اپنی ٹھوڑی دونوں ہاتھوں سے دبا لی۔

بے آواز ہنسی جولیا کا پیٹ پھلائے دے رہی تھی۔

تنویر نے اسے دیکھا اور جھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکنا چاہا لیکن اب وہ اس کی طرف کب دیکھ رہا تھا وہ تو تیر سا نکلا اور چلا گیا۔!

اب جولیا آواز سے ہنس رہی تھی اور ظفر بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا پھر جیسے ہی وہ سنجیدہ ہوئی۔ خود بھی حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ سنجیدہ ہو گیا۔

”بالکل ممکن ہے!“ جولیا منہ بنا کر بولی۔

”آپ کا خیال درست بھی ہو سکتا ہے مادموزیل۔!“

”عمران تم پر اتنا مہربان کیوں ہے؟“

”وہ اچھی طرح جانتے ہیں مادموزیل کہ میں بے گناہ ہوں۔۔۔ محض نادانستگی میں ان لوگوں کے ساتھ آ پھنسا تھا۔!“

”تم کیا کرتے ہو؟“

”خوش رہتا ہوں“

”کیا بات ہوئی۔۔۔؟“

”بڑا مشکل کام ہے مادموزیل ہر حال میں خوش رہتا رہا ہوں۔۔۔!“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی ”میں یہ پوچھ رہی تھی کہ ذریعہ معاش کیا ہے۔؟“

”فی الحال عمران صاحب کا کرم ہے۔۔۔۔۔ اگر وہ ہاتھ روکے گا تو پھر کوئی اور دروازہ دیکھوں گا۔“

”ان لوگوں کے ساتھ کیا کرتے تھے؟“

”انہوں نے مجھے اپنی کسی دوا ساز کمپنی کے لئے انگیج کیا تھا۔ میں نے آکسفورڈ سے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی ہے! بچپن سے اب تک یورپ ہی میں رہا ہوں۔ اب اپنے دیس میں رہنا پڑا جس میں بڑی دشواری پیش آرہی ہے۔!“

پھر بھی ہو تو جینٹلمین بہت اچھا سمجھا جاتا ہے!“

”میرا خیال ہے کہ مسٹر عمران کی مشاقی تم سے زیادہ ہے!“

”وہ پتہ نہیں کیا کیا ہے!“

”میں کہتا ہوں مادام۔۔۔ اگر وہ فرانس چلے جائیں تو لڑکیاں اُن پر پسیجیں گی؟“

”تم بار بار لڑکیوں کا تذکرہ کیوں کرتے ہو؟“

”میرا اس دنیا میں تذکرے کے قابل اور کون ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ تم اسی لڑکی کے چکر میں پڑ کر ان لوگوں تک پہنچے تھے۔“

”کس لڑکی کا تذکرہ کر رہی ہیں مادموزیل؟“

”شیلا۔!“

”نہیں مادموزیل وہ تو بعد میں ملی تھی۔!“

”پھر بھی۔۔۔ اوہ۔ ہاں۔ کیا وہ یہاں آئی تھی؟“

”مسٹر عمران کو وہی تو کہیں لے گئے ہیں آپ کے ساتھ!“

”کیا۔۔۔“ جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی! اور ظفر نے سوچا شاید اسے یہ نہ کہنا چاہیئے تھا لیکن اب تو کہہ ہی چکا تھا۔

”وہ۔۔۔ اسے کہاں لے گئے ہیں۔؟“

”انہوں نے مجھے بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور نہ میں نے ہی مناسب سمجھا کہ ان سے اس کے بارے میں پوچھوں!“

”یہ تو بہت برا ہوا۔!“ وہ پر تشویش لہجے میں بولی۔

”کیوں مادموزیل۔!“

”ان لوگوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا!“

سب اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا! اس رات کے بعد سے جب گرجے میں لڑائی ہوئی تھی میں نے ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔"

"میں جا رہی ہوں۔!" وہ اٹھی اور جھپٹتی ہوئی ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔!

ظفر نے طویل سانس لی اور اس کے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ پھیلتی نظر آئی۔

*

وہ دونوں پھر اسی پوائنٹ کی طرف چل پڑے تھے جہاں سے راستہ دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔

"ارے..... یہ..... یہ کیا؟" پوائنٹ کے قریب پہنچ کر صفدر رکتا ہوا بولا۔ پھر جمیلہ نے دیکھا کہ وہ جھک کر کوئی چیز اٹھا رہا تھا۔

یہ ایک رومال تھا۔ جس پر تازہ خون کے دھبے تھے۔ صفدر اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "تعاقب کرنے والوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ اس راستے پر ڈالا گیا ہوگا!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ سیدھا ہی گیا ہے۔ اگر پہلے ہماری نظر اس رومال پر پڑی ہوتی تو ہم یقیناً ادھر ہی کا راستہ اختیار کرتے۔ یہ یہاں پتھروں کے درمیان اڑسا

ہوا تھا... میرا خیال ہے کہ عمران کو یہ کسی جگہ پڑا ملا ہوگا اور اس نے اسے پتھروں میں ڈال دیا تاکہ اس کے پیچھے آنے والے سیدھے ہی چلے آئیں۔ انہیں مغالطہ نہ ہو۔!"

"اس کی بات کا تو جواب ہی نہیں ہے!"

"تم بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتی ہو اس سے۔"

"یقیناً ہوں۔!"

"چلو۔ چپ چاپ رہو۔!" صفدر طویل سانس لے کر بولا۔ "لیکن اس کے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جانا... وہ اکثر دوسروں کا دل رکھنے کے لئے بھی ان کے حق میں باتیں کہہ دیتا ہے۔"

جمیلہ کچھ نہ بولی۔ اب وہ پھر اسی تنگ سے راستے پر بڑھ رہے تھے جہاں روشنی کا گزر نہیں تھا۔ صفدر نے ٹارچ روشن کر لی تھی اور وہ آگے پیچھے چل رہے تھے۔!

وہ درہ شاید شیطان کی آنت... کسی طرح ختم ہونے ہی میں نہ آتا تھا۔

"اب تو میرا برا حال ہے...." جمیلہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"چلتی رہو۔! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"پتہ نہیں یہ راستہ کہاں لے جائے!"

"اسی لئے میں یہ چاہتا تھا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ واپس جاؤ۔"

"یہ حقیقت ہے کہ میں ان میں سے صرف تم ہی پر اعتماد کر سکتی تھی!"

"[illegible]! باتیں کرتی رہو۔ ورنہ اور زیادہ تھکن محسوس ہوگی!"

"اب بولنے کے لئے رہا ہی کیا ہے!"

"میرے پاس تو بہتیرے موضوعات ہیں! یہاں تم کب سے میوری کے سا
تھیں—!"

"آٹھ سال سے!"

"یہیں—؟"

"یہاں تو ہم پچھلے سال آئے تھے"

"اس سے پہلے کہاں تھے تم لوگ؟"

"جاپان میں—!"

"وہاں کیا ہو رہا تھا؟"

"وہاں میوری فولاد کی امپورٹ کرنے والے ایک ادارے کا ڈائریکٹر تھا—!"

"جاپان میں کتنے دن قیام رہا تھا تمہارا—!"

"دراصل میں نے جاپان ہی میں میوری کی پرسنل اسسٹنٹ کی حیثیت سے ملازمت شروع کی تھی—!"

"تو گویا... چھ سال جاپان میں ملازم رہیں... اور ایک سال یہاں—"

"ہاں—!"

"یہاں تمہیں علم تھا کہ وہ کوئی غیر قانونی حرکت کر رہا ہے!"

"میں وہ فیکٹری کا علم ہوتے ہی میں شبے میں پڑ گئی تھی! پھر کچھ دنوں کے بعد اس نے مجھے عمران کے پیچھے لگا دیا!"

"اس نے مجھے کیا بتایا تھا! بس یہ کہ اس کی مصروفیات کے بارے میں بتلا رہا ہوں وہ سازش کے کام میں مدد دینے آیا تھا۔ لیکن میری طرف سے کبھی اس قسم کے کاغذات نہیں گزرے جن سے اس کے بیان

کے مطابق تصدیق ہوتی... میرا خیال ہے کہ فولاد سازی کے کارخانے یہاں سرکاری طور پر قائم کئے جا رہے ہیں!"

"تمہارا خیال درست ہے!" صفدر بولا۔

"بہرحال — میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اصلی مجھے سزا سے نہیں بچا سکتی!"

پھر اس نے جملہ پورا کیا اور نہ صفدر ہی کچھ بولا۔ ان کے قدموں کی چاپ سے تنگ و تاریک راستہ گونجتا رہا!

مزید دس منٹ گزر گئے! اور جمیلہ سسکائی — "اب تو میرا دم گھٹ رہا ہے—"

"باتیں کرتی چلو ورنہ بے ہوش ہو کر گر پڑو گی—!"

"باتوں کی بھی سکت نہیں رہی!"

"یہاں میں کر رستہ ختم ہونے سے پہلے ہی دم گھٹ جائے گا"

"وہ لڑکھڑا رہی تھی! صفدر نے پیچھے سے اس کا شانہ پکڑ لیا۔

"واقعی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی... مجھے... واپس جانا چاہیے تھا...!"

وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"رک جاؤ!" صفدر اس کے شانے پر دباؤ ڈالتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "میں قدموں کی چاپ سن رہا ہوں—!"

وہ رک گئی اور صفدر نے آگے بڑھ کر اسے اپنی اوٹ میں لے لیا...

ٹارچ اس نے بجھا دی اور ریوالور داہنے ہاتھ میں لے کر سنبھال لیا۔

آگے کچھ دور چند ٹارچوں کی مدھم سی روشنی نظر آئی جو آہستہ آہستہ قریب ہوتی جا رہی تھی!

"وہیں ٹھہرو... ورنہ گولی مار دوں گا—!" صفدر دھاڑا۔

”ایسی حماقت بھی سر کرنا چاہئے . . .“ دوسری طرف سے آواز آئی اور صفدر چونک پڑا۔ آواز عمران کی تھی۔

”کیا ہوا۔“ صفدر نے پوچھا۔

”کیا تم سب ہو۔“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔!

”صرف میں ہوں۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ اور تھیما“

”گڈ۔ تب تو کام بن گیا۔ اچھا میرے پاس آجاؤ۔“

تھیما صفدر سے آگے نکل جانا چاہتی تھی!

”میرے پیچھے چلتے رہو۔“ عمران دوسری طرف مڑتا ہوا بولا ”یہ تھوڑی ہی دور چل کر ہم کھلے میں نکل آئیں گے۔“

پھر غالباً پچاس قدم کے بعد ہی اس دراڑ کا اختتام ہو گیا تھا۔ اور وہ سورج کی روشنی دیکھ سکے تھے! اس کی حرارت سے نئی توانائی حاصل کر سکے تھے۔

یہاں بھی چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔

”ہم نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔“ عمران ایک جگہ بیٹھتا ہوا بولا۔ ”ورنہ یہیں بیٹھ جانے کا تہیہ کرتا ہوا آ رہا تھا —“ اس نے مجھے ذاتی [illegible] سیدھا راستہ اختیار کیا۔ لیکن یہ کیوں ہے تمہارے ساتھ۔!“

وہ تھیما کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا اور پھر سوالیہ نظروں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔!

صفدر نے واقعات دہراتے ہوئے کہا۔ اور جب یہ اپنے ساتھی کو

سگریٹ ہی ہیں۔!“

”نہیں یہ بہت اچھا ہوا۔ قدرت ہماری مدد کر رہی ہے۔“ عمران تھیما کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔ ”کچھ دیر سستا لو پھر بتاؤں گا۔“

”میں نے ان سب کو غلط سمت واپس کر دیا ہے!“ صفدر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

”تمہارے فیصلے مناسب ہوتے ہیں!“ عمران نے کہا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر تھیما کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ ”شوق کرو!“

”ہاں — میں اس کی ضرورت محسوس کر رہی تھی! شدت سے پیاس لگ رہی ہے۔!“

”چاروں ٹکڑے نہ نگل جانا — صرف ایک — چیونگم کی شکر ہضم ہو گئی ہے۔!“

”شاید ہی ہو گئی ہے تو رکھو —“ اس نے پیکٹ واپس کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ایک سے دو۔!“

تھیما پیکٹ پھاڑنے لگی — اور صفدر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں! چند منٹ اسی طرح گزر گئے۔ پھر عمران بولا۔

”اب اٹھو ورنہ چپک کر رہ جاؤ گے۔!“

”اب کیا کرنا ہے؟“ صفدر اٹھتا ہوا بولا۔

عمران اسے ایک اونچی سی چٹان کے قریب لے گیا اور اس کی ایک دراڑ سے دوسری طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”وہ دیکھو — ادھر آؤ میرے قریب ۔ ۔ ۔ ۔

وہ اس طرف کیا دکھائی دیتا ہے۔؟

"اوہو۔۔۔ یہ تو کوئی بستی ہے!"

"ہو سکتا ہے۔۔۔ یہ ہمارے مخالفین کا گروہ ہو!"

"تو پھر۔۔؟"

"ہم اس طرف چلیں گے۔۔!"

"شیبا سمیت . . !" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں! کیا ہوا۔۔؟"

"اگر قزاقوں کی بستی ہوئی تو وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے ہماری جانوں کے گاہک بن جائیں گے۔!"

"مجھے یقین ہے کہ گامیپا نے اسی بستی میں پناہ لی ہے!" عمران پر تشویش لہجے میں بولا۔

صفدر کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں سے بھی گہری تشویش جھانک رہی تھی۔ اس نے مڑ کر شیبا کی طرف دیکھا۔

وہ ایک پتھر سے ٹیک لگائے اونگھ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اسے یہیں روک کر ہم وہاں چلیں!" صفدر بولا۔

"بھلا۔۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تمہاری اس سے شاید یہ پہلی تفصیلی ملاقات ہے۔ لیکن میں اسے بہت دنوں سے جانتا ہوں۔۔!"

"میں نہیں سمجھا۔"

"میں نے آج تک کسی پر آنکھیں بند کر کے اعتماد نہیں کیا . . ہو سکتا ہے۔ گامیپا سے ہماری مڈبھیڑ اسی نے کرائی ہو!"

"تو پھر کیا کیا جائے؟"

"ہم وہاں اسے ساتھ لے چلیں گے اور پھر جو ابھی محض قیاس ہے کہ وہ اسی بستی میں گیا ہوگا . . . . ہو سکتا ہے وہ اور کسی طرف نکل گیا ہو۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"

عمران نے مڑ کر شیبا کو آواز دی۔ چونک کر اس نے آنکھیں کھولیں اور ان کی طرف بوکھلا بوکھلا کر دیکھتی رہی۔

عمران نے ہاتھ ہلا کر اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"کچھ لوگ ادھر آ رہے ہیں!" دفعتاً صفدر بول پڑا۔ وہ دراڑ سے دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران بھی مڑ کر ادھر ہی دیکھنے لگا

چار آدمی تھے جو اسی طرف آ رہے تھے۔

عمران نے صفدر کی طرف مڑ کر کہا "اوہ۔۔۔ وہی لوگ ہیں۔ ان کی بندوقیں دیکھو بالکل اسی قسم کی ہیں جیسی میں نے ڈیم ہالیگنز کے آدمیوں کے پاس دیکھی تھیں۔ یہ چرخیوں کے ہینڈل گھمانے سے فائر ہوتی ہیں۔ ہمیں کہیں چھپ جانا چاہئے۔!"

اور پھر عمران نے بڑی پھرتی سے دراڑ کے قریب ہی چھپنے کی جگہ بھی تلاش کر لی!

وہ چاروں اسی چٹان پر چڑھ آئے جس کی دراڑ سے صفدر نے انہیں دیکھا تھا۔ وہ خاکی لباس میں تھے اور ان کے شانوں سے چرخیوں والی چھوٹی سی بندوقیں لٹک رہی تھیں۔

چاروں سفید فام تھے۔ لیکن وضع قطع مقامی باشندوں کی سی بنا رکھی

تھی۔

"یہ ۔۔۔۔ تو ۔۔۔ تو ۔۔۔!" تھیلما کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں ۔۔ کیا بات ہے؟" عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"وہ پتلی ہوتی ناک والا ۔۔۔ وکٹر ہے۔"

"تم جانتی ہو اسے؟"

"یہ اس فیکٹری کا فورمین تھا۔"

"سیبرو کا آدمی!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔ اس کے خاص آدمیوں میں سے ہے۔"

"خیر دیکھو۔"

وہ چٹان سے اس سطح پر اتر آئے جس پر یہ لوگ تھے۔ ان میں سے ایک بڑی تیزی سے دراڑ کی طرف بڑھا اور اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ پھر اونچی آواز میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ یہاں تک کوئی نہیں آیا۔"

"میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہاں کچھ دیر پہلے کوئی موجود تھا ۔۔۔۔۔!" چٹان کے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اسے چیلنج کیا۔

"وہ کیسے؟" ایک نے طنزیہ پوچھا۔

"ادھر آؤ ۔۔ میں بتاؤں"

وہ بڑی دراڑ کے پاس سے ہٹ کر ان کے قریب آ گیا۔

"یہ دیکھو ۔۔ سب جلی ہوئی دیا سلائی اور سگریٹ کے اس ٹکڑے پر دھوئیں کا پسیجا ہوا سا نشان تازہ ہے۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

"اوہ ۔۔ ہاں ۔۔۔۔ ہے تو ۔۔۔!"

وہ سب شکاری کتوں کی طرح چوکنے ہو گئے۔

عمران اور صفدر نے اپنے ریوالور نکال لئے تھے ۔۔۔ اور تھیلما کو پ
ات میں کر لیا تھا!

"ہو سکتا ہے!" مسلح اجنبیوں میں سے ایک بولا۔ "وہ یہاں تک آ کر
پس گئے ہوں ۔۔؟"

"یہاں آ سکتا ہے! وہ بستی تک بھی پہنچ سکتا ہے!" دوسری آواز
سائی دی۔

"ممکن ہے پہنچ بھی گیا ہو!" تیسرے نے کہا۔

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے!"

"اس درے کے دوسرے سرے تک چلو۔"

"میں اس کی راہ سے ڈھلاؤں گا۔"

"کیوں!"

"اگر دونوں طرف سے گھیر لئے گئے تو ۔۔۔۔۔ دشمنی ہوگی مناسب
یہی ہے کہ فی الحال بستی کی طرف واپس چلیں اور اسے آگاہ کر دیں ۔۔!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اور پھر وہ اسی چٹان پر چڑھ کر دوسری طرف اتر گئے۔ کچھ دیر بعد عمران بھی پناہ گاہ سے نکل کر آہستہ آہستہ اس چٹان کی طرف بڑھنے لگا۔ چوٹی سے اس نے دیکھا کہ وہ چاروں بڑی تیزی سے ڈھلان میں اترتے چلے جا رہے ہیں۔

صفدر اور تھیلما بھی اس کے قریب آ گئے تھے۔

"اب کیا خیال ہے؟" عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"آپ ہی کچھ کہئے ۔۔۔ میں تو اس وقت ۔۔" صفدر نے جملہ پورا نہیں کیا۔

"وکٹر کیسا آدمی ہے؟" عمران تھیلما سے سوال کر بیٹھا۔

"میرا خیال ہے کہ میوری کے خاص وفاداروں میں اس کا نام بھی لیا جاتا ہے۔!"

"یہ طے شدہ بات ہے کہ میوری کی موت میں گاوید ہی کا ہاتھ تھا۔" عمران بولا۔ "اور یہ لوگ اس وقت گاوید کا تعاقب کرنے والوں کی تلاش میں تھے اور لوتھر ان میں شامل تھا۔!"

وہ خاموش ہو کر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں!"

"یہی کہ گاوید کو یہ لوگ اپنا آدمی سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقتاً حریف ہی کا آدمی ہے۔ لہٰذا براہ راست ہاکنز کی پارٹی سے تعلق ہے!"

"یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں؟"

"کھلی ہوئی بات ہے ۔ ۔ ۔ لوتھر ۔ ۔ ۔!"

"لوتھر کے بارے میں یہ بات آپ کو شیلا نے بتائی ہے کہ وہ میوری کے وفاداروں میں سے ہے؟"

"تو پھر ۔!"

"گاوید بھی اُس کے وفاداروں میں شمار ہوتا رہا ہوگا۔"

"لیکن میں نے گاوید کو کبھی میوری کے ساتھ نہیں دیکھا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ اس کے البم میں میں نے اس کی تصویر دیکھی تھی۔!"

"البم میں دشمنوں کی تصویریں نہیں لگائی جاتیں۔" صفدر بولا۔

عمران دروازے سے بستی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس کی طرف مڑے بغیر بولا۔ "یہ سب کچھ میری دانست میں اس طرح ہوا ہوگا۔ گاوید نے اسکیم بنائی کہ میوری کو خاموشی سے ختم کر دے۔ یا ختم کر دینے کے بعد لاش کو ٹھکانے

لگا دینے کا سوال پیدا ہوا۔ اس کے لئے اس نے ایڈونچرز کلب کے دو ممبروں سے ایک بے ڈھنگی سی شرط لگائی۔ مقصد غالباً یہ تھا کہ وہ دونوں وہاں اس ہٹ میں پہنچیں۔ گاوید بھی پہنچ جائے گا اور میوری کی لاش اچانک ان کے سامنے آ جائے ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر گاوید انہیں کی مدد سے اس لاش کو ٹھکانے لگا دے؟

"وہ دونوں انکار کر سکتے تھے اس سے!"

"بسا اوقات آدمی بے بس ہو جاتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ شرط کسی مجمع کے سامنے لگائی گئی ہوگی۔ اسے اس طرح سمجھنے کی کوشش کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فرض کرو تم ایسے ہی کسی واقعے سے دوچار ہوتے ہو، اس وقت تم کیا کرو گے۔ دوسرا آدمی تم سے کہتا ہے کہ لاش کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اس لئے مناسب ہے کہ شرط کئی آدمیوں کے سامنے ہوئی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ اس وقت ہم وہاں ہوں گے اب اگر یہ لاش آج ہی یہاں سے کسی کو ملتی ہے تو تفتیش کے دوران میں پولیس ہم تک یقینی طور پر پہنچ جائے گی۔!"

"ہاں ۔ اگر میں کوئی عام شہری ہوتا تو یقیناً میرے لئے یہی مناسب ہوتا کہ خود کو شبہے سے بالاتر رکھنے کے لئے سب کچھ کر گزروں۔!"

"خدا بیدار رکھے ۔ ۔ ۔!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "لیکن شیلا کی وجہ سے گاوید کی اسکیم تباہ ہو گئی! اس نے شیلا پر نظر رکھی ہوگی۔ شیلا کی موجودگی میں اسکیم پر عمل نہ ہو سکا ۔ ۔ ۔ ۔ بہرحال اس نے اسے باہر جاتے دیکھا، اور کسی وجہ سے مطمئن ہو گیا کہ اب وہ واپس نہ آئے گی یا آئے گی بھی تو دیر کر کے ۔ ۔ ۔ لہٰذا اس کی وہسکی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس نے اس پر بے ہوشی کی سی نیند طاری کر دی۔ اس کی دانست میں شیلا

کو ایسے حالات میں شہر جانا پڑتا تاکہ وہ وہاں سے بھی امداد لا سکے کیا خیال ہے۔!"

"بات سمجھ میں آرہی ہے۔!"

"میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ گاڑویا مسٹر سیبا کا آدمی ہے اور سیوری محض اس لئے مارا گیا کہ وہ شوگر بینک تک میری رہنمائی کرنے والا تھا۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ اور صفیہ بڑبڑائی۔ "یہ سب باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہیں۔"

عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر کہتا رہا۔ "تم نے دیکھا یہ لوگ کتنی تیز نظر رکھتے ہیں۔! دیا سلائی کی ایک تیلی نظر آگئی اور جلنے والے مادے کے قریب پتھر پر دھوئیں کا پھیلا ہوا سا نشان کتنی آسانی سے یہاں ہماری موجودگی کا راز فاش کر گیا۔"

"تو پھر اب کیا خیال ہے۔!"

"جتنی جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔ "ہم اس بستی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔! یہ بھی دیکھنا ہے کہ آخر یہ لوگ یہاں اس انداز میں کیوں مقیم ہیں۔ بہت زیادہ احتیاط سے قدم اٹھانا پڑے گا۔"

صفدر حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔

"کیوں بات کیا ہے۔؟"

"آج آپ بہت زیادہ سنجیدہ نظر آرہے ہیں۔!"

"یہ معاملہ تشویشناک ہے مجھ سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے۔!"

"کیسی غلطی۔؟"

"مجھے سیوری سمیت روپوش ہو جانا چاہئے تھا۔ جلدی کرو۔!"

وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھے۔!

لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے پشت سے کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

عمران اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے آواز کی طرف مڑا۔

حبشی ناک والا غیر ملکی جس کا نام صفیہ نے اختر بتایا تھا اپنی بندوق تانے کھڑا تھا۔

"کیوں کتیا کی بچی۔!" اس نے صفیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "بالآخر تم نکل ہی گئیں۔!"

"کیسی باتیں کر رہے ہو تم۔!" صفیہ یک بیک بپھر گئی۔ "میں ان لوگوں کی قیدی ہوں۔"

"تم نے باس کو زہر دے دیا۔ اور کاٹیج میں آگ لگا دی۔"

"یہ سراسر بکواس ہے۔۔۔ باس بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں ہینڈ بیگ لینے کے لئے مسہری کی طرف جا رہی تھی کہ ان دونوں نے مجھے روک لیا۔!"

"ان دونوں نے۔!" وہ عمران اور صفدر کو گھورنے لگا۔

"ہاں۔! پھر میں انہیں ڈاج دے کر بھاگی۔ لیکن جاتی کہاں۔ اسی طرح یہ دونوں میرا تعاقب کرتے ہوئے کاٹیج تک پہنچے۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ مسٹر سیوری قدرتی موت مرے ہیں۔ جب ہم کاٹیج میں پہنچے تو ان کی سانسیں رک چکی تھیں۔ پھر وہاں ایک موٹی گردن والا غیر ملکی آیا اور ان لوگوں سے الجھ بیٹھا۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ دو دیسی آدمی بھی تھے۔ کاٹیج میں آگ اس موٹی گردن والے نے لگائی تھی۔"

"باس نے!" اختر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"ہاں — تم اسے باس کہہ رہے ہو! تو کیا تم نے بھی مسٹر میوری سے غداری کی ہے؟"

"تم کہاں رہتی ہو — ؟" وہ مسکرا اٹھانے والے انداز میں بولا۔ "مسٹر میوری کے بعد وہی ہمارا باس ہے!"

"میرے لئے بالکل نئی اطلاع۔ ۔ ۔ ۔ آج سے پہلے تو میں نے کبھی نہیں دیکھا اسے!"

ادھر عمران صفدر سے کہہ رہا تھا۔ "اگر اب تم نے سگریٹ سلگانے کے لئے دیا سلائی استعمال کی تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔ ۔ ۔ ۔ سگریٹ لائٹر رکھا کرو! گیس والا اچھا ہوتا ہے آندھی میں بھی اس کی لو برقرار رہتی ہے۔ یہاں سب سے اچھا تو تعقب ہے!"

اس نے یہ جملہ انگریزی ہی میں ادا کیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ وکٹر کی توجہ تھیلما کی طرف سے ہٹ گئی۔!

اس نے ہنس کر کہا۔ "مجھے یقین تھا کہ تم لوگ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہو۔ اسی لئے میں نے فوری طور پر واپسی کا حکم دیا تھا۔ پھر تمہیں موقع دیا تھا کہ تم ہمیں واپس جاتے دیکھ لو۔ ۔ ۔ اور ماسٹر کاٹ کر میں پھر اسی طرف آگیا۔!"

"میں بھی تمہاری خوش مزاجی سے بے حد محظوظ ہوا ہوں۔ ایسے ہنس مکھ دشمن مجھے پسند ہیں۔!"

"چلو —!" دفعتاً وکٹر کا موڈ بگڑ گیا۔ اس نے بندوق سے چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر نکل بھاگنے کی کوشش کی تو زندہ نہ رہو گے۔"

"تم پر مقامی باس بہت چھایا ہے!" عمران نے اس طرح کہا جیسے وکٹر نے تحقیق کی دعوت دی ہو۔

"چلو — جلدی کرو!"

تھیلما نے اپنے ہاتھ نیچے گرا دیئے تھے اور وہ بھی عمران کو مشورہ دے رہی تھی کہ اسے بے چون و چرا وکٹر کا حکم مان لینا چاہیئے!

"اچھی بات ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تم میری قیدی تھیں لیکن میں نے تم سے کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی۔ اب میں تم لوگوں کا قیدی ہوں۔ تمہارا ظرف دیکھوں گا۔!"

"تمہارے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو باس کے ساتھیوں نے اس کے ساتھ کیا تھا۔" وکٹر غرایا۔

"ہائیں — تاریخ پڑھی ہے تم نے!" عمران احمق ہو کر بولا۔

جب وہ چٹان پر چڑھنے لگے تو تھیلما نے اپنے ہاتھ گرا لئے۔

"ہاتھ اٹھائے رکھو۔" وکٹر نے کہا۔

"میں بھی —!" وہ اس کی طرف مڑ کر بولی۔

"ہاں — تمہاری پوزیشن کا فیصلہ تو باس ہی کرے گا۔"

تھیلما نے ہاتھ اٹھائے اور برا سا منہ بنائے ہوئے چٹان پر چڑھنا شروع کیا۔ وہ ان دونوں کے پیچھے تھی۔ صفدر محسوس کر رہا تھا کہ وکٹر لومڑی کی طرح ہوشیار ہے۔ اور وہ یقینی طور پر بے حد پھرتیلا بھی ہوگا۔ پھرتیلے پن کی مثال سامنے ہی تھی! کسی طرح ڈاج دے کر پیچھے آیا تھا اس طرف۔ وہ شرمندہ بھی تھا! اس نے انگشت پر رکھ کر جلی ہوئی دیا سلائی ایسی لاپرواہی سے وہاں ڈال دی تھی۔

چٹان سے وہ نشیب میں اترنے لگے۔ صفدر اور عمران برابر سے چل رہے تھے اور جمیلہ ان کے پیچھے تھی۔

جمیلہ کے پیچھے وکٹر بندوق چھتیائے چل رہا تھا۔ پھر دور پر وکٹر کے ساتھی بھی دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ "مانتا ہوں وکٹر۔ واقعی تم بے مثال ہو!"

وکٹر نے بلند آہنگ قہقہہ لگایا۔

اب وہ چار مسلح آدمیوں کے نرغے میں تھے۔

"کیا تمہیں یقین تھا کہ یہ لوگ وہیں کہیں پہنچیں گے!" ایک نے وکٹر سے پوچھا۔

"یقین نہ ہوتا تو یہ لوگ کیسے ہاتھ آتے۔"

ادھر عمران صفدر سے کہہ رہا تھا۔ "میاں بس یہ سمجھ کر لڑائی جھگڑائی سے بچ رہا ہوں کہ میری جیب میں سکے ہوتے تو بخار سے چھوٹ جائیں گے۔"

"میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ اس لڑکی کے ہتھکڑیاں لگا کر واپس کر دیجئے، لیکن آپ نے میری بات نہ سنی۔" صفدر بولا۔

"اس بے چاری کا کیا قصور ـــ! وہ تو ہمیں ادھر آنے سے روک رہی تھی۔!"

"تم لوگ کیا بک رہے ہو؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہمیں انگریزی نہیں آتی۔" عمران نے فرانسیسی میں کہا۔

"اسے تم لوگ خاموشی سے چلو۔" وکٹر نے سب کو للکارا۔

اور پھر راستہ خاموشی سے طے ہوتا رہا۔ صفدر نے دیکھا کہ عمران کی آنکھوں میں فکر و تشویش کا دور دور تک پتہ نہیں ـــ

"میں نہیں جانتی کہ موجودہ باس کون ہے!" وفتی جھلا کر بولی۔ "لیکن تم تو جانتے ہو وکٹر۔ ۔ ۔ باس کتنا اعتماد کرتا ہے مجھ پر۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ باس نے اس سے تمہاری گفتگو سنی تھی! یہ اسی کا سوال ہے کہ تم ان لوگوں سے مل گئی ہو۔!"

"میرے خدا۔ ۔ ۔ ہاں میرے مسٹر میری کے بارے ہی میں گفتگو کی تھی میں نے اسے بتایا تھا مسٹر میری بے ہوشی میں ہیں اور اس نے کہا تھا کہ مر چکے ہیں۔!"

"مناسب یہی ہے کہ خاموشی سے چلو۔!" اس بار وکٹر کا لہجہ سخت تھا۔!

"اوہو میاں ـــ! اسے مت ڈانٹو ـــ!" عمران کراہا!

"اگر تم لوگ خاموشی سے نہ چلے تو پھر ہمیں دوسری تدبیر کرنی پڑے گی!" وکٹر غرایا اور عمران چلتے چلتے رک گیا!

"ذرا وہ تدبیر تو کر کے دیکھو!" عمران بولا۔ وہ تک کر وکٹر کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

وکٹر نے اپنی بندوق کا کندہ اس کے سر پر رسید کر دینا چاہا۔ لیکن عمران کسی وحشی درندے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کی بندوق عمران کے ہاتھ میں تھی! اور وہ خود زمین پر ـــ عمران اس سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر کھڑا ان مسلحوں کی طرف بندوق تانے کہہ رہا تھا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ـــــــ! یہ نہ سمجھنا کہ میں اس کے استعمال سے واقف نہیں ہوں۔ ۔ ۔ دیکھو ـــ!" اس نے ایک پل کے لئے بندوق دوسری طرف کر کے چرخی کا ہینڈل گھمایا۔ تڑ تڑ گولیاں نکلیں اور بندوق کا رخ پھر انہیں لوگوں کی طرف کر دیا۔!

خوں سے بے اختیارانہ انداز میں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے ان میں وحشی بھی شامل تھا . . . . . اب وہ زمین سے اٹھ گیا تھا۔

پھر یک بیک عمران نے بندوق ایک طرف ڈال دی اور بے حد گمبھیر آواز میں بولا۔ "لیکن میں یہ نہیں کروں گا . . . . . میں تو سمجھنا چاہتا ہوں، مجھے اپنے باس کے پاس لے چلو۔؟"

وہ سب ہکا بکا کھڑے رہ گئے۔ انہوں نے اب بھی اپنے ہاتھ نیچے نہیں گرائے تھے۔ عمران کہتا رہا۔ "میسوری سے بھی میں سمجھنا ہی چاہتا تھا لیکن افسوس وہ مرگیا!"

"پھر تم نے لیبارٹری پر کیوں قبضہ کرلیا؟"

"اسی طرح میں نے میسوری کو سمجھنے پر مجبور کرنا چاہا تھا۔"

"خیر اچھی بات ہے . . . . تو چلو . . . . وہیں کہنا جو کچھ کہنا ہو۔" وحشی جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "اور آگے بڑھ کر ہی بندوق اٹھانے لگا . . . . !

جھکا ہی تھا کہ عمران کی لات اس کے کولہے پر پڑی اور وہ اچھل کر دور منہ کے بل جا گرا۔

بندوق پھر عمران کے قبضے میں تھی! اور اس کا رخ بقیہ لوگوں کی طرف تھا!

وحشی کے ساتھیوں نے دوبارہ ہاتھ اٹھا دیئے۔ ان کے چہروں سے بوکھلاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" صفدر جھنجھلا کر بولا۔

"اب تم انہیں غیر مسلح کر دو ۔۔۔!" عمران نے اس طرح کہا جیسے صفدر

کی بات سنی نہ ہو۔

وحشی عمران کا منہ تک رہا تھا۔

"آہستہ آہستہ . . . . آواز اونچی نہ ہونے پائے!" عمران غرایا۔

صفدر نے ان تینوں کی بندوقیں ان کے شانوں سے اتار لی تھیں۔ اب وہ عمران کی کسی دوسری حماقت کا منتظر تھا . . . . حقیقتاً [illegible] تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے کہ بحالت بیداری کوئی بہت بھیانک خواب دیکھ رہی ہو!

"اب خدایا! تمہیں یاد رہے گا کہ تم ہی بہت پھرتیلے نہیں ہو!" عمران وحشی کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

وہ اس وقت ایسی جگہ کھڑے تھے جہاں سے بستی نہیں دکھائی دیتی تھی! ان کے درمیان ایک اونچی سی چٹان حائل ہو گئی تھی۔

صفدر نے وہ بندوقیں شانوں سے لٹکا لی تھیں اور ایک ہاتھوں میں سنبھال لی تھی!

"چلو ۔۔۔!" عمران نے اپنی بندوق سے بائیں جانب اشارہ کیا۔

وہ دراصل ایسی جگہوں سے گزرنا چاہتا تھا جہاں سے بستی کا سامنا نہ پڑتا ہو۔

بہت دیر چلتے رہنے کے بعد عمران ایسی جگہ تلاش کر سکا جہاں سے دیکھ لئے جانے کے خدشے کے بغیر وہ بڑی دراڑ تک پہنچ سکتے تھے دراڑ کے قریب پہنچ کر عمران نے کہا۔ "سب سے پہلے لڑکی داخل ہوگی . . . . اس کے پیچھے تم لوگ چلو گے۔"

صفدر نے اس سے کہا کہ وہ سب سے پیچھے رہ کر انہیں روشنی دکھائے

پھر جب وہ محلے میں پہنچے تو مسعود نے کہا۔ "میری دانست میں تو اس آتش زدہ کاٹیج کی طرف جانا مناسب نہ ہوگا۔"

"ہم اُدھر نہیں جائیں گے۔" عمران بولا۔

"میں تھک گئی ہوں لہٰذا رحم کرو۔" ستیلا منمنائی

"میرے ساتھی کی پشت پر سوار ہونا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"نہیں۔" وہ خوف زدہ سی گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

عمران نے چڑھائی چڑھ کر کاٹیج کی طرف جانے کے بجائے نیچے ہی نیچے بائیں جانب والا راستہ اختیار کیا۔

مسعود بھی طرح جانتا تھا کہ عمران نے سرو رگڑھ اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں سنہری مکھیوں کا پیچھا کرنے کی کوشش کر رکھی ہے۔ جنہیں وقتاً فوقتاً آسمان میں بھی گشت کرتا رہتا ہے۔

اس کا اندازہ غلط نہ نکلا کچھ دیر بعد عمران انہیں ایک غار میں داخل ہونے کا حکم دے رہا تھا۔

غار بہت کشادہ ثابت ہوا۔ وہاں کے آثار بتاتے تھے کہ اسے اکثر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

"اب مائی ڈیئر۔۔۔۔۔ مونسیو وکٹر میں تم سے انگریزی میں بھی گفتگو کر سکوں گا۔"

"میں تمہارے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔" وکٹر زخمی بھیڑیے کی طرح غرایا۔

"میں تم سے جواب کب مانگتا ہوں۔" عمران مسکرایا۔ "مطلب یہ کہ

اب تمہاری انگریزی میری سمجھ میں آ جائے گی۔"

ستیلا ایک طرف منہ ڈالے تھکی سی پڑی تھی اور یہ لوگ ابھی بیٹھے بھی نہیں تھے۔

"مجھے بہت شدت سے پیاس محسوس ہو رہی ہے!" ستیلا نے کراہ کر کہا۔

"چیونگم۔" عمران نے چیونگم کا ایک پیس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

وہ اس سے لے تو لیا گیا لیکن ستیلا کی مٹھی میں ہی دبا رہا۔

"تم سب بیٹھ جاؤ۔" عمران نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔ "اور مسعود تم خود [illegible] غار کے دہانے پر ٹھہرو۔"

پل بھر میں یہ تبدیلی بھی عمل میں آ گئی۔۔۔۔۔ اور عمران ان چاروں کو مخاطب کر کے بولا۔ "اگر میرے سوالات کے جواب نہ ملے تو یقین کرو کہ میں قتل کر کے تمہاری لاشیں یہیں چھوڑ جاؤں گا۔"

"تم کچھ بھی کرو۔" وکٹر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"ڈاشکی تم بتاؤ۔"

"میں کیا جانوں؟"

"اس بستی میں کیوں قیام ہے تم لوگوں کا۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ وہ بستی ہی پہلی بار میری نظر سے گزری ہے! وکیل وکٹر۔"

"تم اس پر تشدد نہیں کر سکتے!" وکٹر نے آنکھیں نکالیں۔

"تشدد وہ لوگ کرتے ہیں۔ مونسیو وکٹر جو جان سے نہیں مار سکتے!"

"نہیں۔ نہیں۔!" تھیلما حلق پھاڑ کر چیخی۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں۔! میں بستی کے بارے میں معلوم کر کے رہوں گا۔۔۔!"

"کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔" وکٹر کے ساتھیوں میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم خاموش رہو۔!" وکٹر غرایا۔

اس پر عمران نے صفدر کو اشارہ کیا۔ اس کے سامنے اپنی بندوق بھی اسی کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "ان لوگوں کو کور کئے رکھو۔"

اب اس نے آہستہ آہستہ وکٹر کی طرف بڑھنا شروع کیا اور قریب پہنچ کر اس کی ٹھوڑی پر گھونسہ رسید کر دیا۔ لیکن ہاتھ اسی قوت سے نہ پڑ سکا۔ جس قوت سے مارا گیا تھا۔ کیونکہ وکٹر نے بچنے میں پھرتی دکھائی تھی۔

اس کے بعد وکٹر نے بھرپور جوابی حملہ کیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے عمران کو وہیں ڈھیر کر کے رکھ دے گا۔ لیکن عمران نے ایسی جھکائی دی کہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔

پھر عمران نے اسے دوبارہ اٹھنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کی پشت پر گھٹنا ٹیک کر گردن دبوچ لی۔۔۔۔!

وکٹر اوندھا پڑا تھا۔ اور اس کے حلق سے خرخراہٹ بلند ہو رہی تھی۔

"ارے مر جائے گا۔!" تھیلما چیخی۔

"شٹ اپ۔۔۔!" صفدر دھاڑا۔۔۔ "اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا۔ گولی مار دوں گا۔"

عمران پر جیسے خون سوار ہو گیا تھا۔ نہایت خاموشی سے وکٹر کو موت کی طرف دھکیلے جا رہا تھا۔

بالآخر اس کے حلق کی خرخراہٹ آہستہ آہستہ سناٹے میں مدغم ہوتی چلی گئی۔ تھیلما کپکپاتی ہوئی آواز میں رو رہی تھی۔!

عمران اسے چھوڑ کر ہٹ گیا اور وکٹر کے ساتھیوں سے بڑے پُرسکون لہجے میں بولا۔ "اسی طرح تم سب کو ایک ایک کر کے مار ڈالوں گا۔ ورنہ اپنی زبان کھولو۔۔؟"

"ہم بتائیں گے۔۔ ہم بتائیں گے۔۔!" وہ تینوں بیک وقت بولے۔

"اس بستی میں گاڈیا سمیت تمہارے کتنے آدمی ہیں؟"

"اٹھارہ۔!"

"مقامی آدمیوں کی تعداد۔؟"

"ایک بھی نہیں ہے۔۔ ہم سب مقامی ہی باشندوں کا سا بھیس اختیار کر کے وہاں مقیم ہیں۔!"

"مقصد۔؟"

"مقصد کا علم گاڈیا کو ہے۔"

"تم لوگ وہاں کب سے ہو۔؟"

"ایک سال سے۔۔۔۔ ہم نے ہی مکان بنائے ہیں۔ اس سے پہلے وہاں کوئی بستی نہیں تھی۔؟"

"تمہیں کبھی کسی نے چیک بھی نہیں کیا۔؟"

"بستی تمہارے ملک کی حدود میں نہیں ہے۔!"

"اوہ سمجھا۔۔۔ تو وہ دراڑ ہی اس طرف جانے کا واحد راستہ ہے۔

"بالکل سمجھ گیا۔۔۔ تم لوگ وہاں اس ملک کے اسمگلروں کی حیثیت سے مقیم ہو؟"

"اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے!"

"تمہارا خیال درست ہے۔۔۔!" دوسرا آدمی عمران سے بولا۔ "یہ ابھی حال ہی میں ہمارے پاس آیا ہے۔۔۔ اس کے بارے میں نہیں معلوم۔۔۔ بلاشبہ ہم لوگ اس ملک کے اسمگلروں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں معقول رقم ملتی ہے۔۔۔ ہم ان جگہوں کی نگرانی کرتے ہیں، جہاں وہ لوگ اپنا مال چھپا دیتے ہیں۔۔۔ بہت بڑے غار اسمگل کئے ہوئے سامان سے اٹے پڑے ہیں۔۔"

"سرحد کے نگہبانوں کی نظروں سے کیسے بچتے ہو تم لوگ؟"

وہ خاموش ہو گیا۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "جواب دو۔۔!"

"دراصل ہم سرحد کے نگہبانوں ہی کی حیثیت سے وہاں مقیم ہیں!" اس نے مردہ سی آواز میں کہا۔ "ہمارے پاس ان کی وردیاں ہیں جنہیں ہم حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔۔!"

"یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک نگہبانوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہ ہو۔!"

"اس ریجن کا کمانڈر ہمارا ہی آدمی ہے!"

"مہدی کی کیا حیثیت تھی؟"

"وہ ہمارا باس تھا اور تمہارے ملک میں رہتا تھا۔"

"کیا وہ کب سے ہے تمہارے ساتھ؟"

"شروع ہی سے۔۔۔ مطلب یہ کہ جب سے ہم نے یہ بستی بسائی ہے!"

"مہدی کے کہاں گولی لگی ہے؟"

"شانے میں۔۔۔ داہنے شانے میں۔!"

"مسٹر گرینک سے کیا مراد ہے؟"

وہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے۔

"جواب دو!" عمران گرجا۔

"مسٹر گرینک۔۔۔ ہم نہیں جانتے کیا بلا ہے؟"

"کبھی نام بھی نہیں سنا؟"

"کبھی نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔!" عمران نے طویل سانس لی اور پر تفکر انداز میں صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد اسی قیدی کو مخاطب کیا جس سے پہلے گفتگو کر رہا تھا۔

"ادھر کب سے تھا تم لوگوں کے ساتھ؟"

"جب سے مہدی علیل ہوئے تھے اور انہوں نے اس مکان میں رہائش اختیار کی تھی۔ مسٹر مہدی نے اس مکان میں قیام کرنے سے پہلے احکامات جاری کئے تھے کہ ان کے ماتحت ان سے دور ہی رہیں۔!"

"ہوں۔۔" عمران پھر صفدر کی طرف دیکھنے لگا

شیلا چپ چاپ نظروں سے دوسروں کی تلاش کرتی جا رہی تھی۔۔۔ عمران اس کی طرف سے قطعی بے خبر ہو گیا تھا۔

"اس بستی میں ایسے لوگ بھی آتے ہوں گے جو تمہارے لئے اجنبی ہوں؟"

عمران نے تھوڑی دیر بعد پھر قیدی سے پوچھا۔

"آتے ہیں۔۔۔ سرحدی محافظوں کے گشت رہتے۔۔۔ ہمارا کام صرف ان کی

پر مقیم رہتا ہے۔!"

"مقامی زبان نہ جاننے کی بنا پر تمہیں دشواری پیش آتی ہوگی۔"

"ایسی کوئی دشواری نہیں۔۔۔ ہم سب اس ملک کی زبان مقامی آدمیوں ہی کی طرح بول سکتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں دس سال تک اس کی ٹریننگ ملی ہے۔۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔۔!"

✻

ظفرالملک بے خبر سو رہا تھا کہ گھنٹی بجنی شروع ہوئی اور اسی وقت تک بجتی رہی جب تک کہ وہ بیدار نہیں ہوگیا۔

رات کے دو بجے تھے۔! اس نے سوچا عمران ہی ہوگا ورنہ اتنی رات گئے اور کون ہو سکتا ہے۔

اس نے اٹھ کر شب خوابی کا لبادہ پہنا۔۔۔ اور سگریٹ سلگاتا ہوا صدر دروازے کی جانب بڑھا۔

وہ مختلف جگہوں کے بلب بھی روشن کرتا جا رہا تھا۔

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا ایسا محسوس ہوا جیسے بپھرے ہوئے لوگوں کا جم غفیر ریلا ہوا راہداری میں گھس آیا ہو!

یہ عمران کے ساتھی تھے۔۔۔ تنویر سب سے آگے تھا اسے ظفرالملک کا

گریبان پکڑ لیا۔ "عمران کہاں ہے؟" وہ اس کے گریبان کو جھٹکا دیتا ہوا غرایا۔۔۔

"پتہ نہیں۔۔۔!" ظفرالملک کے انداز میں لاپرواہی تھی۔

"دو دن پہلے وہ یہیں سے تمہارے ساتھ گیا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ اطلاع اسی خادم نے بہم پہنچائی تھی!" ظفر مسکراتا ہوا پُرسکون لہجے میں بولا۔

"وہ کہاں ہے؟"

"اگر اطلاع مل سکی تو گزارش گزار کر دی جائے گی۔ جناب، آپ اندر کیوں نہیں تشریف لے چلتے۔ سردی سے آئے ہیں! آپ لوگ۔۔۔ میں آپ کے لئے کافی تیار کروں گا۔!"

"تنویر۔۔۔ تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو!" ظفر نے جولیا کی آواز سنی۔۔۔ وہ سب کے پیچھے کھڑی تھی۔

چوہان تنویر کے قریب کھڑا تھا اس نے اس کا ہاتھ ظفر کے گریبان سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "ہمیں پرسکون ماحول میں گفتگو کرنی چاہئیے!"

ظفر انہیں ڈرائنگ روم میں لایا۔۔۔ یہ تنویر، چوہان، صدیقی، نعمانی، خاور اور جولیا تھے۔۔۔۔!

"کیا میں کافی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکتا ہوں؟" ظفر نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں! تم بیٹھ جاؤ!" چوہان بولا۔

"آپ کی اجازت سے۔!" وہ قدرے جھک کر سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"عمران ابھی تک واپس نہیں آیا؟" چوہان اس سے کہہ رہا تھا "ہم نے

اسے جس حال میں چھوڑا تھا۔۔۔!"

وہ کچھ دیر اس کے بعد خاموش ہوگیا۔۔۔۔ سوچنے لگا کہ اسے صرف اتنی ہی باتیں کرنی چاہئیں جن کا تعلق صفدر سے ہو۔!"

صفدر مستفسرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

چوہان کھنکار کر دوبارہ بولا۔ "وہ جمیلا کے ساتھ گیا تھا۔!"

"جی ہاں۔!"

"جمیلا اسے کہاں لے گئی تھی۔!"

"یہ تو میں نہیں جانتا! میں مادموزیل سے پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ میں اس وقت باغیچے میں کام کر رہا تھا۔ جمیلا آئی تھی اور انہیں اپنے ساتھ لے گئی تھی۔"

"تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔!"

"ہرگز نہیں جناب۔ ورنہ میں ان کے دوستوں سے کیوں پوشیدہ رکھتا۔ ویسے مجھے ان کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش ہے۔"

"کیوں تشویش ہے۔!" تنویر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"ظاہر ہے کہ وہ جمیلا کے ساتھ گئے ہیں اور مسٹر حمیدی سے تعلق رکھتی ہے۔"

"مسٹر۔۔۔!" چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا "تمہیں یاد ہے تم نے کہا تھا کہ جمیلا کے ساتھ جانے سے پہلے اس نے تمہاری ہی موجودگی میں ہم لوگوں کو فون کیا تھا۔!"

"میں ایسی کوئی بات کہہ ہی نہیں سکتا۔ بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ میں ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتا جبکہ میں باغیچے میں کام کر رہا تھا۔"

"کیا وہ اس ملاقات میں اس دن پہلی بار آئی تھی۔؟"

"ہاں مادموزیل پہلی بار۔!"

"ویسے تم اس سے باہر ملتے رہتے ہو گے۔؟"

"ہرگز نہیں مادموزیل۔ مگر اس رات کے بعد سے میں نے اس دن پہلی بار اسے یہیں دیکھا تھا۔"

"تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔!"

"میں کس طرح یقین دلاؤں مادموزیل۔؟"

"ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ تم پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

"مجھے اس کی پرواہ بھی نہیں ہے مادموزیل۔"

"کیا مطلب۔؟" تنویر غرایا۔

"ذرا آہستہ بولئے۔۔۔ چھت اونچی ہے کہ گونج پیدا کرتی ہے۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ میں صرف عمران صاحب کو جواب دہ ہوں۔"

"اگر کچھ بس کی تو۔۔۔!" تنویر اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

"تنویر بیٹھ جاؤ۔!" خاور نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر اسے گھورتا ہوا بیٹھ گیا۔

"تم عمران کو جواب دہ ہو! اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔" خاور نے نوکر سے پوچھا۔

"مطلب صاف ہے جناب! وہ میری سرپرستی فرماتے ہیں! کہہ رہے تھے کہ میں بھی ایک دوا سازی فیکٹری قائم کرنے والا ہوں۔ اس کے لئے تمہیں منیجر کروں گا۔۔۔ فی الحال تم پانچ سو اجرت پر میرے پاس ٹھہرو۔!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ حمیدی سخت بیمار تھا۔!" چوہان نے پوچھا۔

"مجھے ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"اگر عمران صبح تک واپس نہ آیا۔!" تنویر نے جملہ پورا نہیں کیا۔

دیر تک بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دے رہی تھیں اور ظفر بڑے پرسکون انداز میں انہیں جواب دیتا جا رہا تھا۔ اس کے انداز سے ایسا لگتا جیسے وہ محض اس کی خیریت دریافت کرنے کے لئے آئے ہوں۔

جب کچھ دیر بعد سناٹا ہوا تو اس نے کہا "اب آپ لوگ تھکن محسوس کر رہے ہوں گے۔ کہئے تو کافی بنا لاؤں۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ظفر کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو۔۔۔ میں بھی چل رہی ہوں۔۔۔!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کے ساتھ ہی تنویر بھی اٹھا لیکن چوہان اور خاور جو اس کے دونوں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس کو کھینچ کر بٹھا دیا۔۔۔ جولیا اور ظفر دروازے سے گزر گئے۔

وہ دونوں کچن میں آئے۔ ظفر نے گیس کا چولہا کھول دیا اور جولیا کیتلی میں پانی بھرنے لگی۔

"عمران نے تم پر اعتماد کیا ہے تو تم معقول ہی آدمی ہو گے۔!" اس نے کہا۔!

"یہ ان کی مہربانی ہے مادموزیل۔۔۔۔۔ دراصل ہم دونوں کا ایک ہی مسلک ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ بھی میری ہی طرح خبطی ہیں۔"

"میرے لئے بالکل نئی اطلاع ہے۔"

"اچھا۔۔۔ لیکن۔ ۔ یہاں کی آب و ہوا نے انہیں مجھ سے قطعی مختلف

کر دیا ہے۔۔۔۔ وہ سر کے بل کھڑے ہو سکتے ہیں۔ میں ابھی نہیں ہو سکتا۔ ابھی مجھ پر یورپ ہی کی آب و ہوا کا اثر ہے۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ سر کے بل کھڑا ہو سکتا ہے؟"

"میں ان کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ وہ مجھ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔!"

"کیا کیا جانتے ہو ان کے بارے میں؟"

"میں تو یہ بھی جانتا ہوں۔۔۔۔!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ہنس پڑا۔!

"کیا مطلب۔ کیا جانتے ہو؟"

"میں نہیں بتاؤں گا۔!" وہ بدستور ہنستا رہا لیکن اس ہنسی میں بھی ایک طرح کی شائستگی تھی۔

"بتاؤ۔!" جولیا جھنجھلا گئی۔

"وہ ہر وقت آپ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں!"

"بکواس۔۔۔۔؟"

"یقین کیجئے۔۔۔ مادموزیل۔۔۔۔ وہ بہت دکھی آدمی ہیں۔ ان کی حرکتوں پر نہ جائیے وہ بہت زیادہ زخمی ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ کہتے ہیں۔۔۔ میں کس منہ سے جولیا سے کچھ کہوں۔ میری زندگی تو خانہ بدوشوں کی سی ہے!"

"اس سے کیا ہوتا ہے!" جولیا کی زبان سے بے اختیار نکلا پھر جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "اس کی کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ پتہ نہیں اس

نے یہ بات تم سے کیوں کہی!"

"ان کی آنکھوں میں آنسو تھے!"

"بالکل بکواس۔؟"

"مادموزیل ہمدردی۔ ہمدردی۔ مادموزیل ہمدردی۔؟"

"کیا شروع کر دیا تم نے۔!"

"وہ قابل رحم ہیں — انہیں آج تک کوئی نہیں سمجھا۔ لیکن میں ان کے دکھے دل سے بخوبی واقف ہوں..... وہ اپنے آنسوؤں پر قہقہوں کا پردہ ڈال دینے کے قائل ہیں..... میرا بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور وہ تو ایک عظیم ہستی ہیں۔!"

"میرے لئے یہ بات نئی بھی ہے اور عجیب بھی۔!"

"کوئی صورت نکالئے کہ وہ آپ کو حاصل کر سکیں!"

"اچھا اب بکواس بند کرو... میں ہی صورت بھی نکالوں!" وہ جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"بیٹھئے — پانی بھی ابل گیا... ہمارے دوست منتظر ہوں گے!"

"مجھے حیرت ہے کہ وہ اتنے تھوڑے سے دنوں میں تم پر اس قدر اعتماد کرنے لگا۔"

"ایک ہپی دوسرے ہپی سے کچھ نہیں چھپاتا... ہم دنیا میں خوشیاں بکھیرنے کے لئے آئے ہیں۔!"

جولیا کافی پاٹ میں پانی انڈیل رہی تھی۔

"کریم فریج سے نکال لیجئے!" ظفر بولا۔

"نہیں اس وقت سیاہ کافی چلے گی۔؟"

"ہو سکتا ہے آپ کے کسی ساتھی کو کریم درکار ہو۔!"

"بعد میں دیکھا جائے گا۔!"

جولیا کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ رہی تھی کہ پھر کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔

"بیٹھئے.....!" ظفر جولیا کی طرف ٹرے بڑھاتا ہوا بولا۔ "میں دیکھتا ہوں۔؟"

"نہیں! تم سیدھے ڈرائنگ روم ہی میں چلو..... ہمارا کوئی آدمی ہوگا۔؟"

"جیسی مرضی!" ظفر نے کہا اور پھر چل پڑا۔ گھنٹی بدستور بجتی رہی۔ وہ سب گھنٹی ہی کی آواز پر اپنی جگہوں سے اٹھ گئے تھے۔

"خاور تم دیکھو — کون ہے!" جولیا بولی اور خاور کمرے سے چلا گیا۔ وہ خاموشی سے آنے والے کے منتظر رہے..... کچھ دیر بعد دو آدمیوں کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

اور — خاور کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہونے والا عمران تھا۔!

"آہا — کافی —!" وہ چہک کر بولا۔ "قدرت مہربان ہے۔ مجھ پر شدت سے اس کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔!"

ظفر جھپٹ پڑا تھا اور اس کے لئے کافی بنانے لگا۔

عمران اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ ہنس ہنس کر اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا۔

دفعتاً تنویر اٹھ کر بولا۔ "میں اس کا جغرافیہ معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

اس کا اشارہ ظفرالملک کی طرف تھا۔ اتنے میں وہ کافی کی پیالی سنبھالے ہوئے عمران کے قریب آیا۔

"ارے اس کو نہیں جانتے۔!" عمران ظفر کے شانے پر دایاں ہاتھ رکھ کر بائیں سے کافی کی پیالی سنبھالتا ہوا بولا۔ "یہ تو اپنا برخوردار ہے! چچا انکل کو سلام کرو۔"

ظفر نے جھک کر بڑے ادب سے تنویر کو سلام کیا۔

"میں ایسی گدھے پن کو برداشت نہیں کر سکتا۔" تنویر دوسروں کی طرف مڑ کر بولا۔

"اگر اولاد و بھیا ناگزیر ہے تو..... تو تم اپنی جنس پر قناعت کرو۔ کنفیوشس نے کہا ہے کہ....."

"تم تھے کہاں؟" جولیا نے پوچھا..... اور عمران چونک پڑا۔

غالباً جولیا سے اُسے اتنے نرم لہجے کی توقع نہ رہی ہوگی۔

وہ اسے بوکھلائے ہوئے انداز سے دیکھنے لگا۔

"میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔"

"اطمینان سے بتاؤں گا۔ بہت جلدی میں ہوں..... یہاں سے فوراً چلو۔"

ظفر اُن کی گفتگو سے بے نیاز ان کے لئے کافی کی پیالیاں بھرتا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان کی آپس کی گفتگو سے اسے کوئی سروکار نہ ہو۔!

"جلدی جلدی پیالیاں ختم کرو۔!" عمران بولا۔

"کیوں خواہ مخواہ بکواس لگا رکھی ہے۔" تنویر بول پڑا۔

"تنویر..... اسٹاپ آرڈر.....!" عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

خاور نے تنویر کا بازو دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ لیکن تنویر خاموش ہو جانے کے باوجود بھی عمران کو گھورتا رہا۔!

ظفر چاہتا تھا کہ کسی طرح اسے عمران کے سامنے اپنی پوزیشن صاف کرنے کا موقع مل جائے..... لیکن وہ تو سب کے سامنے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"م..... میں علیحدگی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔!" اس نے عمران سے کہا۔

"سب ٹھیک ہے..... میں سمجھتا ہوں..... تم فی الحال عیش کرو!"

عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ سب چلے گئے..... اور ظفر دروازہ لاک کرتے وقت سوچ رہا تھا..... اب جولیا عمران کو بور کرے گی..... لیکن وہ کرتا بھی کیا۔ اس سے اس قسم کی باتیں کرنے پر مجبور تھا۔

* * *

وہ سب جولیا کی قیام گاہ پر پہنچے تھے اور انہوں نے عمران کی کہانی بڑے سکون کے ساتھ سنی تھی! البتہ عمران محسوس کر رہا تھا کہ تنویر ان حالات پر مزید تنقید کرے گا۔ یہی نہیں بلکہ شاید آئندہ اسکیم کی مخالفت بھی کر بیٹھے۔!

"میرا خیال ہے کہ خاور اور جولیا کے علاوہ سب میرے ساتھ چلیں گے۔" عمران نے کہا۔

"خاور میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں!" تنویر یک لخت پھٹ پڑا۔ "مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ خاور کو نہیں۔!"

"جناب موسم گرما نے نہیں آئے ہیں!" عمران بولا۔ "ورنہ مجھ سے اس لہجے میں گفتگو نہیں کر سکتے۔!"

"تنویر۔"

"میں کہتا ہوں۔"

"شٹ اپ۔۔۔!" عمران دہاڑا

اور تنویر آستینیں چڑھا کر سامنے آ گیا۔

نعمانی اور صدیقی ان کے درمیان آ گئے تھے۔! جولیا تنویر کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔!

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ ایسے آدمی کو۔۔!"

"تم سب خاموش رہو اور الگ ہٹ جاؤ۔۔۔!" عمران کا لہجہ خوفناک تھا۔ "۔۔اب یہ اسپتال ہی میں آرام کرے گا۔"

تنویر اس پر بالکل ہی بے قابو ہو گیا۔۔۔ اور خاور نے اسے پکڑ کر اُسے آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔

عمران نے اس کی گردن دبوچی اور جھٹکا دے کر خاور سے الگ کر لیا۔

اب وہ سب خاموش کھڑے۔۔۔ تنویر کی مرمت ہوتے دیکھ رہے تھے۔

عمران نے اسے مارا نہیں بلکہ کبھی دونوں ہاتھ مروڑ دیتا اور کبھی ٹانگ مار کر نیچے گرا دیتا۔ یہ سب اتنی پھرتی سے ہو رہا تھا کہ تنویر پل بھر کے لئے بھی نہ سنبھل سکا۔

پھر شاید اسے اس کے علاوہ اور کچھ نہ سوجھی کہ چپ چاپ۔۔۔ بے ہوش بن جائے۔

عمران کے ماتحتوں میں سے کچھ تو اس واقعے پر خوش نظر آ رہے تھے اور بعض کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے لیکن انہوں نے زبان سے اس کا اظہار نہیں کیا۔

پھر عمران کے حکم کے مطابق وہ وہاں سے چلے گئے! ایک گھنٹے کے اندر اندر انہیں سفر کے لئے تیار ہو کر یہیں آنا تھا۔۔۔ انہوں نے یہ بھی نہ پوچھا کہ بے ہوش تنویر کو اٹھا لے جائیں یا وہیں فرش پر پڑا رہنے دیں۔!

ان کے چلے جانے کے بعد جولیا نے عمران سے پوچھا۔ !"اس کا کیا ہو گا؟"

"یہ تو ہسپتال جائے گا۔!"

"تم آخر درندے کیوں ہو جاتے ہو!" جولیا دل آویز انداز میں مسکرائی۔!

"بعض اوقات اس پر مجبور ہونا پڑتا ہے!"

"تم عجیب ہو۔۔۔! سمجھ میں نہ آنے والے۔۔۔ مجھے تمہارا وہ دل آویز انداز بھی یاد ہے۔!"

"کون سا انداز۔۔۔!" عمران نے احمقوں کی طرح پلکیں جھپکائیں۔

"جب تم نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔"

"ہیں۔۔۔ بوسہ۔۔۔ بوسہ کے بچے نہ کرو۔!" عمران بوکھلا کر بولا۔

"کیا اب اسے بھی جھٹلاؤ گے۔!"

عمران تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا اور بولا "یہ کب کی بات ہے۔"

"اسی دن کی جب تم نے صفدر کو فون کیا تھا کہ تم فلاں عمارت میں موجود ہو! تمہارا تعاقب کیا جائے۔۔۔۔۔۔۔ میں اس وقت صفدر کے قریب ہی موجود تھی۔!"

"اوہ۔!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "اور تم وہاں جا پہنچیں!"

"نہ جا پہنچتی تو تم مجھے مینڈولین پر ملاوی گیت کیسے سناتے۔"

"اسے باپ سے۔!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"یہ صفدر بھی بہت اچھا بجاتا ہے مینڈولین۔!"

"یقیناً بجاتا ہوگا۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اس نے تمہارے بارے میں بہت سی باتیں کی تھیں۔!"

"مثلاً کس قسم کی باتیں؟"

"ابھی نہیں بتاؤں گی۔۔۔۔ پہلے تم ان چکروں سے نپٹ لو۔!"

عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔

"اور یہ بھی بتاؤ۔۔۔۔!" "میں جانتی ہوں کہ تم موڈی آدمی ہو۔! لیکن نہ جانے کیوں میں ان خیالوں کی لذتوں میں ڈوبی رہنا چاہتی ہوں۔"

"کن خیالوں کی لذتوں میں؟"

"وہی جو تم میرے بارے میں رکھتے ہو!"

"میں تمہارے بارے میں رکھتا ہوں۔!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ میں تمہاری کسی خواہش کا احترام نہ کروں گی۔!"

"بس بس اب ایسی باتیں نہ کرو۔!" عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "اگر اس نے سن لیا تو مجھے زندہ ہی دفن کر دے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ شاید اس بار ایکسٹو اس کا پتا ہی کاٹ دے۔!"

"بھانت بھانت کے جانور پالنا میری ہابی ہے۔ اس لئے شاید ایسا نہ ہو سکے۔!"

"کیا مطلب!" جولیا چونک پڑی۔

"یہی کہ میری ہی وجہ سے اس کی ملازمت برقرار ہے۔۔ جب بھی ایکسٹو نے اسے الگ کرنا چاہا ہے میں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔!"

"اس میں کون سی عقلمندی تھی۔"

"بس تفریح ہے اپنی۔!"

"اب اس کا ہوگا کیا۔۔۔ کیا یہیں پڑا رہے گا۔!"

"جب جی چاہے گا اٹھ کر چلا جائے گا۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔! نہیں تم اپنی روانگی سے پہلے ہی اسے یہاں سے ہٹا دو۔۔۔۔!"

"کیا بتا ہے تمہارا۔۔۔۔ بے ہوش تو پڑا ہے بیچارہ۔۔۔۔!"

تنویر آنکھیں بند کیے پڑا دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس نے ان کی پوری گفتگو سنی تھی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ ۔ ۔ ان دونوں کی موجودگی میں ہوش میں آنا ہنسی اڑوانے کو دعوت دینا ہوگا۔

لیکن آخر کب تک اسی طرح پڑا رہے گا۔ ۔ ۔ عمران کے خلاف اس کے ذہن میں نفرتوں کا لاوا اُبلتا رہا۔ ۔ ۔ ؟

دفعتاً اس نے عمران کو کہتے سنا۔ "میں پھر کافی کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔!"

"میں بنائے لاتی ہوں۔" جولیا چہک کر بولی۔

"اچھی بات ہے۔ ۔ ۔ میں ذرا باتھ روم تک بھی جاؤں گا۔!"

تنویر نے دونوں کے قدموں کی دور ہوتی چاپ سنی اور پھر اُٹھ بیٹھا۔ کمرہ خالی نظر آیا۔

اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہ آتا۔ ۔ ۔ ۔ لہٰذا وہ بآہستگی جولیا کی قیام گاہ سے نکل آیا۔ ۔ ۔

کمپاؤنڈ میں ایک گاڑی کھڑی نظر آئی۔ لیکن وہ اس کی جرأت نہیں رکھتا تھا کہ اسے لے بھاگے۔ ایسی صورت میں معاملہ بہت زیادہ سنگین ہو جاتا۔ وہ ایکسٹو کے عتاب سے کسی طرح نہ بچ سکتا۔ عمران کی طرف سے تو اچھی طرح واقف تھا۔ ۔ ۔ اپنے معاملات وہ اپنی ہی حد تک رکھتا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ایکسٹو سے شکایت نہ کرتا۔ اس کی۔ ۔ ۔ خود ہی نپٹ لیتا۔ ۔ ۔ لیکن گاڑی لے بھاگنے کی صورت میں حالات بگڑ جاتے۔ انہیں کہیں سفر کرنا تھا۔ گاڑی کی عدم موجودگی ان کی دشواریوں میں اضافہ کر دیتی اور یہ معاملہ یقینی ایکسٹو تک جا پہنچتا۔!

وہ کمپاؤنڈ سے باہر نکلا چلا گیا۔

یہ محض اتفاق ہی تھا کہ قریب ہی ایک ٹیکسی کھڑی مل گئی ورنہ اس وقت ٹیکسی کہاں! وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

اندر اندھیرا تھا۔ ۔ ۔ ڈرائیور اپنی سیٹ پر موجود تھا۔

تنویر نے دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "گرینڈ ہوٹل۔"

ڈیش بورڈ پر سبز بلب روشن ہو گیا اور ٹیکسی حرکت میں آگئی۔

کچھ دیر بعد تنویر نے محسوس کیا کہ ٹیکسی گرینڈ کے راستے پر نہیں جا رہی!

"ارے بھئی تم کدھر جا رہے ہو؟" اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا اور اگلی سیٹ سے ایک کھنکتا ہوا سا نسوانی قہقہہ سنائی دیا۔ ۔ ۔ ۔

"میں ایک عورت ہوں جناب!" ڈرائیور کی سیٹ سے آواز آئی!

"عورت۔!" تنویر اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔ ۔ ۔ اور آپ مجھے پسند کریں گے!"

"ہوں۔ ۔ ۔ لیکن اس کا کیا مطلب؟"

"تفریح ہے میری۔ ۔ ۔ تم مجھے اچھے لگے۔ ۔ ۔ ۔ اب میں تمہیں اپنا مہمان بنانا چاہتی ہوں۔ ۔ ۔ !"

"یعنی یعنی۔ ۔ ۔ کہ۔ ۔ ۔ ۔ !" تنویر ہکلا کر رہ گیا۔

"اپنی سرکش طبیعت کو بہلانے کے لئے حماقت کے بعض ذرائع اختیار کرتی ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"بالکل ہی معصوم ہوتے ہو۔!"

تنویر کچھ نہ بولا۔ عجیب سی سنسنی سارے جسم میں پھیل کر رہ گئی تھی۔ پھر

میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے اس پر خوش ہونا چاہیے یا چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانے میں عافیت رہے گی۔

پتہ نہیں وہ اسے کہاں لے جا رہی تھی!

"بیگم... کیا میں سگریٹ پی سکتا ہوں؟" تنویر نے تھوڑی دیر بعد مری ہوئی آواز میں پوچھا۔!

"شوق سے — مجھے سگریٹ کا دھواں برا نہیں لگتا!"

تنویر نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سگریٹ سلگائی۔ وہ بڑا امن پرست اور عورتوں کا رسیا تھا لیکن آج تک ایسی کسی سچویشن سے دوچار نہیں ہوا تھا پسینے چھوٹے جا رہے تھے۔

خدا خدا کر کے گاڑی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور رک بھی گئی لیکن تنویر بدستور بیٹھا رہا!...

عورت اتری تھی اور اس نے اس کی سیٹ کا دروازہ کھول کر بڑے پیار سے کہا تھا۔

"اب اس طرح سست بھی ہو گے... اُترو اُترو شوہر ہوئے صاحب!"

"جج... جی ہاں... جی ہاں!" تنویر نے کہا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں گاڑی سے اتر آیا...

عورت اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک طرف چلنے لگی۔

کمپاؤنڈ میں تاریکی تھی اور عمارت میں بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی تھی — تنویر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل براہ راست کھوپڑی میں دھڑک رہا ہو۔

عورت کی رفتار تیز نہیں، بالکل ٹہلنے کا سا انداز تھا — تنویر اس کے

ساتھ گھسٹتا رہا...

اندھیرا اتنا گہرا بھی نہیں تھا کہ راستہ نہ سجھائی دیتا۔

وہ ایک راہداری سے گزر رہے تھے جس کی دونوں اطراف میں کیاریاں تھیں پھر وہ تین زینے طے کر کے برآمدے میں پہنچے۔

تنویر سوچ رہا تھا کہ آخر وہ کہیں کا کوئی بلب کیوں نہیں روشن کر رہی...!

شاید اس نے دروازہ کھولا تھا لیکن اب بھی روشنی نہیں کی دروازے سے گزر کر وہ تاریک راہداری میں داخل ہوئے۔ وہ اب بھی تنویر کا ہاتھ پکڑے چل رہی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو اتنے گہرے اندھیرے میں ایک قدم اٹھانا بھی محال ہوتا...!

تنویر کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی رہی۔

دفعتاً ایک جگہ رک کر عورت نے روشنی کر دی۔

تنویر کی آنکھیں چندھیانے لگیں... اور پھر جب عورت پر نظر پڑی تو ایسا لگا جیسے آفتاب سوا نیزے پر آ گیا ہو۔

ایسی خوب صورت لڑکی آج تک اس کی نظر سے نہیں گزری تھی لیکن ساتھ ہی یہ احساس بھی ذہن کے کسی گوشے میں ہوا تھا کہ اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔!

"سودا برا تو نہیں رہا —" عورت اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔!

"مم... میں کیا بتاؤں!" تنویر جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"تم تنویر ہو نا!" عورت نے یک بیک سنجیدہ ہو کر پوچھا

تنویر چونک پڑا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"تم تنویر ہو۔۔!" وہ پھر مسکرائی!

"ہاں میرا نام تنویر ہے۔۔ لیکن تم کیا جانو؟"

"میں جانتی ہوں۔۔!"

تنویر کچھ نہ بولا۔۔۔ اس کے دیکھنے کے انداز میں حیرت کا اضطراب سی پایا جاتا تھا۔۔۔۔!

"ذہن پر زور دو۔۔۔ شاید پہچان سکو مجھے؟" وہ بدستور مسکراتی ہوئی بولی۔۔!

"ہم۔۔۔۔ میں نہیں پہچان سکا۔۔؟"

"اب دیکھو۔۔۔!" عورت نے اپنے چہرے کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ خضری۔ بی۔۔!" تنویر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔۔!" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر کانپتی ہوئی ٹانگوں سے چل کر بدقت صوفے تک پہنچ سکا۔۔۔۔!

"ہوں۔۔۔ آرام سے بیٹھو آرام سے۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

تنویر نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور [illegible] کر بیٹھ گیا! [illegible] رہا تھا۔۔۔۔

"عمران کس چکر میں ہے؟" دفعتاً وہ پوچھ بیٹھی۔

اور تنویر ایک طویل سانس لے کر صوفے کی پشت سے ٹک گیا وہ سوچ رہا تھا یہ تو برا ہوا۔۔۔ عمران سے اس کی ٹھنیاں سلگتی تھیں لیکن [illegible] کا ذاتی مسئلہ تو تھا نہیں

اسے کیا کرنا چاہیئے۔۔۔ کیا کرنا چاہیئے۔

"میری بات کا جواب دو۔۔؟"

"وہ اپنے چکر کسی کو بتاتا نہیں۔۔۔۔ اس کے احکام برقت چلتے ہیں!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو؟"

"یقین کرو مادام۔۔!"

"تنویر تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔ تمہاری آنکھیں بتاتی ہیں۔!"

"م۔۔۔ کس طرح یقین دلاؤں۔۔۔۔ آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں اور شاید یہ بھی جانتی ہوں کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے شدید طور پر متنفر ہیں۔۔!"

"ساتھ ہی یہ بھی جانتی ہوں کہ اس کے باوجود بھی تم اسے دھوکہ نہیں دے سکتے۔" وہ پھر مسکرائی

"جی ہاں۔۔! ۔۔۔ ہم۔۔۔۔ میرا بس چلے اس کی ہڈیاں توڑ دوں۔۔!"

"تم تو ڈرتے ہو۔۔۔۔۔! میں اسے پسند نہیں کروں گی کہ کوئی اور اس پر ہاتھ اٹھائے۔۔۔ اس کا کوئی ساتھی اسے دھوکہ نہیں دے سکتا۔"

"پھر عرض کروں گا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ کاش مجھے اس کا پروگرام معلوم ہوتا۔۔۔ البتہ اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ اس وقت اس عمارت میں موجود ہے جس سے میں برآمد ہوا تھا۔۔؟"

"مجھے علم ہے۔۔۔۔ یہ بھی جانتی ہوں کہ کچھ ہی دیر پہلے تم دونوں جھگڑ چکے ہو۔۔!"

تنویر کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا

"کس بات پر جھگڑا ہوا تھا؟"

"اب جا تی ہی ہوں گی۔" تنویر نے بے دلی سے کہا۔

"خوب! فشرو ڈ . . . !" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"آپ کا خیال درست ہے . . . میں اُسے چاہتا ہوں۔"

"اور . . . وہ . . . !"

"خدا جانے . . ." تنویر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"تم دونوں کی یکجائی ممکن ہے۔"

"وہ کس طرح؟"

"عمران کے پروگرام کے بارے میں مجھے بتاؤ . . . میوری کی موت کے بعد اب وہ کیا کرنا چاہتا ہے؟"

"میں اس کے متعلق جانتا ہوتا تو ضرور بتا دیتا۔"

"خیر چھوڑو — تم میرے مہمان ہو — کیا پیو گے؟"

"بہت بہت شکریہ . . . تکلیف نہ کیجئے۔!"

"ایسا بھی کیا . . . تم بیٹھو . . . میں ابھی آئی۔!"

وہ کمرے سے چلی گئی . . . ! تنویر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ عجیب عورت ہے اس نے سوچا — یہی کام وہ اپنے کسی آدمی سے لے سکتی تھی! کسی مرد کو اس طرح اغوا کرانا تنویر کو بے حد سنسنی خیز لگا تھا۔!

وہ مرد صوفے سے اٹھ گیا . . . کیوں نہ نکل بھاگے۔ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ تھریسیا عمارت میں تنہا معلوم ہوتی ہے۔

لیکن ابھی دروازے سے باہر قدم بھی نہیں نکالا تھا کہ کسی ریوالور کی نال پیٹھ سے آ لگی — اور اسے پیچھے دھکیل دیا گیا۔

تین قوی ہیکل نیگرو . . . کمرے میں در آئے تھے . . . پشت سے تھریسیا کی آواز آئی — "تنویر یہ بڑی بات ہے کہ تم ایک اچھے مہمان کا اصول توڑنے جا رہے تھے۔"

"میں معافی چاہتا ہوں مادام . . . . . . !" تنویر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"تنویر، ایک اچھے مہمان کی طرح آرام سے بیٹھ جاؤ!"

وہ بے بسی سے اس کے احکام کی تعمیل کرتا رہا۔

دفعتاً وہ تینوں نیگرو اس پر ٹوٹ پڑے — یہ اتنا غیر متوقع تھا کہ تنویر ہاتھ پاؤں بھی نہ ہلا سکا . . . جنبش ہی نہیں کر سکتا تھا۔

ٹھیک اسی وقت اس نے اپنے بائیں بازو میں تیز چبھن محسوس کی۔ گردن موڑ کر بے بسی سے تھریسیا کو دیکھا جو اس پر جھکی ہوئی بازو میں انجکشن دے رہی تھی . . . . . . سرخ رنگ کا کوئی سیال شیشے کی سرنج میں بھرا ہوا تھا۔

ایک دم سے اس کا سر چکرا گیا . . . بلکہ ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا ہو!

پھر جلد ہی محسوس ہوا کہ وہ تاریکیاں آہستہ آہستہ چھٹتی جا رہی ہوں۔ اب وہ کمرے کی ہر چیز کو صاف دیکھ سکتا تھا . . . بلکہ روشنی پہلے سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھی!

تھریسیا اس کے سامنے تھی . . . اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ۔

تنویر کا دل چاہا کہ اس کے قدموں پر سر رکھ دے! اس سے کہے کہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے . . . وہ اسے اپنا غلام بنا لے۔

روائتی غلاموں کی طرح اس کی خدمت کرے گا۔۔۔ کبھی کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دے گا۔

تھریسیا کی مسکراہٹ لمحہ بہ لمحہ مزید دلآویز اور معصومیت آمیز ہوتی گئی۔۔۔!

*

اجالا پھیلتے پھیلتے وہ اس مقام تک پہنچ گئے جہاں سے پتلی دراڑ سرحد کی دوسری طرف کی بستی کی جانب جاتی تھی۔!

چوہان، خاور، صدیقی، نعمانی اور صفدر تھریسیا سمیت عمران کے ساتھ تھے اور ان میں سے کوئی بھی اپنی اصل شکل میں نہیں تھا۔

انہوں نے سرحد پار کے سرحدی محافظوں جیسی وردیاں پہن رکھی تھیں۔!

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تنویر کہاں غائب ہو گیا!" تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوئی نہ کوئی یہ سوال کر بیٹھتا۔

آخری بار عمران جھنجھلا کر بولا۔ "جہنم میں جائے اب اس کا تذکرہ نہ ہونا چاہیئے۔ واپسی پر دیکھوں گا۔"

"لیکن کم از کم یہ پوچھنے کا حق تو ہمیں پہنچتا ہی ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں!" صدیقی بولا۔

"فی الحال اس بستی میں جا رہے ہیں جس کا تذکرہ میں نے کیا تھا۔

اور ہم اس طرف کے سرحدی محافظوں کی وردی میں ہیں! تھریسیا ہماری قیدی ہے۔ ان پہاڑیوں میں بھٹک رہی تھی۔۔۔ اس کے پاس سے ایسے کاغذات برآمد نہیں ہو سکے جس سے اس کی اصل شخصیت پر روشنی پڑ سکتی!"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ راستے بھٹکاؤ پھیلاؤ کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔ کیا ہم خاموشی سے اس بستی میں چھاپہ نہیں مار سکتے تھے!" چوہان بولا۔

"میرا مقصد لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ میں شوگر بینک کا راستہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"راستہ معلوم کرنے کا یہ طریقہ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"کسی ہنگامے کے بغیر کاویدا پر قابو پانا چاہتا ہوں۔"

"یہ تو تم پہلے بھی کہہ چکے ہو!"

"پھر خواہ مخواہ وقت کیوں ضائع کر رہے ہو!"

"بس دیکھتے جاؤ۔۔۔۔۔!" کسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تھریسیا کو شاید پہلی بار اپنی حیثیت کا علم ہوا تھا لہٰذا وہ بھی کچھ بولنے کے لئے بے چین تھی۔۔۔ جیسے ہی خاموشی ہوئی اس نے عمران کا بازو پکڑ کر کہا۔

"تو میں قیدی ہوں؟"

"نہیں۔۔۔ قیدی کے روپ میں ہو تم۔۔۔ کاویدا کو یقین ہو جائے گا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں تھیں۔۔۔ اس لئے ہم سے پیچھا چھڑا کر پہاڑیوں میں بھٹکتی پھر رہی تھی اسی دوران میں گشتی محافظوں کے ہاتھ لگ گئیں۔"

"مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے!"

"میں تمہاری حفاظت کی ضمانت دیتا ہوں کیا یہ تمہیں مطمئن کر دینے

کے لئے کافی نہیں ہے!"

صفیہ چپ ہو گئی! دراڑ میں داخل ہونے سے پہلے عمران نے کہا "میں تنہا جاؤں گا تم لوگ اسی طرف ٹھہرو!"

"کیوں!" سب نے بیک وقت سوال کیا۔

"دو دن پہلے کے حالات کچھ اور تھے۔۔۔ آج کچھ اور ہو سکتے ہیں۔ ان کے چار آدمی ہمارے سلسلے میں غائب ہو چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ہوشیار ہو گئے ہوں۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ اور عمران دراڑ میں داخل ہو گیا!

دراڑ پہلے ہی کی طرح تاریک تھی۔ لیکن عمران نے اس بار ٹارچ روشن نہیں کی اور وہ پیروں سے چلنے کے بجائے پیٹ کے بل رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا!

دراڑ کے دوسرے سرے تک سناٹا ہی رہا۔۔۔

دراڑ پار بھی کر لی۔۔۔ لیکن کسی طرف سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی۔۔۔

پھر وہ، اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ آیا۔۔۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

اس کے ساتھی بے چینی سے اس کے منتظر تھے اس کا اشارہ پاتے ہی وہ بھی اس تنگ سے درے کی طرف بڑھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب اس جگہ کھڑے تھے جہاں سے گاؤدیا کے ساحیوسا کی بستی دکھائی دیتی تھی!

مشرقی افق میں سرخی پھیلنے لگی تھی۔ پہاڑی حشرات اور اکا دکا

پرندوں کی آوازیں ماحول کو پراسرار بنانے لگی تھیں۔

عمران نے دوسری طرف جانے کے لئے وہی راستہ اختیار کیا جس سے بے قیدیوں سمیت چند روز پہلے دراڑ تک واپسی کا سفر کیا تھا۔

پھر وہ بستی کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ کچھ اس طرح خاموشی سے چل رہے تھے جیسے کسی جنازے کے ساتھ ہوں۔

تھیلما کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔۔۔ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"کیا ڈر رہی ہو۔"

"تمہارے ساتھ رہ کر ڈرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ زبردستی ہنس کر بولی۔

"ہاں۔۔۔ بالکل تشویش نہ کرو۔ ہم پوری طرح حفاظت کریں گے۔"

"میری طرف سے مطمئن رہو۔!"

وہ بستی کے قریب جا پہنچے۔ سورج نے مشرق سے کسی قدر سر ابھارا تھا اور پھیکی پھیکی سی سرخی مائل شعاعیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر کپکپا رہی تھیں!

بستی سنسان پڑی تھی۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے سارے [illegible] بالکل ویران ہوں۔

عمران چیخ چیخ کر مقامی زبان میں کچھ کہنے لگا۔۔۔ لیکن کہیں سے کسی قسم کی کوئی آواز نہ آئی۔۔۔

"میں تو خطرہ محسوس کر رہا ہوں" جوہان نے [illegible]۔۔

"آثار اچھے نہیں ہیں۔!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

اور آثار سچ مچ اُن کے حق میں نہ نکلے وہ سارے ہی جھونپڑے خالی تھے ایک متنفس بھی کہیں نظر نہ آیا۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مہینوں سے ویران پڑے ہوں۔۔۔!

"میرا خیال ہے کہ چوٹ ہوگئی۔۔۔!" عمران بڑبڑایا۔

"وہ اگر غائب نہ ہو جاتے تو میں سمجھتا کہ نکل گئے ہیں!" جوہان ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

"کیوں؟" نعمانی نے پوچھا۔

"ان کے چار آدمی غائب ہو چکے تھے۔ اس سے پہلے کا ایک آدمی زخمی ہوا تھا اُسے تو ہماری طرف سے کسی بہت بڑی یلغار کا خدشہ ہونا چاہیئے۔"

"میں ان کی توقعات پر پورا اترنے کا مستحق ہوں میرے دوستو!" عمران مسکرا کر بولا

"کیا مطلب؟"

"وہ ان چٹانوں میں کہیں آس پاس ہی پوشیدہ ہوں گے۔ مناسب یہی ہے کہ ہم جھونپڑوں میں ڈیرہ ڈال کر ناشتے کی تیاری کریں۔"

"اور وہ چپ چاپ اپنی کمین گاہ سے نکل کر ہمیں چٹ کر جائیں!" جوہان کا لہجہ تلخ تھا۔

صفدر کچھ نہ بولا۔ شاید وہ الجھنا نہیں چاہتا تھا۔

پھر انہوں نے ان خالی جھونپڑوں پر قبضہ جما لیا۔

عمران کے چہرے پر فکرمندی کے آثار تھے۔۔۔ دفعتاً اس نے اشارے سے صفدر کو اپنے قریب بلا کر آہستہ سے کہا "کیا تم تنویر کے بارے میں کچھ نہیں سوچ رہے ہو؟"

"مجھے حیرت ہے۔"

"۔۔۔ اسے اپنے ہوٹل میں ضرور موجود ہونا چاہیئے تھا۔۔۔ اگر وہ ہمیں ساتھ نہ چاہتا تھا تب بھی۔!"

"ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے۔!"

"وہ چاروں بندوقیں تیار رکھو۔ ان میں کافی راؤنڈ موجود ہیں!"

"میں نے انہیں پوری طرح سمجھ لیا ہے۔ جوہان، خاور، صدیقی اور نعمانی کو ان کا استعمال بھی سمجھا دیا ہے۔!"

"میں سوچ رہا ہوں کہ آج چاروں کو باہر مختلف مقامات پر ان بندوقوں سمیت چھپا دیا جائے اور ہم لوگ یہیں ٹھہریں۔"

"تجویز معقول ہے۔!"

"یہ تجویز ان چاروں کو بھی پسند آئی۔۔۔ وہ جلد ہی آس پاس کی چٹانوں میں چھپا دیئے گئے۔

عمران، صفدر اور شکیلا ایک جھونپڑے میں آ بیٹھے۔!

سورج پوری طرح طلوع ہو چکا تھا اور چاروں طرف سنہری دھوپ پھیل گئی تھی

"میرا خیال ہے کہ ہم واقعی پھنس گئے ہیں!" عمران کچھ دیر بعد بولا۔ اس کے اس خیال کے بارے میں کسی نے کوئی رائے ظاہر نہ کی۔

جولیا کو پھر نیند نہیں آئی تھی۔ اُسے علم تھا کہ تنویر غائب ہو گیا ہے۔ یہی چیز تشویش کا باعث تھی وہ اس کی شر پسند طبیعت سے اچھی طرح واقف ہے کی بنا پر سوچ رہی تھی کہ کہیں وہ عمران کے لئے کوئی نئی دشواری نہ پیدا کر دے

سلیپنگ گاؤن کی ڈوری کستی ہوئی وہ کھڑکی کے قریب آ کھڑی ہوئی کمپاؤنڈ کا سلاخوں دار پھاٹک یہاں سے صاف نظر آ رہا تھا۔ . . . اس نے دیکھا کہ کوئی سلاخوں سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ ہر چند کہ وہ باہر ہی کے رخ پر تھا لیکن پھر بھی جولیا پھاٹک تک جا کر اسے قریب سے دیکھنے کی خواہش نہ دبا سکی۔!

وہ اوور کوٹ اور فلٹ ہیٹ پہنے ہوئے تھا۔

دروازہ کھول کر جولیا برآمدے میں آئی۔

گیٹ تک پہنچی لیکن اس آدمی نے مڑ کر اس کی طرف نہیں دیکھا۔ حالانکہ اس کے ٹاپ ہیل جوتے خاص آواز سے روش پر بجتے رہے تھے۔

وہ ذیلی کھڑکی کھول کر باہر نکل آئی۔

"تنویر۔۔!" اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ . . لیکن تنویر کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی پھیلی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھتا ہی رہا، نہ تو پلکیں جھپکا رہا تھا اور نہ اس نے اپنی جگہ سے جنبش ہی کی تھی۔

"کیا نشے میں ہو۔" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر پوچھا۔

تنویر اپنے سر کو خفیف جنبش دے کر اسے پیچھے ہی کسے سے انداز میں دیکھتا رہا۔

"اُف۔۔!" وہ جھلا کر بولی۔

"میں۔۔ سے۔ پیروں۔ میں۔ طاقت۔ نہیں ہے!" وہ عجیب آواز میں رک رک کر بولا۔

"کیوں کیا ہوا ہے تمہیں؟"

"وہ۔۔۔ وہ۔۔ ۔ مجھے۔۔ یہاں تھا۔۔۔ گئے ہیں۔۔"

"کون؟۔۔۔ وہ۔۔۔ کون!"

"تین۔۔ تقریباً۔۔ نے۔۔۔ آدمی۔"

"وہ۔۔!" جولیا اچھل پڑی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار تھے۔

"کیا وہ تمہیں پکڑ کر لے گئے تھے!"

"ہاں!" اس نے اس طرح کہا جیسے کسی پٹے ہوئے بچے نے پرسش احوال پر سسکی لی ہو۔

"پھر کیا ہوا!"

"انہوں۔۔ انہوں نے۔ مجھ سے۔۔۔ گالیاں۔۔۔ اور۔۔ عمران کے بارے میں۔۔۔ معلوم۔ کر لیا۔!"

"کیا۔!" وہ جھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن تنویر کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا پہلے ہی کی طرح پلکیں جھپکا تا رہا!

اس انکشاف پر جولیا چکرا کر رہ گئی تھی کہیں وہ راستے ہی میں نہ گھیر لئے گئے ہوں!

"تم کب ان کے ہاتھ لگے تھے!"

"یہاں سے نکلتے ہی۔!"

"اس کے فوراً بعد ہی تم نے سب کچھ بتا دیا تھا؟"

"آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔؟"

"تمہیں شرم نہیں آتی اس ڈھٹائی سے اس کے بارے میں بتاتے ہوئے"

"ٹھہرو۔۔۔ ذرا۔۔۔ دیر۔۔۔ ٹھہر جاؤ۔۔۔۔ اب میں کس قدر۔۔ توانائی محسوس کر رہا ہوں۔۔۔ شاید کچھ دیر بعد اپنے۔۔۔ پیروں۔۔۔ پر کھڑا بھی ہو سکوں سب کچھ بتا دوں گا۔"

جولیا پھر خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد تنویر نے ایک طرف مڑ کر پھاٹک کی سلاخیں تھامیں، اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

جولیا نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دینے کی کوشش کی۔

بدقت تمام وہ اٹھ سکا۔۔۔ اس کے پیر کانپ رہے تھے۔۔ جولیا نے اسے فوراً کرسی سے لگانا چاہا۔

"میرا سارا جسم اکڑ کر رہ گیا ہے۔۔۔ میں دوبارہ نہ جھک سکوں گا!"

"اچھا ٹھہرو میں پھاٹک کھولتی ہوں۔!"

وہ اسے اندر لائی تھی۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد تنویر اسے اپنی کہانی سنا رہا تھا۔

"تو وہ خود مسز لیسیا تھی! تمہیں یقین ہے!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مجھے یقین ہے وہ مسز لیسیا ہی تھی۔!"

جولیا کی الجھن بڑھ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ لوگ یقینی طور پر نکل گئے ہوں گے۔!

"کیا تم ان جگہوں کی نشاندہی کر سکو گے جہاں سے [illegible] عمران نے کیا تھا؟"

"نہیں [illegible] میں تو ہوش میں نہیں تھا ان کے۔"

"یہ بہت برا ہوا تنویر۔ بہت برا۔!"

"میں کیا کروں۔ وہ انجکشن۔ اس نے تو مجھے فوری طور پر میری شخصیت ہی بدل کر رکھ دی تھی۔ ورنہ وہ میری کھال بھی اتار دیتے تو کچھ نہ بتاتا۔ عمران سے مجھے ذاتی طور پر خاش ہو سکتی ہے لیکن یہ معاملہ ذاتی تو تھا نہیں۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔۔۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے

"وہ مجھے مقتول سمجھ کر یہاں ڈال گئے۔؟"

"کیوں مقتول۔ کیوں؟"

"مقتول اسی لئے کہ عمران کو بروقت اس کی اطلاع نہ دے سکوں گا۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ لوگ کس سمت گئے ہوں گے اور خود میرے اعصاب میں اتنی سکت نہیں کہ خود دوڑ دھوپ کر سکوں گا۔۔۔ انہوں نے مجھ سے سب کچھ پوچھ لیا تھا۔"

"تم اس عمارت کی نشاندہی کر سکو گے۔!"

"بالکل کر سکوں گا۔۔ ریلوے روڈ پر ہے۔۔۔ پھاٹک کے ستونوں پر شیر کے سر بنے ہوئے تھے۔!"

"تم تو کہہ رہے تھے کہ عمارت نہ دیکھی تھی پھر تم نے شیر کے سر کیسے دیکھ لئے۔۔۔!"

"پھاٹک کے ستونوں کی بات کر رہا ہوں۔ سڑک پر روشنی تھی۔"

"اچھا اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"ہم کر ہی کیا سکتے ہیں — میرے اور تمہارے علاوہ اور کون ہے یہاں ایکسٹو نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کیس کا انچارج عمران ہے۔ مجھے کسی معاملے میں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔!"

"لیکن پھر بھی اطلاع تو دینی ہی پڑے گی۔!"

"تم جانو۔!"

"کیا تم بازپرس سے بچ جاؤ گے۔" جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔

"کیا کر سکتا ہوں... مجھے ہوش نہیں تھا...... وہ اخلاقی... اور ختم بھی کرو — میں بھوکا ہوں... کچھ کھلا دو... اس کے بعد مر جاؤ تب بھی مجھے گوارا ہوگا۔!"

"ہوں.... اچھا ٹھہرو.... دیکھتی ہوں...!" وہ اسے ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر کچن کی طرف چلی آئی۔

سوچ رہی تھی کہ کیا ظفر کو اس معاملے میں شریک کر لیا جائے۔ کچھ تو کرنا ہی چاہیے۔

یقیناً عمران اس پر کسی حد تک اعتماد کرتا ہے۔

اس نے فریج سے کولڈ بیف نکالا اور اس کے ٹکڑے کاٹ کر فرائنگ پان میں تلنے لگی.... کچھ انڈے بھی توڑے.... پلیٹیں میز پر رکھ دیں۔

اس وقت یہ سب کچھ کرتے ہوئے اسے بے حد کھل رہا تھا... لیکن کیا کرتی۔ تنویر کی حالت ابتر تھی... وہ سچ مچ اس وقت رحم کا مستحق تھا۔

ناشتے کے بعد تنویر پر غنودگی سی طاری ہونے لگی..... اور وہ کرسی پر ہی بیٹھے بیٹھے گہری نیند سو گیا۔

جولیا اٹھی اور تیزی سے لباس تبدیل کرنے لگی۔ تنویر کے لئے کھانے کی میز

یک تحریر چھوڑ کر باہر نکل آئی! اور مکان کو مقفل کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس وہ ظفر کی قیام گاہ کی طرف جا رہی تھی۔

*

فر کی صبح کچھ زیادہ خوشگوار نہیں تھی — پچھلی رات سونا نصیب نہیں ا تھا..... بہت سویرے اٹھنے کی عادت تھی.... لہذا بستر چھوڑنا ہی پڑا۔

بدن ٹوٹ رہا تھا اور ابھی بھی جمائیاں آ رہی تھیں... وہ سوچ رہا تھا ہ دن کیسے گزرے گا.... دن میں تو سونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.... کیونکہ اپنے ہوش میں تو کبھی دن میں سونے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

شتے کے بعد وہ باغیچے میں کیاریوں کی درستگی کرنے لگا.... کچھ تو نا چاہئے وقت گزارنے کے لئے....!

پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ جولیا کی کار کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور خوشی کے مارے اچھل پڑا۔

لیکن جولیا کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر دل دھڑکنے لگا... اسے یاد یا کہ اس نے اس سے عمران کے سلسلے میں بہت سی غلط بیانیاں کی تھیں ہو سکتا عمران سے تذکرہ کیا ہو اور اس نے اپنی عادت کے مطابق کچھ الٹی سیدھی سنائی ہوں۔

وہ مورتی کی طرح دم سادھے کھڑا رہا حتیٰ کہ جولیا خود چل کر اس کے قریب آئی ۔۔۔!

”صبح بخیر مادموزیل ۔۔۔!“ اس نے مخمل سی آواز میں اسے خوش

”ہم ایک بڑی پریشانی سے دوچار ہیں ظفر ۔۔۔“ جولیا بھرائی ہوئی آواز میں بولی

”کہیے ۔۔۔ مادموزیل۔ میرے لائق کوئی خدمت۔“

”وقت زیادہ نہیں ہے ۔ ہو سکتا ہے ۔۔ ہمیں پہاڑوں اور گزرگاہوں میں بھی چھپنا پڑے۔ اس لئے کچھ ضروری چیزیں اپنے ساتھ لے مکان کی املاک منتقل کر دو۔“

”کیا مسٹر عمران کا حکم ہے مادموزیل۔!“

”نہیں ایک وقتی ضرورت کے تحت ایسا کیا جا رہا ہے۔؟“

”کون کہہ رہا ہے۔؟“

”میں کہہ رہی ہوں۔“

”لیکن مادموزیل۔ مسٹر عمران کا حکم اس کے خلاف ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر میں اس عمارت کی حدود سے باہر قدم نہیں نکال سکتا۔“

”لیکن خود عمران کی زندگی خطرے میں ہے ۔۔۔ وہ سب پھنس کے تو یہ اتفاقی طور پر مصروف ہو گیا ہے ۔ تم جلدی کرو ۔۔۔ راستے میں کچھ بتاؤں گی۔!“

”مسٹر عمران کی زندگی خطرے میں ہے ۔۔ تب تو مجھے سوچنا پڑے گا

”سوچنے کا وقت نہیں ہے ظفر ۔۔ جلدی کرو۔!“

”اچھی بات ہے ۔۔ مادموزیل۔!“ ظفر نے طویل سانس لی۔

کچھ دیر بعد جولیا کی گاڑی پھر ظفر کے مکان کی کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی لیکن اسے ظفر ڈرائیو کر رہا تھا ۔۔ جولیا اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔

”مادموزیل کچھ تو بتایئے ۔۔ میں سخت الجھن میں ہوں۔“ ظفر نے بعد کہا۔

تم صفدری کے توسط سے عمران تک پہنچے ہو کیا عمران نے اپنی موجودہ یت کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا ۔۔۔!“

شاید کسی حد تک میں واقف ہوں ۔۔ کوئی عورت فرار ہو گئی تھی ۔۔ رہی تھا اس جگہ کا نام شوگر جیک تھا۔ شاید ۔۔۔۔۔۔ پھر وہ انہیں رنگ مہ پہنچا گئی تھی ۔۔۔۔۔ لیکن وہ شوگر جیک کے راستے سے رہے تھے۔ اب، اب پھر انہیں اس کی تلاش ہے میرے خیال میں شاید اس سلسلے ن کی مدد کرنا چاہتا ہے۔“

”وہ مر گیا ہے۔!“

”نہیں۔!“ ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں۔!“ کسی نے اسے زہر دے دیا۔“ جولیا بولی ”اور اس کہانی سے بس حد تک واقف تھی ظفر کو بھی آگاہ کرتی ہوئی بولی۔ ”تو یہ بالکل بے بس رہا ہے ۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں۔“

”یہ مسٹر سیا کیا ہے۔!“

”ڈی۔ مسٹری۔ بی۔ مسٹر سیا ہیبل لی آف رنجیہا ۔۔۔ کیا تم نے یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا۔“

ظفر چونک پڑا ۔۔۔ پھر بولا۔ ”آپ لوگوں کو وہم ہوا ہے شاید! مسٹر ڈی زی۔ بی کو تو بس ایک اساطیری کردار سمجھئے۔ خاندانی بدمعاشوں کے ایک

قبیلے میں کئی سو سال پہلے سے یہ روایتی نام چلا آ رہا ہے . . . سردار
کہلاتا ہے اور سردار کی بیوی مترسیبا مبل بی آف بوجیما کہلاتی ہے۔ یہ قبیلہ
ٹھگوں اور رہزنوں پر مشتمل ہے۔"

"تم نہیں سمجھ سکتے۔ عام آدمی تو تصور بھی نہیں کر سکتا ان معاملات
مترسیبا انتہائی ذہین اور ترقی یافتہ لوگوں پر حکومت کرتی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے!" وہ اس طرح بولا جیسے اس کو دل
کے لئے اس بات کی تردید کرنا چاہتا ہو۔

"بہرحال" جولیا طویل سانس لے کر بولی "تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو

"موسیو عمران کے لئے میں اپنی جان تک دے سکتا ہوں . . .
میرے محسن ہیں۔!"

"تو پھر میرا ساتھ دو۔ میں اس کی تلاش میں جاؤں گی!"

"میں آپ کے ساتھ ہوں مادموزیل۔"

جولیا کی ہدایت پر اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ جولیا جلد سے جلد گھر
پہنچ کر کوئی ٹھوس پلان بنانا چاہتی تھی!

عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی دل میں اچھلنے لگا کیونکہ و
وہی جیپ کھڑی نظر آئی جس میں عمران اور اس کے ساتھی اس مہم پر
ہوئے تھے۔ جیپ کے پاس ایک فوجی افسر کھڑا تھا۔

"آپ ۔۔!" وہ جولیا کی طرف بڑھتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔ "مس جولیا نا
واٹر ہیں۔!"

"ہاں . . . ہاں . . . میں ہی ہوں۔!"

"مسٹر عمران نے آپ کو ساتھیوں سمیت طلب کیا ہے! وہ زخمی ہو گئے ہیں

دوسری طرف سے مگر وہ ڈھیر ہو گئی تھی۔!"

"آپ کون ہیں۔؟"

"مجھے توصیف کہتے ہیں! میجر توصیف . . . سرحدی محافظوں میں سے
ایک۔ مسٹر عمران اور ان کے ساتھی ہماری چوکی پر ہیں۔!"

"خدا کا شکر ہے . . . ہم پہنچیں گے . . . کیا وہ بہت زخمی ہے!"

"نہیں معمولی سا زخم ہے البتہ ان کے دو ساتھیوں کی حالت ناقابل
اطمینان ہے۔!"

جولیا تقریباً لڑکھڑا کر اندر گئی . . . تنویر اب بھی اسی طرح کرسی پر بیٹھا
لمبی نیند کے مزے لے رہا تھا . . . .

خاور نے اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "یہ آثار اچھے نہیں
ہیں مجھے تو یہ بھی بے ہوشی ہی معلوم ہوتا ہے . . . !"

میجر توصیف کو وہ ڈرائنگ روم میں بٹھا آئے تھے . . . !

تنویر کو جگانے کی کوشش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ اسی طرح جاگا تھا،
جیسے اس کے کانوں کے قریب زبردست قسم کا دھماکہ ہوا ہو! جولیا نے جلدی
جلدی اسے عمران کا پیغام سناتے ہوئے کہا "ہمیں فوراً چلنا ہے!"

"میں تیار ہوں۔!" تنویر کا لہجہ بے حد پُرخلوص تھا!

سفر بڑی تیز رفتاری سے طے ہوا تھا! میجر توصیف خود ہی جیپ کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ اس جگہ تک لایا تھا جہاں سے انہیں سفر کا بقیہ حصہ پیدل طے کرنا تھا۔

وہ اس وقت ایک اونچی جگہ پر کھڑے تھے۔ میجر توصیف نے نشیب میں اشارہ کر کے کہا... "وہ دیکھئے... وہ رہی ہماری چوکی... اس جھونپڑے میں چلے جائیے گا جس پر جھنڈا لہرا رہا ہے۔ آپ کے آدمی وہیں ہیں۔"

"آپ نہیں چلیں گے ساتھ؟" جولیا نے پوچھا۔

"کوئی ضرورت نہیں... اگر کوئی روکے تو میجر توصیف کا نام لے دیجئے گا۔ مجھے قریب کی دوسری چوکی کا معائنہ کرنا ہے۔ اچھا خدا حافظ...!"

وہ اسی جیپ پر واپس چلا گیا۔

"موسیو ادھر آیئے۔ میرے سہارے نیچے اتریئے!" ظفر نے اپنا بازو پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تھینکس ڈی لیوسئے..." تنویر بے حد خوش اخلاق ہو رہا تھا۔ اس وقت اس کے لہجے میں ظفر کے لیے نفرت یا کسی قسم کی کوئی چیز نہ تھی!

وہ آہستہ آہستہ نشیب میں اترنے لگے۔ کبھی کبھی جولیا بھی تنویر کو سہارا دیتی۔ تنویر کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ کسی قدر مسطح زمین پر پہنچ گئے۔ جھونپڑوں کا فاصلہ یہاں سے زیادہ نہیں تھا۔ جولیا، جلد از جلد اس جھونپڑے میں پہنچ جانا چاہتی تھی جس پر جھنڈا لہرا رہا تھا۔

لیکن جھنڈے کے قریب سے نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹک گئی! یہ ایشیائی ملک کا

جھنڈا تو نہیں تھا...!

بہر حال وہ آگے بڑھے... دفعتاً اسی جھونپڑے سے ایک مسلح آدمی برآمد ہو کر ان کی طرف جھپٹا۔ اور قریب پہنچ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اس طرح رک گیا جیسے اس کا یہ فعل میکانکی سا ہو!

وہ بھی رک گئے تھے۔ اور مسلح محافظ کو گھور رہے تھے! وہ چینی ہی ملک کا کوئی باشندہ تھا۔

دفعتاً جولیا نے مڑ کر تنویر سے کہا۔ "لیکن ارے یہ ہم کہاں آ گئے... یہ تو... یہ تو...!"

آنے والے نے شستہ لہجے میں کہا۔ "لیکن صاحب نے زحمت کیوں فرمائی۔"

"میرے خدا...!" جولیا اچھل پڑی۔

یہ مسلح محافظ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

"عمران...!" وہ بے قابو انداز میں چیخ کر اس کی طرف جھپٹی۔

"زبان کیوں کھولی ہو...!" وہ دانت پیس کر بولا۔

یک بیک جولیا سنبھل گئی۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں... ہمیں میجر توصیف لایا ہے!"

"میجر توصیف... کون میجر توصیف؟"

"کیا تم زخمی نہیں ہو؟"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں نے پوچھا تھا کون میجر توصیف؟"

"میں نہیں جانتی۔ وہ تمہاری جیپ لے کر وہاں پہنچا تھا اور ہمیں جہاں سے لایا... اس نے کہا تھا کہ دشمنوں سے لڑائی میں تم زخمی ہو گئے ہو اور ساتھیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے!"

"کیا وہ میری حبیب تھی؟"

"ہاں تمہاری۔۔!"

"تب تو... تب تو سب کچھ چوپٹ ہو گیا۔ ہم گھیرے گئے ہیں۔۔!"

"کیا مطلب؟"

"اب وقت ضائع نہ کرو۔۔!" دفعتاً تنویر بولا۔ "وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔"

"کیا ہوا۔ کیسا خدشہ؟" عمران نے اس پر گھورتی ہوئی سی نظر ڈالی۔

"تم نہیں جانتے... یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے!"

"اندر چلو۔۔" عمران نے اُسے جھونپڑے کی طرف دھکا دیا اور ظفر کو گھورنے لگا۔

"میں بے قصور ہوں... مجھ سے ماموریل نے درخواست کی تھی کہ میں ان کا ساتھ دوں۔۔!"

"آپ سے تو میں سمجھوں گا۔۔ اندر تشریف لے چلئے۔"

ظفر بڑے مودبانہ انداز میں جھونپڑے کی طرف مڑ گیا!

"پچھلی رات تنویر۔۔۔ ٹریسیا کے پیچھے چلا گیا تھا۔" جولیا نے کہا۔

"پھر کیا۔۔۔؟"

"ٹریسیا اسے لے گئی تھی اپنے ساتھ اور ہم ادھر اُدھر تلاش کرتے رہے تھے۔۔!"

"پوری بات بتاؤ۔۔!"

جولیا نے مختصراً تنویر کی کہانی دہرائی۔

"ہم پوری طرح جال میں پھنس گئے ہیں!" عمران بڑبڑایا۔ "میری حبیب ان کے قبضے میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے قیدی بھی چھڑا لئے

"مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا یہ سب جھوٹ تھا اور میجر توصیف۔"

"وہ فراڈ تھا... تم بھی اندر جاؤ.... میں ان چاروں کی خبر لوں۔۔!"

جولیا مزید کچھ کہے بغیر جھونپڑے میں چلی گئی۔

اور عمران ان پوائنٹس کی طرف جھپٹا جہاں اپنے چاروں ماتحتوں کو چھپایا تھا۔ پہلے ہی پوائنٹ پر ناکامی ہوئی۔ چوہان وہاں نہیں تھا۔ دوسرے پر خاور بھی نہ ملا۔ اسی طرح صدیقی اور نعمانی کا بھی پتہ نہ چلا کہ زمین نگل گئی تھی یا فضا میں تحلیل ہو گئے تھے!

ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے عمران کو محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی آس پاس کی چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس کی نگرانی کر رہا ہو۔ اپنے شبے کو مزید تقویت دینے کے لئے اس نے ایسی حرکتیں شروع کیں کہ تعاقب کرنے والے کو دیکھ سکے۔

ایک جگہ پوری طرح یقین ہو گیا کہ کوئی اس کی تاک میں ہے! گویا ایک ایک کر کے ان سبھوں کو غائب کر دینے کی اسکیم تھی۔ عمران پر حملہ کر دینے کا موقع ابھی تک نہیں ملا تھا، اس لئے اس کی نگرانی جاری تھی۔

ایک جگہ اسے پھر اس آدمی کی جھلک دکھائی دی اور وہ ایک بڑے پتھر کی اوٹ سے دوسرے کی اوٹ میں چلا گیا تھا۔ اس بار عمران آگے جانے کی بجائے اس پتھر پر چڑھنے لگا... بالکل چھپکلیوں کے سے انداز میں پتھر سے چپکا ہوا اوپر کی طرف کھسکتا جا رہا تھا۔

اوپر پہنچنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ تعاقب کرنے والا نیچے اب بھی اسی پتھر کی اوٹ میں دبکا ہوا تھا۔

دفعتاً عمران نے اوپر سے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ بیٹھا اس کا ایک

ہاتھ تعاقب کرنے والے کے سر پر سختی سے جم گیا تھا تاکہ وہ شور نہ مچا سکے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

چھوٹ نکلنے کے لیے کی جانے والی جدوجہد عمران کو ناکام بنا دیتی اگر اس نے حریف کو ہاتھوں میں نہ جکڑ لیا ہوتا۔ آہستہ آہستہ مقابل کا جوش و خروش کم ہوتا گیا... پھر سانس تک رک گئی۔

ذرا ہی سی دیر میں وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

پھر عمران نے بڑی تیزی سے اس کی جامہ تلاشی لے ڈالی۔ اس کے پاس سے کچھ نہ نکلا سوائے الیکٹرو گس[1] کے۔

مرنے والا سفید فام غیر ملکی تھا... عمران نے اس کی لاش پتھروں کے ایک ڈھیر میں اس طرح چھپا دی کہ خاص طور پر تلاش کئے جانے ہی پر کسی کو دستیاب ہو سکتی!

اب وہ بہت زیادہ احتیاط سے کام لے رہا تھا... کسی معاملے کا ایک نکتہ بھی زیر غور لائے بغیر نہیں چھوڑنا چاہتا تھا...

بہت بڑی چوٹ ہوئی تھی۔ تنویر کی غفلت کی بنا پر۔

الیکٹرو گس کو جیب میں ڈال کر وہ پھر جھونپڑیوں کی طرف چل پڑا۔

اور پھر جب وہ جھونپڑے میں داخل ہوا تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی کا گلا گھونٹ کر آیا ہے...!

تنویر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے، سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر جولیا اور ظفر اس کے گرد اس طرح کھڑے تھے جیسے کچھ دیر پہلے اسے دلاسا دیتے رہے ہوں

---

[1] الیکٹرو گس کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے لیے "شوگر بینک" پڑھئے

"تھیلا کہاں لاؤں...؟" اس نے صفدر سے کہا۔ اور صفدر باہر چلا گیا۔

جولیا کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو۔ لیکن۔ عمران۔ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

کچھ دیر بعد صفدر تھیلا کو وہاں لایا... اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے!

"اب اس سوانگ کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے ہاتھ کھول دو۔" عمران بولا۔

"کیوں... کیا ہوا؟" تھیلا نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ اسکیم بدل گئی ہے!"

پھر صفدر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے جھونپڑے سے باہر آ گیا۔

"ان لوگوں کی کہانی تو تم سن ہی چکے ہو گے!" اس نے کہا۔

"جی ہاں۔ اب ہمیں چوہان وغیرہ کو بھی یہیں بلا لینا چاہیئے۔"

"بہت دیر ہو گئی!"

"کیا مطلب؟" صفدر چونک پڑا۔

"وہ اپنی جگہوں پر موجود نہیں ہیں۔"

"وہ... اوہ..."

"وہ لوگ اپنے قیدی بھی چھڑا لے گئے اور ہماری جیپ ان کے ہاتھ لگ گئی۔ تخریب پوری طرح ناکام رہی۔ خیر ختم کرو۔ تنویر بہت شرمندہ ہے اس کی دلجوئی کرو... اور خود پر بدحواسی طاری ہونے دو!"

"تم اندر جاؤ اور ظفر کو میرے پاس بھیج دو۔"

"ہاں ہاں.... ویسے.... ؟"

"وہ کچھ نہیں ہے.... بس جاؤ!"

صفدر چپ چاپ چلا گیا۔ عمران باہر ہی کھڑا رہا۔

ظفر مردہ سی چال چلتا اس کے پاس آیا تھا۔

"کیوں؟ تم کیوں یتیم یتیم سے نظر آ رہے ہو؟"

"جب باپ خفا ہو جائے تو سعادت مند بچے یتیم یتیم ہی سے لگنے لگتے ہیں مو سیو!"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی غلطی سے آگاہ ہو جاؤ.... میں نے تم سے کہا تھا کہ میری عدم موجودگی میں ہمیشہ میرے میک اپ میں رہا کرو لیکن تم اس پر کاربند نہیں رہے۔"

"میں مجبور تھا۔ مو سیو— جولیا کو شبہ ہو گیا تھا کہ میں عمران نہیں ہوں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ کے جاتے ہی وہ آ دھمکے گی ورنہ اس سے پہلے ہی میں اپنی اصل شکل میں آ جاتا۔!"

"بہر حال اب کھیل بگڑ چکا ہے.... وہ لوگ ہمیں گھیر چکے ہیں۔ میرے چار ساتھی لاپتہ ہو گئے۔"

"لاپتہ ہو گئے؟"

"ہاں.... میں نے انہیں چار مختلف مقامات پر چھپا رکھا تھا وہ وہاں نہیں ملے۔!"

"یہ تو بہت برا ہوا مو سیو!"

"خیر فکر نہ کرو۔ دیکھا جائے گا.... خوش رہنے کی کوشش کرو۔"

"ہاں— یہ ایک ٹیم کے امتحان کا وقت ہے۔"

"ہم اصل پارٹی سے بہرہ ور ہوں گے.... میں پتہ کر رہا ہوں۔ تم اندر جاؤ۔" عمران نے کہا اور ظفر بے چون و چرا جھونپڑے کی طرف مڑ گیا۔

* * *

"تو تم مستقل طور پر ان لوگوں کے ساتھ ہو؟" تھریسیا نے ظفر سے پوچھا

"ہاں ہوں تو— لیکن تمہیں یہاں دیکھ کر متحیر بھی ہوں!"

"متحیر کیوں ہو؟"

"کیونکہ تم عہد سے پھر گئی تھیں۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا تھا۔ پھر بوری کے پاس سے جا کر پھنسایا تھا۔"

"میں مجبور تھی! بوری مر چکا ہے۔ میں آزاد ہوں— مزید پانچ سال کے لئے بونڈ بھرا تھا— میں اس مدت میں اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی—؟"

"یہ چھوڑو— مجھے ماضی سے کوئی دلچسپی نہیں!"

"اب یہاں کے کیا حالات ہیں— عمران نے میرے ہاتھ کیوں کھلوا دیئے؟"

"مجھے تو اس کا بھی علم نہیں کہ بندھوائے کیوں تھے؟"

تھریسیا اُسے بتانے لگی— لیکن خود ظفر نے اسے نہیں بتایا کہ

حالات نے کس طرح پلٹا کھایا ہے۔ . . . وہ پوچھتی رہی اور ظفر اس سے لاعلمی ظاہر کرتا رہا۔

ان دنوں پر عجیب سی افسردگی طاری تھی! تنویر برسوں کا بیمار معلوم ہوتا تھا۔

صفدر نے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا کہ چوہان وغیرہ غائب ہو چکے ہیں۔ کچھ دیر بعد عمران واپس آگیا اور اس نے صفدر سے کہا کہ وہ پہرے پر چلا جائے۔

جولیا عمران کے پاس آکھڑی ہوئی اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سسکنے لگی۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے لئے کیا کروں۔"

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا ظفر نے مینڈولین پر ایک نغمہ چھیڑ دیا۔

"تم سب پاگل ہو گئے ہو۔" تنویر بڑبڑایا۔

تھیلما جولیا کو عجیب سی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی!

کھنڈر میں مینڈولین کا نغمہ گونج رہا تھا۔

دفعتاً ایک عجیب سی آواز سے فضا گونج اٹھی . . . . . ظفر کے ہاتھ سے مینڈولین گر گیا تھا . . . آواز عجیب بھی تھی اور وحشت ناک بھی . . . . . ایسا لگتا تھا جیسے زیرِ زمین دھماکے نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہو۔

عمران تک وحشت زدہ ہو کر ایک ایک کا منہ تکنے لگا تھا۔

پھر وادی کسی انسانی آواز سے گونج اٹھی۔

"تم شوگر بینک بھیجنا چاہتے تھے . . . . تمہاری خواہش پوری کی جا رہی ہے . . . باہر نکل آؤ۔!"

آواز کسی عورت کی تھی۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے یہ آواز چاروں سمت سے آئی ہو . . . زمین سے پھوٹی ہو . . . . . اور آسمان سے برسی ہو . . . . . ان سب کا وجود ہی جیسے اسی آواز کا ایک جزو بن کر رہ گیا ہو . . . !

پھر سناٹا چھا گیا . . . بڑی دیر تک وہ کچھ نہ بول سکے!

دفعتاً عمران نے صفدر کو آواز دی . . . وہ اندر آیا۔ اس کے چہرے پر بھی وحشت زدگی کے آثار تھے . . . !

"کچھ دیکھا تم نے ۔۔۔!" عمران نے اس سے پوچھا اور اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ . . . وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا دروازے ہی کی طرف متوجہ رہا۔

"یہ کس کی آواز تھی ۔۔؟" جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"تھریسیا کی ۔۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

ظفر نے پھر مینڈولین پر مضراب لگائی

"ختم کرو ۔۔!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"نہیں ۔۔۔ ٹھیک ہے . . . . !" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "اب تم بھی کوئی اچھا سا نغمہ سناؤ ۔۔!"

ظفر جھوم جھوم کر بجاتا رہا . . . . . تھیلما تنویر اور جولیا کو بے حرکت گھورے جا رہی تھی اور صفدر اس سے قطعی بے تعلق نظر آ رہا تھا۔

"کیا میں ڈیوٹی پر جاؤں ۔۔!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں تم بھی سنو! ظفر بہت اچھا موزیشین ہے۔!"

"تمہاری اسی دیوانگی پر تو مرتی ہوں!" تھیلما عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"نہیں تم مجھ پر زندہ رہنے کی کوشش کرو۔" عمران ظفر کی طرف دیکھتا ہوا بولا اور جولیا کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"یہ وقت ایسی باتوں کا تو نہیں۔"

"لیکن آدمی تختہ دار پر بھی اس سے باز نہیں آتا۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ اور ظفر نے میز پر ہاتھ روک کر کہا۔ "آپ کا فرمانا بجا ہے مگر میرا خیال ہے مادام تھریسیا بھی آپ سے محبت کرتی ہیں۔"

"جناب اگر اسی طرح خیال فرماتے رہے تو یہ خادم کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جائے گا۔"

اچانک پھر تھریسیا کی آواز آئی۔ "میں نے کہا تھا کہ تم لوگ باہر آ جاؤ۔"

"تم خود ہی تکلیف کرو اندر آنے کی۔" عمران نے چیخ کر کہا۔

لیکن اُسے اس کا کوئی جواب نہ ملا۔

"وہ سب خاموشی سے بیٹھے رہے دو تین منٹ بعد پھر آواز آئی۔

"تم نے سنا تھا... میں کہہ رہی ہوں باہر آ جاؤ۔"

عمران اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جولیا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

آواز پھر آئی۔ "نہیں شوگر بینک چلنا ہے! میں یہ آج دن کا قصہ ہی ختم کر دینا چاہتی ہوں... تم سب زبردستی زیرو لینڈ کے شہری بنائے جا رہے ہو۔ تمہارے چاروں ساتھی اس وقت میرے قبضے میں ہیں۔ اور تم بھی — اس گھاٹی سے نہیں نکل سکتے۔"

آواز کے اختتام پر ہوا کا ایک زبردست جھونکا دروازے سے در آیا اس

میں تیز قسم کی کوئی ناگوار بو بھی شامل تھی۔ ان کے سر چکرا گئے۔

عمران نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن وہ بو اعصاب پر اس طرح حاوی ہو گئی تھی کہ ایک پیش نہ گئی۔ دوسروں کے ساتھ ہی وہ خود بھی چکرا کر اسی طرح بے ہوش ہو گیا۔

دوبارہ ہوش میں آنے کے بعد یہ اندازہ کرنا کہ بے ہوشی کتنی دیر تک طاری رہی ہوگی مشکل ہوتا۔ اگر عمران کی کلائی پر آٹومیٹک کیلنڈر واچ موجود نہ ہوتی تو وہ فوری طور پر نہ معلوم کر سکتا کہ اسے پورے چوبیس گھنٹے بعد ہوش آیا ہے۔

وہ ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ ہڑبڑا کر اٹھ گیا اور جسم پر نیا لباس نہ پاکر اور زیادہ بوکھلا گیا... !

وہ اس وقت وردی کے بجائے ریشمی سلیپنگ سوٹ میں تھا۔ ایک ٹھنڈی آہ اس کے سینے سے آزاد ہوئی۔

اپنے اسلحہ کے ساتھ الٹرا گس بھی گیا۔

اب کیا ہوگا... تھریسیا سے مقابلے کے لئے کم از کم اس کی سطح کا کوئی اسلحہ تو ہونا چاہیے۔

جھونپڑوں کے قریب گشت کرنے والے کو مار کر اس نے الٹرا گس حاصل کیا تھا اور مطمئن تھا کہ اگر ان لوگوں سے دوبارہ مڈبھیڑ ہوئی تو وہ کام آئے گا۔

کاش وہ تھریسیا کی آواز پر اپنے ساتھیوں کو جھونپڑے سے باہر نکال لاتا.... ممکن تھا کہ اس صورت میں اس بے دست و پائی سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔

وہ تن بہ تقدیر ہو کر دوبارہ بیٹھ گیا! کمرہ ایئر کنڈیشنڈ تھا اور اس میں آسائش کی ہر چیز موجود تھی . . . !

وہ محترمہ سیبا کی دھمکی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس نے کہا تھا کہ اب انہیں زبردستی زیرو لینڈ کا شہری یا دوسرے لفظوں میں قیدی بنایا جائے گا۔ تاکہ پھر روز روز کا جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

عمران نے پھر ایک طویل سانس لی اور دوبارہ اٹھ بیٹھا۔ بائیں جانب پر ایک فون رکھا نظر آیا . . . . اس میں ڈائیل کی جگہ شیشے کی ایک چرخی لگی ہوئی تھی۔ اس کے نیچے ایک پش بٹن تھا . . . . . . عمران نے محض دیکھنے کے لئے ریسیور اٹھا کر بٹن دبایا۔ شیشے کی چرخی تیزی سے گردش کرنے لگی! اور اس پر ایک تصویر ابھر آئی — ایک لڑکی کی تصویر جس کے ہاتھ میں فون کا ریسیور تھا اور ماؤتھ پیس میں کچھ کہہ رہی تھی۔

عمران نے ریسیور کان سے لگایا۔

غالباً وہی لڑکی "ہیلو ہیلو" کہہ رہی تھی۔

"میں ہوش میں آگیا ہوں۔" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بہت بہتر ہے جناب! ہولڈ آن کیجئے!" لڑکی کی آواز آئی — چرخی پر اس کی تصویر دھندلی ہو کر غائب ہو گئی! پھر اسی جگہ دوسری تصویر ابھری — محترمہ سیبا کی تصویر وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔

"ہلو تو — تمہیں ہوش آگیا۔" محترمہ سیبا کی آواز آئی

"کیا پھر بے ہوش ہو جاؤں!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "تمہیں

اگر میری بے ہوشی ناگوارِ خاطر ہو تو اب کے میں خود ہی کوشش کروں!"

"عمران سنجیدگی اختیار کرو — میں آخری بار تم سے کہتی ہوں کہ میرے ہو جاؤ۔"

"پانچ سو بیچلر ہیں جو مجھ سے پیار کرتی ہیں — اور میں سخت قسم کی کش مکش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔"

"کیسی کش مکش!"

"ان میں سے کسی کا بھی دل نہیں توڑنا چاہتا . . . . تم ایسا کرو کہ ایک پیپر چھپواؤ۔ میرے لئے یا پھر میرے سات سوال ہیں . . . . . جو عورت یہ پرچہ حل کرے گی اسی کا ہو جاؤں گا۔"

"عمران —!"

"سوال نمبر ایک . . . دھونس جما کر زبردستی عشق کرنے والی عورت کو لاطینی زبان میں کیا کہتے ہیں!"

"سوال نمبر دو . . بچے کم خوش حال گھرانہ کس نبی کا قول ہے؟"

"سوال نمبر تین . . . . اگر دس بچوں کا باپ دوسری شادی کرنا چاہے تو تیسری کے امکانات کس طرح پیدا ہو سکتے ہیں؟"

"عمران —!" محترمہ سیبا کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نظر آئے!

"سوال نمبر چار . . خدا نے عورت کیوں پیدا کی . . . . مرد ہی میں کوئی ایسا سسٹم کیوں نہیں رکھ دیا کہ اسے کسی سے عشق نہ کرنا پڑتا۔"

"سوال نمبر پانچ . . . !"

"عمران اگر تم نے بکواس بند نہ کی تو —!"

"بند ہو گئی — ابھی سے — میں سچ کہتا ہوں . . . . اگر کسی

اگر تم نے ساتوں سوال حل کر دیئے تو بلا شرکت غیرے میری مِلک بن جائے گی۔!"

"اچھی بات ہے تو اب زندگی بھر نوکریاں ڈھونے کے لئے تیار ہو جاؤ تمہارے ساتھی مزدوری پر لگا دیئے گئے ہیں!"

"تم مجھے بھی چلتا کرو.... جلدی سے.... بیکار پڑے پڑے اعصاب شکنی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔" مسٹر لیپالے قہر آلود لہجے میں کہا اور اس کی تصویر چوکھٹے پر سے غائب ہو گئی۔

عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا — دبا ہوا بٹن پھر نکل آیا۔ اور چرخی رک گئی۔

پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بھاری بھر کم آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا چابک تھا۔

عمران اسے پہلی ہی نظر میں پہچان گیا — یہ گاوید تھا اور اسے کسی شکاری کتے کی سی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

"اٹھو —!" وہ چابک پھٹکار کر دہاڑا۔

"اٹھ گیا —!" عمران نے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باہر چلو —!"

عمران جوتا پہننے لگا۔

"نہیں — ننگے پیر چلو —!"

"مس بانڈیکی نے اس حال میں دیکھ لیا تو اپنی تربیت پر آٹھ آٹھ آنسو روئیں گی —!" عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

گاوید اسے راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ اس نے کہا "اگر مادام کو منظور ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتا!"

"بہت بہت شکریہ مادام کا...." عمران نے کہا اور دروازے سے نکل گیا۔!

اب وہ ایک بہت بڑے ہال میں تھا۔ جہاں متعدد آدمی مختلف قسم کی مشینوں پر جھکے ہوئے اس طرح اپنے کام میں مستغرق تھے کہ انہوں نے سر اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔

"چلتے رہو —!" گاوید عقب سے غرایا۔

عمران کا اندازہ تھا کہ ہال کے ادھر ادھر بھی کمرے ہوں گے۔ ہال سے گزر کر وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ اس راہداری کی طوالت کم از کم ایک فرلانگ ضرور رہی ہوگی۔ اس میں دونوں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دروازے تھے۔

راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جس سے گزر کر وہ ایسی جگہ پہنچے جس کی تعمیر میں آدمی کا ہاتھ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ایک قدرتی غار کا دہانہ معلوم ہوتا تھا جس پر باہر سے ایک جھکی ہوئی چٹان سایہ کئے تھی! غار کے دہانے سے نکل کر وہ کھلے میں آگئے! چمکیلی دھوپ چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی! چاروں طرف نظر آنے والے پہاڑ سبزے سے ڈھکے ہوئے نظر آئے۔

اس وادی میں بے شمار آدمی مزدوری کرتے دکھائی دیئے۔ چٹانیں توڑی جا رہی تھیں اور پتھروں کے مختلف سائز کے ٹکڑے کاٹے جا رہے تھے! اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا تھا۔

"میرے ساتھی کہاں ہیں ؟" عمران نے گاودیا سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا ۔" گاودیا نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"مجھے کیا کرنا پڑے گا ؟"

گاودیا نے ایک ٹوکری اس کے حوالے کر کے کہا۔ "روٹیوں کے اس ڈھیر کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے !"

یہ ایک بہت بڑا ڈھیر تھا جس کے پیچھے سے پتھر توڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لیکن توڑنے والے دکھائی نہیں دیتے تھے۔

گاودیا وہاں سے دوسری طرف چلا گیا اور عمران گھوم کر اس طرف پہنچا جدھر سے پتھر توڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

کئی عورتیں ہتھوڑوں سے پتھر توڑتی نظر آئیں۔ جن میں جولیا اور تھریسیا بھی تھیں۔

دونوں ہی عمران کو دیکھ کر اس کی طرف جھپٹیں۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے ۔" دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

"ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا ۔۔۔ عجلت میں پتھر توڑتے جاؤ ۔۔۔ تم دونوں ۔ !"

"اور لوگ کہاں ہیں ؟" جولیا نے پوچھا۔

"کچھ پتہ نہیں ۔ ۔ اپنا کام کرو ۔ ۔ !" عمران نے کہا اور جھک کر ٹوکری میں روٹیاں بھرنے لگا۔

اسی طرح شام ہو گئی ۔ اور کام روک دیا گیا۔ ایک طویل قامت بدیسی عورت ہاتھ میں کپڑے کا چابک لئے ہوئے آئی اور ساری عورتوں کو ایک طرف ہانک لے گئی ۔ !

گاودیا عمران کے قریب کھڑا تھا۔

وہ اس کو اسی غار کے دہانے کی طرف لے چلا جہاں سے لایا تھا۔

دہانے سے وہ راہداری میں داخل ہوئے اور تھوڑی ہی دور چل کر ایک جانب کے دروازے پر گاودیا رک گیا۔ عمران کو بھی رکـــــ جانا پڑا ۔ !

گاودیا نے دروازہ کھول کر عمران سے اندر جانے کو کہا۔

"لیکن میں تو وہاں تھا ۔ !" عمران بولا۔

"اب یہاں رہو گے ۔ ۔ !" گاودیا غرایا۔

عمران اندر چلا گیا ۔ اور دروازہ اس کی پشت پر بند ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا لیکن یہاں تعیش کا وہ سامان نظر نہ آیا ، جو اس سے پہلے والے کمرے میں تھا۔ ۔ ۔ ۔ یہاں ایک طرف فرش پر ایک کمبل پڑا ہوا تھا ۔ ۔ اور چھوٹی سی تپائی پر پانی کا گلاس اور جگ رکھے ہوئے تھے۔

دیوار پر ایک جگہ واش بیسن لگا ہوا تھا ۔ ۔ ۔ اور بس ۔ ۔ بائیں جانب کی دیوار پر ایک کھڑکی سی نظر آئی جو بند تھی ۔ ۔ ۔ قریب پہنچ کر عمران نے اس کا بولٹ گرایا اور وہ کھل گئی ؛ یہ کھڑکی سلاخوں دار تھی ۔ دوسری طرف کے کمرے میں کوئی سر جھکائے فرش پر بیٹھا تھا ۔ ! کھڑکی کھلنے کی آواز پر اس طرف متوجہ ہو گیا۔

"اوہ ۔۔۔ ولیم ہاکنز ۔۔ !" عمران کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

"کون ہے ۔۔۔ بھائی ۔ ۔ !" ہاکنز نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اس کے لہجے میں بلا کا درد تھا ۔ خاکساری تھی !

"میں ادھر کھڑکی پر ہوں۔!"

ہاپکنز اٹھ کر ٹٹولتا ہوا کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"ہاں — ادھر — آؤ ٹھیک . . آواز کی سمت چلے آؤ . . بس ٹھیک"

"تم کون ہو —!" وہ قریب آ کر بولا

"ایک قیدی —!" عمران نے جواب دیا — "اب وہ پاگل ہو گئی ہے —!"

"ہاں — سچ مچ وہ پاگل ہو گئی ہے — سب کو تباہ کرا دے گی۔ تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔"

"گوڈزین —!" عمران بولا۔ میں نے تمہیں ہمیشہ دور سے دیکھا ہے تم مجھ سے واقف نہیں ہو۔ میں برازیل میں تھا۔"

"کس خطا پر پکڑے گئے ہو —!"

"ایک مسئلے پر مشورہ دیا تھا . . . لیکن وہ تو الفانسے کی موت کے بعد سے پوری ڈکٹیٹر بن گئی ہے!"

"میں تمہیں ایک بات بتاؤں —!" ہاپکنز آہستہ سے بولا۔ "اسے تحریک سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ وہ ساری دنیا پر اپنے ذاتی اقتدار کے خواب دیکھ رہی ہے۔"

"یہ بڑی عجیب بات ہے!"

"اور سنو —!" اس نے مجھے نیچا دکھانے کے لئے الفانسے کے قاتل سے ساز باز کی — اگر اس قاتل کی مکاری مجھے اندھا نہ کر دیتی تو بتاتا ان دونوں کو —!"

"واقعی پاگل ہو گئی ہے۔ کتیا۔ تم کب سے یہاں ہو!"

"زیادہ دن نہیں ہوئے — وہ بڑی اذیت پسند ہے — میری بے بسی پر قہقہے لگانے کے لئے اس نے مجھے زندہ رکھا ہے۔ لیکن میں —!"

وہ خاموش ہو کر مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملنے لگا۔!

"کیا بات ہے . . . مجھے بتاؤ — جی ہلکا ہوتا ہے اس سے!" عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی نہیں — کچھ نہیں . . . تم سے کیا کام لیا جا رہا ہے؟"

"آج سارا دن مٹکیاں ڈھوتا رہا۔؟"

"مجھے دیکھو میں اپنی بینائی کھو چکا ہوں . . . . . لیکن وہ مجھ سے جسمانی مشقت لیتی ہے . . . . . جب ٹھوکریں کھا کھا کر گرتا ہوں تو قہقہے لگاتی ہے —!"

"تم نے اپنی بینائی کیسے کھوئی تھی؟"

ہاپکنز اپنی کہانی سنانے لگا کہ کس طرح وہ عمران کے ساتھ آئی تھی اور اس نے اپنی چالاکی سے اسے اندھا کر دیا تھا۔

"بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے!" عمران طویل سانس لے کر بولا "پھر کیا ہوا —!"

"میں نہیں جانتا کہ پھر خود اس آدمی کا کیا حشر ہوا۔ مگر تھریسیا نے پتا نکال لینے کے بعد اسے بھی زندہ نہ چھوڑا ہوگا۔"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا کیا حشر ہوگا۔!"

"گوڈزین — صبر سے کام لو — میں بھی بہت زیادہ گرم دماغ کا آدمی تھا — لیکن بصارت کے ساتھ ہی وہ گرمی بھی جاتی رہی — دماغ

ٹھنڈا رکھو ۔۔۔ یہ خود تم سے کہا جا سکتا ہے۔"

"یہی کہ میں اس کے دماغ سے سوچوں۔ لیکن یہ کیونکر ممکن ہے؟"

"اس کے دماغ سے سوچنے کی اداکاری تو کر ہی سکتے ہو۔۔۔! یہی کرتے رہو تاوقتیکہ اس پر قابو نہ پالو۔۔!"

"تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہوں۔ حتیٰ کہ میرا پنجہ اس کی گردن تک پہنچ جائے۔۔!"

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا۔۔۔!" ولیم ہاکنز نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اچھی بات ہے۔۔!" میں دیکھوں گا کہ اب کیا کر سکتا ہوں!"

ولیم ہاکنز پھر اسی طرف مڑ گیا۔ جدھر سے اٹھ کر آیا تھا اور عمران نے کھڑکی بند کر دی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آخر اسے ولیم ہاکنز کے قریب رکھے جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔۔۔ کیا سامنے کمروں کے درمیان ایسی ہی کھڑکیاں ہوں گی۔۔!"

لیکن ہاکنز کے کمرے کی دوسری طرف کی دیوار میں تو ایسی کوئی کھڑکی نہیں تھی۔۔! حالانکہ راہداری کی بناوٹ کے انداز سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ دونوں طرف کمروں کی قطاریں ہوں گی۔

کیا تھریسیا اس کے توسط سے ہاکنز سے کوئی اہم بات اگلوانا چاہتی ہے۔۔!

یہ نیا سوال مستقل طور پر اس کے ذہن میں چبھتا رہا۔

*

غرض بہت مطمئن تھا۔ خوشی اس بات کی تھی کہ اس سے اس کا ہینڈ بیگ نہیں چھینا گیا تھا۔

لیکن اسے دوسروں کے متعلق تشویش تھی کہ وہ کہاں گئے۔۔۔ وہ خود ایک کارخانے میں لگایا گیا تھا جہاں شیشے کی نلکیاں ڈھالی جاتی تھیں۔

دن بھر وہ مشین پر کام کرتا اور سر شام ہینڈ بیگ سنبھال کر کسی سرسبز ٹکڑے پر جا بیٹھتا۔

لیکن تین دن گزر جانے کے بعد بھی وہ کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا تھا۔

عجیب لوگ تھے۔۔! سر جھکائے ہوئے آتے دن بھر کام کرتے اور پہلے ہی کے انداز میں سر جھکائے ہوئے واپس چلے جاتے۔

ان میں لڑکیاں بھی تھیں۔۔۔ لیکن اتنی خشک اور مودب جیسے خدا کی حمد ہی میں ان کی ہستی ہوئی ہو۔۔۔ نہ شرمانا نہ مسکرانا۔ نہ کسی کی طرف متوجہ ہونا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بھی کسی خاص قسم کی مشین میں ڈھالی گئی ہوں۔۔!

ہینڈ بیگ بجاتے وقت وہ اسی ٹیلے پر تنہا ہوتا کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا اس کی طرف۔

تھک ہار کر وہ بھی اس غار کے دہانے کی طرف چل پڑا جس کے اندر وہ ٹرنک وہ دوبارہ کمرے بنانے لگے تھے۔

عجیب بات تھی ——— باہر چلنے پھرنے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن وہ کوئی علامت گلے میں پہن جاتے تھے۔ زیرِ زمین تعمیرات کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ جس کارخانے میں ظفر کام کرتا تھا وہ بھی زیرِ زمین ہی تھا۔ ظفر کا اندازہ تھا کہ یہاں ایسے ہی متعدد کارخانے ہوں گے۔ کیونکہ جس قسم کی ٹکیاں اس کے کارخانے میں ڈھالی جاتی تھیں اپنی اس حیثیت سے بیکار سی چیز تھیں ——— انہیں یقینی طور پر کسی دوسرے پرزے سے جوڑا جاتا ہوگا۔

اس نے اس سلسلے میں بہت کچھ سوچا تھا۔ لیکن زیادہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔ بس کارخانے جاتا۔ شام کو کچھ دیر اس ٹیکرے پر بیٹھ کر مینڈولین بجاتا اور پھر قیام گاہ کی طرف لوٹ جاتا۔

اس نے دوسرے کارخانوں کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ——— !

جب وہ یہاں تک پہنچنے کے سلسلے میں پیش آنے والے واقعات پر نظر کرتا تو مزید کچھ اور جاننے کی خواہش دم توڑ دیتی ——— کہیں اسے جاننے میں قدم غلط اٹھ جائے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ کر کسی نئی تبدیلی کے منتظر رہنا...!

عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہی وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا اور جب دوبارہ آنکھ کھلی تھی تو خود کو اسی کمرے میں پایا تھا جس میں اب بھی اس کا قیام تھا!

اور ایک آدمی نے تقریباً ڈھائی گھنٹے تک اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

کہ اس کو کس قسم کی خدمات انجام دینی ہیں۔ ظفر نے اس سے اپنے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرنا چاہا تھا۔

"نہیں جناب!" اس نے بڑی شائستگی سے کہا تھا۔ "میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ نئے آنے والوں کو ٹریننگ دوں لہٰذا آپ اس قسم کے سوالات کر کے میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجئے...!"

ظفر خاموش ہو گیا تھا اور وہ خاموشی اب تک برقرار تھی ——— ! لیکن ایسا بھی کیا ——— اس نے سوچا آج اپنے کسی پڑوسی سے ضرور گفتگو کرے گا — !

ٹیکرے سے اتر کر سیدھا غار کے دہانے کی طرف آیا...... اور اس سے گزر کر اپنے کمرے میں پہنچا ——— ہیٹر پر چائے بنائی...... اور سوچنے لگا کیوں نہ برابر والے پڑوسی کو بھی اس چائے میں شریک کرے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ دونوں بازوؤں والے کمروں میں کون رہتا ہے۔ پھر بھی ایک دروازے پر دستک دے ہی بیٹھا۔

دستک کے جواب میں دروازہ کھولنے والی ایک سفید فام لڑکی تھی ——— وہ دروازہ کھولے بت کی طرح کھڑی رہی۔ البتہ اس کی آنکھوں سے حیرت صریحاً جھلک رہی تھی۔

بڑی خوب صورت لڑکی تھی ——— عمر اندازاً انیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی ——— چہرے پر میک اپ نہ ہونے کے باوجود بھی وہ ظفر کو بہت اچھی لگی۔

"کیا آپ میرے ساتھ چائے پینا پسند کریں گی؟" ظفر نے پوچھا۔

"کیا چائے بھی کسی کے ساتھ پی جاتی ہے؟" لڑکی نے بہت ہی اکھڑ قسم کے

لہجے میں سوال کیا۔

"آپ کبھی ساتھ بھی پیتے ہیں؟"

"میں نے آج تک نہیں دیکھا ۔۔۔ عقل میں آنے والی بات ہی نہیں!" لڑکی کے لہجے کا اکھڑپن بدستور قائم تھا۔

"کیوں ۔۔۔ عقل میں آنے والی بات کیوں نہیں ۔۔۔!" ظفر نے مسکرا کر پوچھا۔

"پھر تم اس طرح منہ کیوں بنا رہے ہو؟"

"میں مسکرا رہا ہوں ۔۔۔ محترمہ ۔۔۔ منہ نہیں بنا رہا ۔۔۔!" ظفر نے کسی قدر جھینپ کر کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہی ہے مسکرانا ۔۔۔!" لڑکی برا سا منہ بنا کر بولی۔ "میں نے کہیں یہ لفظ سنا تھا۔"

"چائے کا کیا رہی؟"

"یہ ناممکن ہے ۔۔۔ فضول باتیں نہ کرو۔۔۔!"

"کیوں ناممکن ہے؟" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایک پیالی میں ہم کس طرح چائے پی سکیں گے۔ ایسا کرتے وقت ہمارے سر ٹکرائیں گے اور کسی بہت بڑے طشت میں چائے پینے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

ظفر ہنس پڑا... اور وہ چونک کر پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔ "یہ کس قسم کی آواز نکالی تم نے۔۔۔!"

"کمال کرتی ہیں آپ بھی ۔۔۔ ارے میں ہنسا تھا۔۔۔!"

"ہنسنا کہتے ہیں اس کو۔۔۔!" لڑکی حیرت زدہ ہو کر بولی۔ "شاید یہ

لفظ بھی پہلے سن چکی ہوں۔۔۔!"

"کیا آپ مجھے احمق سمجھتی ہیں؟" ظفر نے کسی قدر تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔!" لڑکی بوکھلا گئی۔

"تو پھر ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟"

"تمہاری ہی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟" ظفر نے بے بسی سے کہا۔

"میں کیا بتا سکتی ہوں۔۔۔!" لڑکی نے کہا اور پیچھے ہٹ کر دروازہ بند کر لیا۔

ظفر کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اس کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خود اس کے دم نکل آئی ہو۔۔۔ اور اسے ہر حال میں دوسروں سے چھپانا چاہیے۔۔۔!

بڑی تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور اس کا دروازہ بند کر کے اس طرح مطمئن نظر آنے لگا جیسے بھیڑیوں کا کوئی جھنڈ اس کا تعاقب کر رہا ہو۔۔۔!

دروازہ بولٹ کر دینے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک دروازے کے قریب ہی کھڑا رہا۔

اس لڑکی میں اس نے کوئی بہت ہی عجیب بات محسوس کی تھی۔ لیکن اس احساس کو معنی نہ پہنا سکا۔۔۔ اور اسی نامعلوم احساس سے اسے یہ سمجھ لینے سے باز رکھا کہ لڑکی اس کو بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

چائے دوبارہ گرم کرنی پڑی۔۔۔ چائے پی کر وہ پھر کمرے سے نکل آیا۔ سوچ رہا تھا کہ پھر کھلی ہوا میں جائے۔۔۔ بخار، بیماری کے مرے کی

طرف چلتا رہا۔

لیکن اس وقت وہ دروازہ بند ملا جو عمارت کے داخلے کی جانب کھلتا تھا۔!

بہت کوشش کی کہ دروازہ کسی طرح کھل جائے مگر ممکن نہ ہوا۔ تھک ہار کر پھر اپنے کمرے کی طرف پلٹ آیا۔ . .

وہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح عمران تک رسائی ہو جائے پتہ نہیں وہ کہاں ہوگا۔ اس کے ساتھیوں میں سے بھی کہیں کوئی دکھائی نہ دیا۔

ظفر پر افسردگی سی طاری ہو گئی تھی! وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتا ہوا اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ بائیں جانب والا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی برآمد ہوا۔

"تم کون ہو۔۔۔؟" وہ خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹتا ہوا بولا

"میں آدمی ہوں۔۔۔! آپ گھبرائیں نہیں!" ظفر مسکرایا

"نہیں تو۔۔ میں گھبرایا تو نہیں۔۔۔!" اس نے کہا اور بڑی تیزی سے پلٹ کر اپنے کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر لیا۔

"کیا مصیبت ہے!" ظفر بڑبڑایا۔۔۔ "کوئی بات کرنے پر بھی تیار نہیں۔۔۔!"

دفعتاً کہیں سے آواز آئی۔ "وقت ضائع نہ کرو۔ کچھ دنوں کے بعد تم بھی ایسے ہی مر جاؤ گے!"

ظفر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ یہ آواز تو وہی تھی۔ بالکل وہی جو اس گھاٹی میں سنائی دی تھی اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

"میں ویسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایک ذہین ہوں!" وہ تن کر بولا۔

"سینڈولین بہت اچھا بجاتے ہو۔ کیا میں تمہیں اپنے پاس بلا لوں؟" آواز آئی۔

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔!" ظفر چہک کر بولا۔ "کوئی تو ہو جس سے باتیں کی جا سکیں۔"

"اچھی بات ہے۔ انتظار کرو۔!"

ظفر نے طویل سانس لی اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

*

کھڑکی پر ڈاکنز اور عمران کی سرگوشیاں جاری تھیں۔ عمران بہت زیادہ احتیاط سے کام لے رہا تھا اس نے دھاتی کو موڑ کر ایک پائپ سا تیار کیا تھا جو کان کو ڈھک لیتا تھا۔ وہ اس کے ایک سرے کو ڈاکنز کے کان سے لگا دیتا اور دوسرے سرے کو اپنے منہ کے قریب لا کر سرگوشیاں کرتا۔ اس طرح ہلکی سی آواز بھی بیرونی فضا میں نہ پھیلتی۔ یا اس نے اس خدشے کے تحت کیا تھا کہ کہیں ان کمروں میں ڈکٹا فون نہ پوشیدہ ہوں اور ہو سکتا ہے اُسے ڈاکنز کے قریب اسی لئے رکھا گیا ہو کہ شرلیپیا ڈاکنز سے کچھ اگلوانا چاہتی ہو۔ اس نے سوچا ہوگا کہ عمران اپنی رہائی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا ہو سکتا ہے ڈاکنز سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکنز جوش انتقام میں اس کو وہ سب کچھ بتا دے۔۔۔ جو شرلیپیا

اس سے نہیں معلوم کر سکتی تھی اور عمران کا یہ خیال قطعی درست ثابت ہوا۔

اس وقت ہاگمنز اس کے کان میں کہہ رہا تھا۔ "گراؤین تم بہت ذہین ہو میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ تمہیں اپنا نائب بناؤں۔ ۔"

"ٹھیک۔ ہے! تمہارا تجربہ اور میرا جوان جسم بہت کچھ کر سکتا ہے مگر یہ دوسروں کو بھی تنظیم سے بددل کر رہی ہے!؟"

"اچھا تو سنو۔ میرے تین آدمی ابھی تک میرے قبضے میں ہیں۔ انہیں حالات کا علم نہ ہوگا اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ میں کس حال میں ہوں تو وہ پورے شوگر بینک کو تباہ کر کے رکھ دیں۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ مجھے بتاؤ۔ !"

"مگر تم انہیں کیا دو گے۔ ۔ ۔ ۔ وہ میرا آخری حربہ ہے۔ اگر ناکام ہوا تو مجھے اپنے ہی ہاتھوں گلا گھونٹ لینا پڑے گا۔"

"میں بڑی خود اعتمادی کے ساتھ اس کام کا بیڑا اٹھا سکتا ہوں۔"

"کیا تم اس علاقے کے بارے میں کچھ زیادہ واقفیت رکھتے ہو۔ !"

"بالکل نہیں۔ !"

"پھر کیسے کام چلے گا؟"

"میں گرد و پیش سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ !" ہاگمنز نے ٹھنڈی سانس لی۔

"اب ہمیں کچھ بلند آواز میں بھی گفتگو کرنی چاہیئے۔" عمران بولا۔

"تم ذہین تو معلوم ہوتے ہو۔ ۔ ۔ ۔ جی چاہتا ہے اعتماد کر لوں تم پر۔ !"

اس کے بعد وہ بلند آواز میں اپنا دکھڑا لے بیٹھے تھے۔

پھر کھڑکی بند کر دی گئی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر ہاگمنز نے کوئی نشاندہی کر بھی دی تو وہ اس انجان علاقے میں کیا کرے گا۔

دن بھر روڑیاں ڈھونے سے فرصت نہیں ملتی تھی اور گاوید خاص طور پر اس کی نگرانی کرتا رہتا تھا۔

رات گزار کر حسب معمول ناشتے کے بعد پھر کمرے سے نکال دیا گیا۔ ۔ ۔ اس کا کمرہ باہر سے مقفل کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد پھر نکلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

گاوید کا رویہ شاید تبدیل ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کے چہرے پر پائے جانے والے کرب کے آثار مختلف قسم کی تازگی میں تبدیل ہو گئے تھے۔

اس وقت وہ ہاتھ میں چمڑے کا چابک پکڑے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ !

مین دروازہ عمارت سے نکل کر وہ پھر اس جگہ آ پہنچے جہاں کام ہو رہا تھا۔ روڑیوں کے ڈھیر کے پاس عورتیں پتھر توڑ رہی تھیں! لیکن آج ان میں جولیا نہیں صرف شیلا نظر آئی۔

عمران اس کے بارے میں پوچھ ہی رہا تھا کہ گاوید غراتا ہوا چڑھ دوڑا۔

"تم اپنا کام کرو۔ !"

"میں صرف اپنے ساتھیوں کی خیریت دریافت کرنا چاہتا ہوں!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے کام کرو۔ !" وہ غراتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا اور عمران پھر شیلا کی طرف متوجہ ہو گیا! شیلا کانپتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

"ہم دونوں ایک ہی کمرے میں رہتے تھے آج صبح وہ کمرے سے ہی مفقود

نہیں تھی۔

گاویدا اس بار گھونسہ تان کر پلٹا تھا۔ عمران اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور وہ اپنے ہی زور میں کئی قدم تک آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ پھر مڑا تو چابک کے بل اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔

اس نے عمران پر چابک سے وار کیا لیکن اسے بھی خالی دے کر عمران نے اسے آگاہ کیا کہ اگر اب اس نے حملہ کیا تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

اس پر گاویدا بری طرح بپھر گیا۔ چابک پھینک کر عمران پر چھلانگ لگائی عمران اس کے لیے پہلے ہی تیار تھا۔ ایک طرف ہٹ کر اس کی پشت پر دو ہتڑ جو رسید کیا تو وہ منہ کے بل نیچے چلا آیا۔

پھر عمران نے اسے اٹھنے کی مہلت نہ دی! دونوں گھٹنے اس کی پشت پر ٹیک کر بائیں سے اس کی کھوپڑی زمین پر رگڑ ڈالی۔

اُسے اس کی قوت کا اندازہ تھا۔ اس لیے عمران نے پوری طرح چوکس ہو کر اس پر جوابی حملہ کیا تھا۔ اس کی جگہ اگر اور کوئی ہوتا تو گاویدا کبھی کا ادھ مرا ہوا ہوتا۔ اب بھی یہ عالم تھا کہ اسے زمین سے لگائے رکھنے کے لئے عمران کو پوری قوت صرف کرنی پڑ رہی تھی خدشہ تھا کہیں سے اس کا کوئی مددگار نہ پہنچ جائے لہذا وہ اسے نپٹانے میں جلدی کرنا چاہتا تھا۔!

گاویدا کی گردن پر اس کا دباؤ بڑھتا رہا۔ . . . . اور وہ جان سے مار دینے کا نہیں تھا — لیکن وہ اس احتیاط میں زیادہ وقت بھی صرف نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جلد ہی اس نے محسوس کیا ہوگا کہ گاویدا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑنے لگے وہ اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔ پھر تیزی سے جھکا اور اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔

اس کی جیب سے ایک وزنی پرس برآمد ہوا۔ اور پھر —! عورتیں دور کھڑی خوف زدہ نظروں سے عمران کو دیکھے جا رہی تھیں۔ صرف شہلا کے ہرے پر بشاشت تھی اور اس کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ تب ایک عورت عمران کے قریب آ کر خوف زدہ لہجے میں جلدی جلدی کہنے لگی — "بھاگ جاؤ — ورنہ "بھاگ جاؤ —— ورنہ وہ تمہارا بیڑہ ملیتہ ک کر دیں گے۔ بھاگو —!"

عمران نے اس کی بات تو سن لی تھی لیکن اس کے انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے مشورے پر عمل بھی کرے گا۔ آس پاس ان عورتوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

عمران نے گاویدا کی لاش اپنی پشت پر اٹھائی اور ایک جانب چلنے لگا — وہ جلد از جلد اُسے کہیں چھپا دینا چاہتا تھا۔ آخر ایک چھوٹا سا گڑھا مل گیا — اس نے گاویدا کو اس میں دھکیل کر اُسے چھوٹے بڑے پتھروں سے پاٹ دیا۔

پھر اس کی جانب سے برآمد ہونے والے پرس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس میں پانچ پاؤنڈ اور ایک الکٹروگس کے علاوہ سرخ رنگ کی تین چار سوئیاں بھی تھیں۔

اس نے سوچا پھر محنت ٹھکانے لگی — ایک الکٹروگس پہلے ہاتھ آیا تھا وہ پھر شیبا ہی کے ہاتھ لگا لہذا اب یہ —! لیکن دونوں کے لیے عمران کو دو مدگیں سے کھیلنا پڑا تھا۔

وہ پرس کو جیب میں ڈالتا ہوا چٹان کی اوٹ سے نکلا اور روڑیوں کے ڈھیر کی طرف چل پڑا ۔۔۔ تھیلما کے علاوہ اور ساری عورتیں پھر پہلے ہی کی طرح پتھر توڑنے میں مصروف ہو گئی تھیں۔ تھیلما شاید ان کے انتظار میں کھڑی تھی۔

"کام کرو ۔۔۔ کام میں لگی رہو ۔۔۔!" عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا۔

"مگر اب کیا ہوگا ۔۔۔؟"

"کام کرو ۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں ۔۔۔!" عمران نے کہا اور ٹوکری میں روڑیاں بھرنے لگا۔

تھوڑی سی دیر بعد ایسا معلوم ہونے لگا جیسے یہاں کبھی کوئی غیر معمولی حادثہ ہوا ہی نہ ہو۔

وہ دن بھر کام کرتے رہے اور چھٹی کے وقت جب تھیلما عمران کی طرف بڑھی تو وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "نہیں ادھر نہیں! جہاں اب تک جاتی رہی ہو وہیں جاؤ ۔۔۔ ان عورتوں کو سمجھانے کی کوشش کرو کہ ان کی رہائی کے دن قریب ہیں۔ بس وہ اپنی زبانیں بند رکھیں۔ اس واقعے کا علم ان کے علاوہ اور کسی کو نہ ہونے پائے ورنہ رہائی ناممکن ہو گی۔"

پھر وہ اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔

پانچ کنجیوں میں سے ایک اس کے کمرے کے دروازے میں لگ گئی اور وہ بہ آہستگی اندر داخل ہو گیا۔

سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ انفرا ڈگس کو اپنے لانگ بوٹ میں رکھ کر اسے دوبارہ پہن لیا۔ ہر چند کہ وہ اس کے تلوے میں چبھ رہا تھا۔ لیکن اس کی دانست میں، اسے چھپا کر رکھنے کے لئے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں تھی۔

یہ لانگ بوٹ اس کے لئے بعد میں فراہم کئے گئے تھے ورنہ پہلے دن تو گالوچا نے اُسے ننگے پیروں ہی چلایا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ بقیہ چار کنجیوں کا کیا ہوگا ۔۔۔! کہیں وہ چار کنجیاں ہی سنسنی پھیلانے کا باعث نہ بن جائیں۔

اس نے سوچا کیوں نہ اسی راہداری کے بقیہ دروازوں پر وہ کنجیاں آزمائی جائیں ۔۔۔!

تھوڑی دیر بعد اسے یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ اس راہداری میں جتنے بھی دروازے تھے انہیں پانچوں کنجیوں میں سے کسی نہ کسی سے کھولے جا سکتے تھے۔ لیکن اس نے فی الحال یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ دوسرے کمروں میں کیا ہے ۔۔۔!

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ ہاپکنز کی طرف کی کھڑکی کھول کر پھر اس سے سرگوشیاں کر رہا تھا۔ اس نے اپنے آج کے کارنامے کے متعلق بتایا!

"اوہ ۔۔۔!" ہاپکنز بولا۔ "اگر تم ایک عدد انفرا ڈگس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو تو یہ تمہاری خوش بختی ہے لیکن کیا تم اس کے استعمال سے واقف ہو ۔۔۔!"

"پوری طرح ۔۔۔!" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن افسوس، تم یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اگر اس عورت کو علم ہو گیا کہ اس کا ایک پہرہ دار تمہارے ہاتھوں مارا گیا ہے تو وہ تمہاری سزائے قید سزائے موت میں بدل دے گی ۔۔۔!"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہئے ۔۔۔!" عمران نے پوچھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مجھے سوچنے دو۔ کھڑکی بند کر دو!"

ایکسٹو کہتا ہوا مضطربانہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔!

عمران نے اس کی ہدایت کے مطابق کھڑکی بند کر دی۔

رات کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔

وہ تپائی کے قریب آیا اور کھانوں سے سرپوش ہٹا کر کرسی سامنے لا کر کھانا شروع کر دیا۔ آج تو دوپہر کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

دوپہر کو روزانہ گاویدا ہی کام پر ہی اس کے لئے کھانا مہیا کرتا تھا اور رات کا کھانا کمرے کی تپائی پر رکھا ہوا ملتا۔

کچھ عجیب سے شب و روز گزر رہے تھے۔ پتہ نہیں یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا تھا۔

کھانے کے بعد اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ ایسے اضطراب کا عالم آج تک اس پر نہیں گزرا تھا۔

بڑی عجیب پوزیشن تھی وہ آزاد بھی تھا اور قیدی بھی ——— ! قیدی یوں کہ اس جال سے نکل نہیں سکتا تھا۔ ! کس طرف جاتا —— ؟ کہاں سر ٹکراتا پھرتا —— اور پھر اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے بقیہ ساتھی کہاں ہوں گے —— یہ قطعی ناممکن تھا کہ وہ انہیں مزلیسیا کے رحم و کرم پر چھوڑ جاتا۔

دفعتاً کسی نے باہر سے دروازے پر دستک دی —— عمران دروازہ کھولنے کے لئے آگے بڑھا۔ پھر ٹھٹھک گیا —— عام حالات میں وہ کس طرح دروازہ کھول سکتا تھا جبکہ گاویدا اسے باہر سے مقفل کر دیا کرتا تھا!

"کون ہے؟" اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر جھنجھلائے انداز میں کہا۔

"دروازہ کھولو۔" باہر سے آواز آئی۔

"میں کس طرح کھول سکتا ہوں۔ پہرے دار تو اسے باہر سے مقفل کر جاتا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

پھر باہر سے کوئی آواز نہ آئی۔ عمران وہیں کھڑا رہا۔

تو اس کا یہ مطلب ہے کہ گاویدا کی تلاش شروع ہو چکی ہے عمران کو پتھر توڑنے والیاں یاد آگئیں۔ ان سے ضرور پوچھ گچھ کی گئی ہو گی —— ! ہو سکتا ہے ان پر تشدد بھی ہوا ہو —— اگر ان میں سے کسی نے اگل دیا ہو تو —— تو پھر اسے پوری طرح تیار رہنا چاہیئے ! —— مزلیسیا جانتی ہے کہ وہ الکٹروگس کے استعمال سے واقف ہے لہٰذا گاویدا کا الکٹروگس اب اس کے قبضے میں ہو گا —— اگر اس چیز کو ذہن میں رکھ کر اس نے کوئی کارروائی کی تو وہ اس کا سو فیصد احتیاطی محتاط اقدام ہو گا —— اب پھر اسے بھی پوری طرح تیار رہنا چاہیئے!

اس نے بڑی پھرتی سے لانگ بوٹ کے بند کھولے اور الکٹروگس کو ہاتھ میں لیا۔ یہی نہیں بلکہ دروازے کو بند کھولنے اور الکٹروگس نظر میں رکھتے ہوئے پوزیشن بھی لے لی۔

اس کا اندازہ غلط نہیں تھا تھوڑی ہی دیر بعد دروازہ کھلا اور پانچ آدمی جھپٹا مار کے کمرے میں گھستے چلے آئے عمران نے الکٹروگس کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ بجلی سی کڑک کے ساتھ ان سبھوں کے چیتھڑے اڑ گئے ان میں سے کوئی منہ سے آواز بھی نہیں نکال سکا تھا۔

پھر وہی پہلے کا سا سناٹا طاری ہو گیا۔ عمران ان لوگوں کے گوشت کے لوتھڑوں کو پھلانگتا ہوا تیزی سے راہداری میں آیا اور ہاکنز کے کمرے کا دروازہ کھولنے لگا۔

پھر اندر داخل ہو کر ہاکنز کے کان میں آہستہ سے بولا۔ "میں ہوں گوزڈین — جلدی چلو — میں نے پانچ آدمیوں کو انکڑوگس کا لقمہ بنا دیا ہے — اب نکل چلو — ورنہ ساری زندگی یہیں پڑے رہ جاؤ گے میں تمہیں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے چلوں گا۔ فکر نہ کرو آؤ۔"

اس نے ہاکنز کو اپنی پیٹھ پر لادا اور راہداری کے سرے کی طرف دوڑنے لگا۔ نکاسی کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ نکلا چلا گیا! غار کے دہانے سے برآمد ہوتے ہی وہ کھلی فضا میں پہنچ گئے۔

یہاں چاروں طرف اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ عمران نے روڑیوں کے ڈھیر ہی کی طرف چلنا شروع کیا کیونکہ وہی ایک راستہ اس کا جانا بوجھا تھا۔

*

وہ سب سوتے سے جگائے گئے تھے اور انہیں کہیں لے جایا جا رہا تھا۔ جولیا اور تھیلما کے علاوہ پہلی بار وہ سب ایک جگہ اکٹھے کئے گئے تھے اپنی زیرِ زمین پناہ گاہوں سے نکل کر وہ کھلی ہوئی تاریک — فضا میں

پہنچے — ان کے گرد دس آدمی چرخیوں والی بندوقیں لئے چل رہے تھے۔

سبھوں نے اندھیرے ہی میں ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا اور مضطربانہ نظروں میں دریافت حال کرنے لگے تھے۔ لیکن نگرانوں نے انہیں خاموش کر دیا تھا۔۔ دھمکی دی تھی کہ اگر کوئی بولا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔

وہ چلتے رہے۔۔۔۔ تھیلما جولیا کے ساتھ چل رہی تھی۔ اس کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کہیں اس سے عمران کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہو۔

جلد ہی انہیں ایک زمین دوز عمارت میں پہنچا دیا گیا۔ جو ان عمارتوں سے بالکل مختلف تھی جن میں وہ ابھی تک رہتے آئے تھے۔

یہاں سب کچھ بلور سے بنایا گیا تھا۔ شیشے کی دیواریں۔ شیشے کی چھتیں، اور شیشے ہی کے ستون۔

ہر طرف عجیب قسم کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس روشنی میں نہ گرمی کا احساس ہوتا تھا اور نہ سردی کا۔

تھریسیا ایک شہ نشین پر نظر آئی۔۔۔۔ اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ظفر اس کے سامنے کھڑا مینڈولین بجا رہا تھا۔

تھریسیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے ساز بند کر دینے کا اشارہ کیا اور ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔!

وہ اس وقت بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔ جولیا اور تھیلما اس کے سامنے بچھ کر رہ گئی تھیں۔

"تھیلما۔!" دفعتاً تھریسیا اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی "تم تھیلما

ہی ہونا۔۔؟"

"میں شیلا ہوں۔۔!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"گاویدا کو عمران نے کس طرح مارا تھا۔۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی۔۔! میں کچھ نہیں جانتی۔۔!"

"تم وہاں اکیلی نہیں تھیں۔۔ اور بھی عورتیں تھیں۔۔!"

"اور پھر جب تم۔۔!"

"ہاں۔۔ ہاں۔۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔۔!"

"کچھ بھی نہیں۔۔!"

"میں تم سب کو بہت بیدردی سے مار سکتی ہوں!"

"مادام۔۔ میری ایک گزارش ہے!" دفعتاً ظفر بولا۔

"کہو۔۔!" تھریسیا چونک کر اس کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"عمران کے قصور کی سزا ان بے چاروں کو نہ دیجئے! عام طور پر طاقت ور لوگ رحم دل بھی ہوتے ہیں۔ آپ بلاشبہ طاقت کا ستون ہیں!"

"تمہاری سفارش پر۔۔ میں انہیں معاف کر سکتی ہوں۔ تم بہت اچھے آرٹسٹ ہو۔۔!"

"شکریہ مادام۔۔!"

"تم جانتے ہو!" تھریسیا قیدیوں کو مخاطب کر کے بولی۔ "وہ میرے کئی آدمیوں کو قتل کر کے ایک قیدی کو اڑا کر لے گیا۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ اسے حیرت سے دیکھے جا رہے تھے۔!

"میں تم سے اس کا بدلہ لے سکتی ہوں۔۔۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گی۔

میں تم سے کام لوں گی۔۔ تم میرے لئے کام کرو گے۔۔۔۔ زندگی بھر۔۔ ظفر کوئی اچھا سا نغمہ۔۔!"

ظفر نے تاروں پر مضراب لگائی۔۔۔ ایک خوب صورت نغمہ فضا میں لہریں لینے لگا۔

تھریسیا کی آنکھوں سے سفاکی جھانک رہی تھی وہ جولیا کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے پتہ نہیں کیا سوچنے لگی تھی۔

دفعتاً اس نے ہاتھ اٹھا کر موسیقی رکوا دی اور جولیا سے بولی۔ "کیا خیال ہے تمہارا میں عمران کو مار ڈالوں گی۔"

"کک۔۔ کیا۔۔ وہ پھر پکڑا گیا۔۔!" جولیا بدحواس ہو کر بولی۔

"تو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ وہ میری مدد کے بغیر یہاں سے جا سکے گا!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے کچھ سوچتی رہی۔

"بہت طرح دے چکی ہوں۔۔ اس بار زندہ نہ چھوڑوں گی" تھریسیا کہتی رہی۔۔ "میں اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ ریوینڈا کا کوئی شہری اس طرح مار دیا جائے۔ اس نے کئی خون کئے ہیں۔۔!"

"کیا وہ دوبارہ پکڑا گیا ہے۔۔!" جولیا نے پھر مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"کیوں۔۔! تمہارے علاوہ اور کوئی بھی یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین نہیں۔۔ کیا بات ہے؟" تھریسیا کا لہجہ بے حد زہریلا ہو گیا تھا۔

"یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں!"

"اوہ۔۔! یقین کرو۔۔ میں اسے تمہارے سامنے ہی قتل کروں گی!"

تھریسیا نے قہقہہ لگایا۔

جو نا پلکیں جھپکائے لیزا سے گھورے جا رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس پر کسی قسم کی دیوانگی طاری ہونے والی ہو۔۔۔ دفعتاً وہ تیز قسم کی سرگوشی کے سے انداز میں بولی۔ "تم ایسا نہیں کر سکتیں۔ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔ تم اس سے محبت کرتی ہو۔ تم اس سے لم عشت۔۔۔ لگ۔۔۔ کر۔!"

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں۔ آخری الفاظ ہونٹوں میں بھینچ کر رہ گئے۔ اور وہ بیہوش ہو کر فرش پر گری۔

چاروں طرف سکوت طاری تھا۔ اور وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر بت بنے ہوئے تھے۔ کسی نے بھی اسے اٹھانے کی کوشش نہ کی۔

تھریسیا کے چہرے پر عجیب سی افسردگی طاری ہو گئی تھی۔

دفعتاً وہ کانپتی ہوئی سی آواز میں چیخی۔ "لے جاؤ انہیں۔۔۔۔۔ ہٹاؤ میرے سامنے سے۔!"

◆

"تم تھک گئے ہو گے۔۔۔ گرڈ ڈاین۔!" ہاکنز نے بڑے پیار سے کہا اور عمران کے گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کئے بغیر میں رک نہیں سکتا۔" عمران بولا۔

"تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک معلوم ہوتے۔۔۔ مجھ جیسے پہاڑ کو پیٹھ پر اٹھائے ہوئے اتنی بلندی پر مسلسل چلتے رہنا آدمی کے بس کی بات تو نہیں۔ سچ بتاؤ تم کون ہو۔؟"

"میں گرڈ ڈاین ہوں۔۔۔ لیکن باپ کا نام نہ بتا سکوں گا۔"

"میں اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔۔۔۔ ورنہ گفتگو کرنے میں تم تھکن محسوس کرنے لگو گے۔!"

مطلع صاف تھا۔۔۔ اندھیرا اتنا گہرا نہیں تھا کہ وہ اپنے پیروں کے قریب آنے والی دشواریوں کو نہ دیکھ سکتا!

جلد ہی اسے ہاکنز کو نیچے اتار دینا پڑا۔ کیونکہ اس کے سامنے ایک خطرناک قسم کی ڈھلان تھی۔

"کیوں۔ کیا بات ہے۔" ہاکنز نے پوچھا۔

"راستہ خطرناک ہے۔۔۔ میں پہلے اس کا اندازہ کر لوں۔ تم یہیں لیٹ جاؤ۔!"

"نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں بیٹھوں گا۔۔۔!"

"اس طرح دیکھ لئے جانے کا اندیشہ ہے۔!"

"دیکھ لئے جانے کا اندیشہ۔۔۔۔!" وہ زہر خند کے ساتھ بولا۔ "پتہ نہیں کیوں ابھی تک کوئی نے گار نہیں اٹھا۔۔۔ پوری وادی روشنیوں میں نہا جائے گی۔ اس کی سرچ لائٹوں سے ہم نے تو ایک جوا کھیلا ہے۔!"

"الکٹروگس ہے میرے پاس۔!" عمران بولا۔

"شاید تم الکٹروگس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔!"

"ہمارے پاس بس صرف ایک الکٹروگس تھا۔ اسے بھی کبھی قریب سے

دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔۔!"

"الکٹروکس کی مار فاصلوں کی پابند ہے۔ بلاشبہ وہ نے گرانز کے بھی پرخچے اڑا سکتا بشرطیکہ نے گرانز سوگز کے فاصلے پر پرواز کر رہا ہو۔ میرا خیال ہے کہ تم اس کی اندرونی ساخت سے بھی واقف نہ ہو گے۔۔؟"

"ظاہر ہے کہ میں نے اسے قریب سے نہیں دیکھا البتہ فرانام نے مجھے اس کے استعمال کے بارے میں بتایا تھا۔۔!" عمران بے تکان جھوٹ بولے جا رہا تھا اور یہ بھی محض اتفاق تھا کہ ہاپکنز ہاڈیل کے پوٹ کے بارے میں تفصیلی معلومات نہیں رکھتا تھا۔

ہاپکنز اس کی ہدایت کے مطابق زمین پر لیٹ گیا اور وہ نشیب میں اترنے لگا۔

کچھ دور چل کر اس نے محسوس کیا کہ چھپنے کے لیے یہاں بہتیری جگہیں ہو سکتی ہیں شاید نے گرانز کی سرچ لائٹیں بھی انہیں نہ ڈھونڈ پائیں۔

وہ پھر اوپر پہنچا اور ہاپکنز کو اٹھاتا ہوا بولا "اب تمہیں کچھ دور اپنے پیروں سے چلنا پڑے گا۔۔۔ راستہ مخدوش ہے دونوں ختم ہو جائیں گے اگر میں تمہیں اپنی پیٹھ پر لاد کر چلا۔۔!"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت احتیاط سے نیچے اتارنے لگا۔

جگہ اچھی خاصی تھی۔ اوپر سے دیکھ لیے جانے کا خدشہ نہیں تھا۔ دو بڑے پتھروں سے اوپر ایک چٹان کا کچھ حصہ بالکل سائبان کی طرح چھایا ہوا تھا۔ لیکن جگہ زیادہ کشادہ نہیں تھی۔

بہر حال وہ اطمینان سے بیٹھے رہ سکتے تھے۔

"دن نکلنے پر میں تم سے یہاں کا محل وقوع معلوم کرنے کے بعد ہی تمہاری

رہنمائی کر سکوں گا۔۔!" ہاپکنز نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ہاں۔ ٹھہرو۔۔ میں تمہیں الکٹروکس کے بارے میں بتاؤں۔ اس کے بٹ کے نچلے حصہ میں سرخ رنگ کا ایک پش بٹن ہوتا ہے۔ اسے دبانے پر بٹ کا ایک حصہ کھل جاتا ہے۔۔۔۔ بٹ کے اندر تمہیں ایک چھوٹی سی چوکور جالی ملے گی۔ جس کا نصف حصہ شیشے یا اسٹیل کا ہوگا اور نصف حصہ کتھئی رنگ کے پتھر کا ہوگا۔۔۔ اگر کتھئی رنگ کے حصے کی اوپری سطح پر چھوٹے چھوٹے رنگ کے گڑھے پڑ گئے ہوں تو سمجھ لو کہ بیٹری بجز واسطہ ہو رہی ہے لیکن سطح ہموار ہے تو سمجھ لو کہ ابھی تم اس سے ہزاروں فائر کر سکتے ہو۔۔!"

عمران نے اسی وقت الکٹروکس سے بیٹری نکال کر اس کی سطح پر انگلی پھیری۔۔ کہیں بھی کوئی گڑھا محسوس نہ ہوا۔ ہاپکنز نے بھی اسے ہاتھ میں لے کر اطمینان ظاہر کرتے ہوئے کہا "تم نے اگر چالاکی سے کام لیا تو سب کے منہ پھیر دو گے۔۔!"

پھر انہوں نے بقیہ رات وہیں بیٹھ کر گزار دی۔۔ نہ انہیں کسی نئے واقعے سے دوچار ہونا پڑا۔ نہ نے گرانز سے سرچ لائٹ کے ذریعے انہیں تلاش کیا گیا اور نہ انہوں نے اپنے آس پاس کسی قسم کی آواز سنی!

"مجھے حیرت ہے" ہاپکنز نے صبح ہوتے ہی کہا "تھریسیا اتنی لاپرواہی سے کیوں کام لے رہی ہے۔۔! اوہ میں سمجھ گیا۔۔۔!"

"کیا سمجھ گئے۔۔؟"

"کوڈ ڈین۔۔!" وہ پرجوش لہجے میں بولا۔ "وہ چھپ کر دیکھے گی کہ میں کہاں جاتا ہوں۔۔!"

"میں نہیں سمجھا ہاپکنز۔۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے۔" وہ مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا "تم نہیں سمجھ سکتے۔ کیا صبح ہو گئی ہے؟"

"ہاں۔۔ آں۔ سورج نکلنے والا ہے!"

"چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھو۔ کسی پہاڑ کی چوٹی گھوڑے کے سر سے مشابہ ہے۔۔۔ ایسا لگتا ہو جیسے اس نے اپنی تھوتھنی اوپر اٹھا رکھی ہو۔!"

عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "ہاں ہے تو۔۔۔ لیکن یہاں سے فاصلہ زیادہ معلوم ہوتا ہے!"

"اس کی فکر نہ کرو۔۔۔ اس کی سیدھ میں چلنے کی کوشش کرو۔ اگر ہم وہاں پہنچ گئے تو سمجھو پالا مار لیا۔!"

"وہاں کیا ہے؟"

"میں یہ ابھی نہیں بتاؤں گا۔"

"میں سمجھا۔۔۔ اچھی طرح سمجھ گیا۔!" عمران ناخوشگوار لہجے میں بولا "کیا بچ گئے۔"

"ابھی تم نے کہا تھا تھریسیا چھپ کر دیکھنا چاہتی ہے کہ تم کہاں جاتے ہو۔۔؟"

"ہاں تو پھر۔"

"تم شاید مجھے بھی تھریسیا ہی کا کوئی آدمی سمجھے ہو!"

"نن۔۔۔ نہیں تو۔!"

"جھوٹ نہ بولو۔۔۔ میں بچہ نہیں ہوں۔!"

"خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔!" وہ نرم لہجے میں بولا۔ "کیا تم مجھے

تھا اور جسے میں حق بجانب نہیں سمجھتا۔"

"یہی سوچ کر خاموش ہو جانا پڑتا ہے۔ لیکن میں تمہیں کس طرح یقین۔۔۔!"

"چلو۔۔ فضول مت بکو۔۔۔ میں نے کتنی صفائی سے اعتراف کر لیا کہ مجھے تم پر شبہ ہے! میں اپنی آنکھیں کھو چکا ہوں۔ ہیولے وغیرہ تک میں نہیں دیکھ سکتا، تم غیر معمولی قوت کے مالک ہو۔۔۔ مجھے اس طرح پشت پر لادے ہوئے اونچی نیچی زمین پر مسلسل چلتے رہنا کسی آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ تم پتہ نہیں کیا چیز ہو۔"

"میں الفاظ میں بہنے والا نہیں۔۔۔ پہلے میری حیثیت کا تصفیہ ہونا چاہیے۔۔ میں پھر ہی آگے قدم بڑھاؤں گا۔!"

"تم میرے دوست ہو۔۔۔ مجھے یقین ہے۔۔!" ڈاکٹر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"بس تو پھر بتاؤ وہاں کیا ہے؟"

"بہت ضدی ہو۔۔ خیر سنو۔! میں ایک ایسی اڑن طشتری بنوانے میں کامیاب ہو گیا ہوں جسے دنیا کا کوئی ریڈار سسٹم ظاہر نہیں کر سکتا! تھریسیا کے قبضے میں بھی کوئی ایسا ریڈار سسٹم نہیں۔!"

وہ خاموش ہو گیا اور عمران اس کے دوبارہ بولنے کا منتظر رہا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "جتنی جلدی ممکن ہو وہاں تک پہنچنے کی کوشش کرو۔۔ میری وہ اڑن طشتری وہیں کہیں پوشیدہ ہے۔۔ میں گونگے بہرے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ اس کے استعمال سے بھی واقف ہیں! اور صرف اشاروں کی زبان سمجھتے

ہیں... اشارے بھی مخصوص قسم کے ـــ بہرحال انہیں بھی میرے علاوہ دنیا کا کوئی اور آدمی کچھ سمجھ نہیں سکتا۔!"

عمران نے اسے دوبارہ اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور اسی سمت چل پڑا جدھر کی نشاندہی اس نے کی تھی۔

دیکھ لئے جانے کے خدشے کی بنا پر تیز رفتاری ممکن نہیں تھی! ہاپکنز بھی بار بار...... یاد دہانی کئے جارہا تھا کہ اسے بہت محتاط ہو کر آگے بڑھنا ہے۔

دن ڈھلنے لگا ـــ بھوک اور پیاس کے مارے برا حال تھا۔ لیکن وہ چلتا رہا۔!

"کیا تم کہیں رک کر دم نہیں لو گے؟" ہاپکنز نے کہا۔

"اگر بیٹھا تو پھر اٹھا نہیں جائے گا۔!" عمران نے کہا۔

"تم بڑی مشقت جھیل رہے ہو...... میرے لئے...!"

"اپنے لئے ہاپکنز۔!" میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہاری مدد کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکتا... کسی بھی ملک کی سرحد تک پہنچ جانے کے بعد میں خود ہی اپنی خبر گیری کر سکوں گا۔!"

"یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو...... لیکن پھر تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں!" ہاپکنز بولا۔ "میں تمہیں اپنی آنکھیں بناؤں گا"

عمران کچھ نہ بولا ـــ ہاپکنز کہتا رہا۔ "میں تمہیں دکھاؤں گا کہ کسی تنظیم کی سربراہی کس طرح کی جاتی ہے... مسٹر لیسلے نے زیادہ تر لوگوں کو بددل کر دیا ہے... میں انہیں باپ کا پیار دوں گا۔"

"مسلسل کچھ سنتے رہنے سے بھی تھکن کا احساس ہونے لگتا ہے!"

"اچھا اب میں نہیں بولوں گا۔!" ہاپکنز نے ہنس کر کہا۔ اس ہنسی میں پدرانہ شفقت بھی شامل تھی۔!

پھر سورج افق میں جھکنے لگا۔ پہاڑی وہ چوٹی اب بھی بہت دور تھی جس کی نشاندہی ہاپکنز نے کی تھی۔

"اب تو بھوک کے مارے قدم اٹھانا دشوار ہو رہا ہے!" عمران بولا۔

"میرے خیال سے کہیں رک جاؤ... کچھ دیر کے لئے"

"ہاں... اور میں کچھ پہاڑی چھپکلیاں تلاش کر لوں، پیٹ بھرنے کے لئے۔!"

"چھپکلیاں۔؟"

"شوربہ نہایت لذیذ ہوتا ہے۔!"

"گھناؤنی باتیں نہ کرو۔!"

عمران نے بیٹھنے کے لئے ایک مناسب سی جگہ تلاش کر لی... اور اپنی سانسیں درست کرنے لگا۔ ایسی تھکن اس سے پہلے کبھی طاری نہیں ہوئی تھی وہ سوچ رہا تھا کہیں اسی جگہ نہ بیٹھے رہ جانا پڑے۔ ہاپکنز بھی بہت زیادہ مضمحل نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس نے کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔ یہ جگہ سرسبز و شاداب تھی ـــ عمران نے سوچا کہ اب کچھ پھل تلاش کئے جائیں۔ اس نے ہاپکنز سے اس کے امکانات کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ان اطراف اکثر جنگلی پھل ملتے ہیں۔ لیکن خود اسے انہیں استعمال کرنے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا...!

عمران اسے وہیں چھوڑ کر اٹھ گیا۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ حد نظر تک سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ خودرو پھولوں کی جھاڑیاں جا بجا بکھری پڑی

نہیں ہے!

وہ ڈھلان میں اترنے لگا... تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ نیچے کوئی پہاڑی نالہ بہہ رہا ہے...... نیچے چھوٹے چھوٹے درختوں کے جھنڈ بھی دکھائی دے رہے تھے۔

وہ بڑی احتیاط سے نیچے اترنے لگا۔

تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد اسے رک جانا پڑا۔ کیونکہ یہاں سے نالہ نظر آنے لگا تھا .... یہی نہیں بلکہ اس نے ایک آدمی کو جھکے دیکھا جو شاید چھاگل میں پانی بھر رہا تھا...!

عمران جہاں تھا وہیں رک گیا۔۔۔ خواہ مخواہ کسی قسم کا خطرہ نہیں مول لینا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ چھاگل بھر کر اٹھا.... تھکن کے سارے آثار گویا ہوا میں تحلیل ہو گئے! یہ صفدر تھا۔۔۔ چھاگل کا سٹرپ کاندھے پر ڈال کر وہ اوپر چڑھنے لگا۔۔۔ لیکن اس کا رخ عمران کی طرف نہیں تھا۔!

عمران اس سے کٹ کر چلتا ہوا ایک ایسے پوائنٹ پر آ پہنچا جہاں اُن کا ملنا ضروری تھا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی صفدر بوکھلا سا گیا۔ پھر اس کے چہرے پر سرخی دوڑ آئی۔ شاید یہ خوشی کا خاموش اظہار تھا۔

"تم کہاں ۔۔۔؟" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے پوچھا۔

"پہلے وہ بہت زیادہ غضب ناک تھی۔ پھر اس نے ہمیں چھوڑ دیا۔"

"چھوڑ دیا.... کیا مطلب؟"

صفدر نے اسے جولیا کی غشی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا "اس کے بعد سے تھریسیا نارمل دکھائی نہیں دیتی تھی.... اس نے حکم دیا کہ ہم سب چھوڑ دیئے جائیں۔!"

"واپسی کے لئے راستہ بھی بتایا تھا اس نے؟"

"نہیں۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میں تم لوگوں کا خون اپنی گردن پر نہیں لینا چاہتی۔ تم ویسے ہی چٹانوں سے ٹکرا کر بھوک پیاس سے مر جاؤ گے۔!"

"ہوں ۔!" عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اس کے باوجود بھی تم نے محسوس کیا ہوگا کہ تمہارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔"

"اوہ ۔۔۔ کمال ہے ۔!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔ "دوسرے میرے اس خیال سے متفق نہیں ہیں۔ لیکن آپ نے یہ خود بخود سوال اٹھا دیا۔ یقین کیجئے وہاں سے نکلتے ہی میں اس وہم میں مبتلا ہو گیا تھا کہ ہماری نگرانی کی جا رہی ہے ۔!"

"بقیہ ساتھی کہاں ہیں ۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک غار میں... سب کی حالت تباہ تھی پیاس کے مارے... میں پانی کی تلاش میں نکلا تھا۔"

"کچھ کھانے کو بھی ہے؟"

"ہاں میرے تھیلے میں دو ڈبل روٹیاں ہیں!"

"ایک مجھے دے دو... جہاں ٹھہرے ہو وہیں ٹھہرے رہو ۔۔۔ آگے جانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ تھریسیا کیا چاہتی ہے میں سمجھ رہا ہوں!"

"کیا چاہتی ہے؟"

"اس نے تم لوگوں کو اس لئے چھوڑ دیا ہے تاکہ مجھ پر ہاتھ ڈال سکے۔"

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اس کی دانست میں میں بھی ادھر اُدھر بھٹک رہا ہوں گا تم لوگوں کی طرح آزاد اور یہ کہ میں فطری طور پر تم سے ملنا چاہوں گا اور پھر اس کے آدمی ایک بار پھر ہم سب پر ہاتھ ڈال دیں گے۔ وہ اتنی رحم دل نہیں ہے کہ ایک بچھیا ہو جانے پر پورے ریوڑ کو آزاد کر دے۔"

صفدر ایک ڈبل روٹی اس کے حوالے کر کے آگے بڑھ گیا تھا۔

عمران نے چھپ کر اس کا تعاقب کیا اور بالآخر اسے ایک غار کے دہانے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہیں سے پلٹ آیا۔

*

عمران نے روٹی خود کھالی تھی۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ ہاکنز کے لئے جنگلی پھل تلاش کئے تھے۔۔۔۔ روٹی اسے کس طرح دے سکتا تھا۔۔۔۔ اس کے نزدیک تو وہ گوڈزین تھا۔۔۔۔

اندھیرا پھیلتے ہی سفر دوبارہ شروع ہو گیا — آج بھی مطلع بالکل صاف تھا اور تاروں کی چھاؤں راستہ دکھانے کے لئے کافی تھی — اور — شفاف آسمان کے پس منظر میں وہ چوٹی بھی صاف نظر آ رہی تھی جس کی سمت انہیں جانا تھا۔۔۔ عمران چلتا رہا۔ دفعتاً ایک جگہ اسے رک جانا پڑا۔ ذرا سی غفلت دونوں ہی کو موت کے گھاٹ اتار دیتی۔

"کیوں — کیا ہوا —؟" ہاکنز چونک کر بولا۔

"بڑی گہری کھائی ہے —!" عمران نے جواب دیا۔ "ذرا سی بھی چوک ہوئی نیچے لے جائے گی —!"

"گہری کھائی؟" ہاکنز کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "اوہ — دیکھو — کیا نیچے اترنا آسان ہے؟"

عمران اسے وہیں اتار کر نیچے اترنے کے امکانات کا جائزہ لینے لگا لیکن قدم قدم پر گہرائی بالکل کنوئیں ہی کی سی نظر آئی۔ تھک ہار کر لوٹ آیا۔۔۔ اور ہاکنز کو اس کے بارے میں بتانے لگا۔

"ٹھیک تو — تب تو — یہی سمجھنا چاہئیے کہ تقدیر مجھ پر مہربان ہے۔" ہاکنز کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "قدرت نے ہمیں وہیں پہنچا دیا ہے جہاں پہنچنا تھا —!"

"او بھائی — کہیں تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا —!"

"یقین کرو — گوڈزین۔۔۔۔ ہم خوش قسمت ہیں۔ کیا تم ستاروں کا تعین کر سکتے ہو —؟"

"ہاں کیوں نہیں — قطب ستارہ مجھے صاف نظر آ رہا ہے؟"

"شمال کی طرف چلو — اسی کھائی کے کنارے کنارے۔ جس جگہ سے آگے نہ بڑھ سکو — وہیں رک جاؤ — اور اب میں اپنے پیروں سے چلوں گا؟"

"بہت دیر لگے گی اس طرح — آؤ —!" عمران نے کہا اور پھر اسے اپنی پیٹھ پر لاد لیا۔

زمین مسطح تھی اس لئے عمران تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑ رہا تھا۔ ایک

بار ہاکنز نے کہا بھی کہ اُسے دوڑ کر نہ چلنا چاہیئے ورنہ وہ بہت جلد تھک جائے گا۔!

کچھ دور چلنے کے بعد عمران کو رک جانا پڑا تھا . . . ایسا معلوم ہوا جیسے کسی بہت اونچی دیوار نے ان کا راستہ روک لیا ہو! اور اس دیوار کا سلسلہ مشرق میں بہت دور تک پھیلا نظر آتا تھا۔

اس نے ہاکنز کو بتایا کہ راستہ مسدود ہو چکا ہے۔

"یہی ہے ہماری منزل —— !" ہاکنز نے طویل سانس لے کر کہا "اب مجھے اتار دو —— اب میں اندھا ہونے کے باوجود بھی تمہاری رہنمائی کر سکوں گا —— !"

عمران نے اسے اتار دیا اور وہ راہ میں حائل ہو جانے والے چٹانی سلسلے کے قریب پہنچ کر اس پر اس طرح ہاتھ پھیرنے لگا جیسے کوئی رحم دل مالک اپنے جانوروں کی پیٹھ سہلاتا ہے۔

"اب تم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس کھائی کے کنارے کنارے جنوب کی طرف لے چلو —— !" اس نے عمران سے کہا۔

عمران چند لمحے اُسے گھورتا رہا۔ پھر ہاتھ پکڑ کر بولا "چلو —— ؟"

"ایک . . . دو . . . تین —— !" ہاکنز نے قدم گننے شروع کئے اور گیارہ تک گننے کے بعد رک گیا اور زمین پر بیٹھ کر کچھ ٹٹولنے لگا۔

عمران اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ دفعتاً اس نے عجیب قسم کی گڑگڑاہٹ اپنے پیروں کے نیچے محسوس کی اور غیر ارادی طور پر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

ویسے تو کسی قدر ہاکنز بھی ہٹا تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ عمران کے

قریب پہنچ جاتا۔

"آؤ —— آگے بڑھ آؤ —— میرا ہاتھ پکڑ لو —— !" ہاکنز پرجوش لہجے میں بولا۔

عمران اس تاریکی میں ایک روشن مستطیل دیکھ رہا تھا۔

آگے بڑھ کر دیکھا چٹیل زمین میں ایک روشن خلا نظر آیا اور اس خلا میں سیڑھیوں کی قطار کافی گہرائی تک چلی گئی تھی۔

عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر خلا میں اتر گیا۔ آٹھویں زینے پر ہاکنز نے اسے پھر رکنے کو کہا اور بائیں جانب ہاتھ لے جا کر ایک سوئچ بورڈ ٹٹولنے لگا —— دوسرے ہی لمحے میں عمران نے پھر گڑگڑاہٹ سنی —— !

"اب چلو —— میں نے راستہ مسدود کر دیا ہے —— !" ہاکنز بولا۔ اور وہ پھر سیڑھیاں اترنے لگے —— جیسے ہی سطح زمین پر پہنچے تین آدمی نظر آئے جن کے چہروں پر وحشت زدگی کے آثار تھے۔ عمران نے آہستہ سے ہاکنز کو ان کی موجودگی کے بارے میں بتایا —— ! بتایا اور جی بھر کے پچھتایا —— کیونکہ ہاکنز نے ان تینوں آدمیوں کی موجودگی کا علم ہوتے ہی پاگلوں کی سی حرکتیں شروع کر دی تھیں۔ کبھی زور زور سے ہاتھ ہلاتا اور کبھی بندروں کی طرح اچھلنے کودنے لگتا —— صرف وہی نہیں بلکہ وہ تینوں بھی اُسے پاگل ہی معلوم ہوئے کیونکہ وہ بڑی سنجیدگی اور اہتمام کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی اچھل کود دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ ساکت ہوا ہی تھا کہ تینوں اس کے قریب آئے اور جھک جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔

دفعتاً ہاپکنز نے عمران سے کہا " تمہیں میری حرکت پر حیرت ہوئی ہوگی میں دراصل انہیں اپنا منشا بتا رہا تھا۔ وہ گونگے اور بہرے ہیں میں نے ہی انہیں ٹریننگ دی تھی! میرے علاوہ اور کوئی ان پر اپنا مافی الضمیر واضح نہیں کر سکتا..... ! میں نے انہیں بتایا کہ میں اپنی بینائی کھو چکا ہوں۔ لہٰذا انہیں صرف میرے اشاروں کو سمجھنا ہے۔ میں ان کی باتیں نہ سمجھ سکوں گا۔!"

وہ رات انہوں نے ایک آرام دہ کمرے میں بسر کی تھی۔! اور دوسری صبح عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں ہاپکنز نے اُسے پہچان تو نہیں لیا ہے۔! ہو سکتا ہے اُسے پیٹھ پر لاد کر چلتے وقت اس سے کوئی لغزش ہو گئی ہو...... ان کے ایک جھٹکے میں تو عمران اپنے حواس ہی میں نہیں تھا۔ ممکن ہے اسی وقت بے خیالی میں اس سے کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو ــــ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا تھا کہ ان تینوں آدمیوں میں سے ایک رات بھر کمرے کے دروازے کی نگرانی کرتا رہا تھا۔!

ناشتے میں بھورے رنگ کے کسی سیال کا گلاس ملا۔ ہاپکنز کو اُسے پیتے دیکھ کر عمران نے بھی ایک گھونٹ لیا۔ مشروب خوش ذائقہ تھا۔ اور حیرت انگیز بھی۔ کیونکہ عمران نے گلاس ختم کر کے اپنے جسم میں فوری طور پر ایسی توانائی محسوس کی تھی، جیسے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ ہاپکنز نے بتایا کہ وہ تینوں آدمی سالہا سال سے صرف اسی مشروب پر گزارہ کر رہے ہیں! ٹھوس قسم کی غذا ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی اور مشروب کی تیاری سائنٹفک طور پر تیار ہوتی ہے۔!

اور یہاں وہ اتنی وافر مقدار میں موجود ہے کہ وہ سال بھر تک بجلی طلب پر کام چلا سکتے ہیں۔!

پھر اصل کام شروع ہوا تھا...... ہاپکنز کے تینوں ساتھی انہیں اس جگہ لائے جہاں ہاپکنز کی بیان کردہ اڑن طشتری موجود تھی۔ اس نے عمران سے کہا ــــ" میں نے ان لوگوں سے کہا ہے کہ تمہیں اس کا استعمال سکھائیں۔!"

پھر اس نے اس کی خصوصیات بتانی شروع کیں۔! اس سے مقرلیپیا کے طیاروں کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ہاپکنز نے یہ بھی بتایا کہ خود اس پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا اس کی اوپری سطح تیزی سے گردش کرتی رہتی ہے اور اس پر کئے جانے والے حربے اسی گردش کی بنا پر اس سے ٹکرا کر گزر جاتے ہیں! خواہ وہ الکٹرونکس کی برقی لہریں ہی کیوں نہ ہو!

" تو پھر تم نے اُسے مقرلیپیا کے خلاف پہلے کیوں نہ استعمال کیا؟" عمران نے پوچھا۔

" یہ نہ بھولو کہ ہمارے درمیان صرف اصولوں کی خاطر جنگ رہتی ہے! زیرو لینڈ کے شہریوں کی تباہی کبھی میرے مدنظر نہیں میں تو مقرلیپیا کے وجود سے زیرو لینڈ کو پاک کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے بھاگتی پھری ہے! لیکن اب اپنی آنکھیں کھو بیٹھنے کے بعد کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ مقرلیپیا کے ساتھ ہی دو چار سو اور بھی مر گئے، تو مجھے ذرا بھی پرواہ نہ ہوگی۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہاپکنز۔!"

"میں سمجھتا ہوں گڑ ڈاپن ۔" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

*

وہ دن بھی گزر گیا اور صفدر نے کسی کو بھی غار سے باہر نہ نکلنے دیا۔ شام کو پھر پانی کی ضرورت پیش آئی اور صفدر چھاگل لے کر تنہا نکل گیا۔ عمران سے ملاقات کے بعد سے وہ بے حد چوکنا ہو گیا تھا۔

اس وقت غار سے باہر نکلا تو خاص طور پر ذہن ان نادیدہ تعاقب کرنے والوں کی طرف متوجہ تھا۔ جن کے بارے میں عمران نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔ نشیب سے اتر کر وہ نالے کے کنارے تک آیا۔ چھاگل بھری اور پھر غار کی طرف پلٹ پڑا۔

اس نے ایک چٹان کے پیچھے سے سر ابھارا ہی تھا کہ ایک اجنبی غار کے دہانے کے قریب نظر آیا، جو غار کے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

صفدر دو چار بار کھانسا اور زمین پر زور زور سے پیر مارتا ہوا چٹان کی اوٹ سے نکل آیا ـــ لیکن اب غار کے دہانے کے قریب کوئی بھی نہیں تھا۔

اس نے ایک طویل سانس لی اور آگے بڑھ گیا۔

غار میں پہنچ کر محسوس ہوا کہ وہ لوگ قطعی بے خبر ہیں... ظفرالملک مینڈولین بجا رہا تھا اور تھیلما کے علاوہ اور کوئی دلچسپی لینے پر تیار نہیں معلوم ہوتا تھا۔ سبھوں کے چہرے پر بے زاری کے آثار تھے۔ اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ ظفر کی اس ناوقت نوشش ہوائی پر احتجاج کرنے کی بھی سکت نہیں رکھتے!

صفدر سیدھا انہیں دونوں کی طرف گیا تھا۔ ظفر نے مینڈولین پر ہاتھ روک لیا۔

"اس میں شک نہیں کہ عمران لوگوں کی ہڈیوں کے اندر تک جھانک سکتا ہے؟" صفدر مسکرا کر بولا۔

"میں نہیں سمجھا موسیو!"

"تم یقیناً اسی قابل ہو کہ عمران جیسا آدمی تمہیں منتخب کرے!"

"ارے ـــ اوہ ـــ" ظفر ہنس کر بولا۔ "لیکن موسیو! مجھے عمران سے ایک شکایت ہے.... نہ وہ مادموزیل جولیانا کی طرف توجہ دیتے ہیں اور نہ مادام تھریسیا کی طرف!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اب وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ تنویر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر وہاں پڑے رہنے سے کیا فائدہ۔ تب صفدر نے انہیں بتایا کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ لہٰذا اس کی دانست میں یہی مناسب ہے کہ انہیں وہیں قیام کرنا چاہیے۔ پتہ نہیں اس طرح چھوڑ دینے کے بعد نگرانی کرانے کا کیا مقصد ہے۔

اس سے مسئلے نے انہیں پھر خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا۔

ظفر نے بھی اب مینڈولین ایک طرف رکھ دیا تھا اور تھیلما سے آہستہ

آہستہ سے کہہ رہا تھا۔ "مادام تھریسیا کو میں بالکل نہیں سمجھ سکا۔ یا مجھ پر اتنی مہربانیاں تھیں یا اتنی بے دردی سے دھکے دلوا کر نکال باہر کیا!"

"کیا تم اس کے پاس رہنا چاہتے تھے؟" تھیلما نے پوچھا۔

"وہ فن کی بڑی اچھی قدرداں ہے اس کے احساسات بڑے نازک ہیں۔ عجیب سی متضاد کیفیات کی حامل ہے وہ عورت۔ اس میں چنگیزیت بھی ہے اور وہ میرا کی طرح معصوم بھی ہے۔ اس نے مجھ سے مسائل تصوف پر بھی گفتگو کی تھی..... میں نے کہا مادام تمہیں خدا کی آڑ میں کس چیز کی تلاش ہے؟!"

"اچھا اب یہ گفتگو ختم کرو۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ موسیو صفدر نے ٹھنڈے پانی کا انتظام کر لیا ہے۔ ورنہ تم شاید کسی کے پاس نہ ہو۔"

دوسری طرف وہ لوگ ابھی تک اس مسئلے پر غور کئے جا رہے تھے کہ آخر اب تھریسیا ان کی نگرانی کیوں کرا رہی ہے! لیکن صفدر نے انہیں عمران کے نظریے سے آگاہ نہیں کیا۔

باہر اندھیرا پھیل گیا تھا لیکن یہاں اس غار میں دو موٹی شمعیں روشن تھیں۔ یہ ان کے اپنے سامان میں شامل تھیں۔ تھریسیا نے اسلحہ کے علاوہ ان کا اور سب کچھ واپس کر دیا تھا۔

سات بجے انہوں نے ایک زبردست قسم کا دھماکہ سنا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے زمین ہل کر رہ گئی ہو۔ غار جھنجھنا اٹھا تھا۔ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کی زبانیں سکڑ کر حلق میں پھنس گئی ہوں۔

یہ اڑن طشتری سے پیدا ہوا تھا۔ اس مقام پر جہاں عمران نے کاہینا پر حملہ کیا تھا۔ خود عمران اڑن طشتری ہی میں موجود تھا۔

پوری گھاٹی روشن ہو گئی تھی اس دھماکے سے..... پیلمان ہی کی تجویز تھی کہ یوں ہی خواہ مخواہ اڑن طشتری سے ایک فائر اس وادی میں کیا جائے..... گویا یہ اعلانِ جنگ تھا۔

فائر کر کے اڑن طشتری بڑی تیزی سے فضا میں بلند ہو گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر یہاں کچھ لوگ ابھی موجود ہیں تو وہ اس دھماکے کے بعد یقینی طور پر دہاڑیں گے۔

ہزاروں فٹ کی بلندی پر پہنچ کر اڑن طشتری وادی پر چکرانے لگی۔ اڑن طشتری میں اپنے تینوں آدمیوں سمیت ہاچنز بھی موجود تھا! کنٹرول پر ایک آدمی کے ساتھ عمران بھی تھا ـــــ اور اسے کام کرتے بغور دیکھتا رہا تھا۔ اور آج تو دن بھر ہی اس کی ٹریننگ ہوئی تھی۔

"اب دیکھوں گا..... اب دیکھوں گا...؟" ہاچنز کسی کھلنڈرے بچے کی طرح غرایا... اور طشتری وادی پر چکر لگاتی رہی۔

دفعتاً اڑن طشتری کے مائیک سے آواز آئی "یہ کون ہے؟ میں خود تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا بول رہی ہوں۔"

"اور آج تیرا بُرا حال ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میں ہاگنز بول رہا ہوں!" ہاگنز دھاڑا۔ عمران بوکھلا کر سیدھا ہو بیٹھا۔ بڑی خطرناک سچویشن تھی وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں تھریسیا اس کا نام نہ لے بیٹھے۔

"کیا گرانڈ این تمہارے پاس موجود ہے!" تھریسیا کی آواز آئی اور عمران نے جھپٹ کر ہاگنز کا بازو دبا دیا۔

"یہ بکواس کا وقت نہیں ہے!" ہاگنز عمران کا اشارہ سمجھ کر غرایا۔

"بول خود کو میرے حضور غلاموں کی طرح پیش کرتی ہے یا میں تجھ سمیت سب کو تباہ کر دوں ۔!"

"اپنی خیر منا احمق ۔ ابھی دیکھے لیتی ہوں ۔!"

جواب میں ہاگنز نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا اور اڑن طشتری وادی پر چکراتی رہی۔ پھر نیچے سے سرچ لائٹ کی آڑی ترچھی لکیریں اوپر کی طرف آنے لگیں اور کنٹرول پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ان پر فائر کئے اور پھر پہلے ہی کی طرح اندھیرا چھا گیا۔!

"ہاگنز ۔۔۔۔ میں پھر بھاگ رہی ہوں ۔۔۔۔!" تھریسیا کی آواز اسپیکر سے آئی۔

"اوہ ۔۔۔ اپنی فکر کرو۔ تم نے مجھے محض اسی لئے زندہ رکھا تھا کہ مجھ سے کسی طرح اس حربے کا راز اگلوا لو ۔ ۔ ۔ ۔!"

"لیکن یہ حربہ اب ہم دونوں کے مشترکہ دشمن کے ہاتھ لگنے والا ہے!" عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کیا اور بولا ۔۔۔۔ "خواہ مخواہ بور کئے جا رہی ہے ۔۔۔ بند کرو اسے ۔۔۔ ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہئے ۔!"

"ہاں ٹھیک ہے!" ہاگنز بولا ۔۔۔ "کچھ دیر مزید تباہی پھیلانے کے بعد ہی اس سے گفتگو کی جائے تو بہتر ہے ۔!"

"وہ اب نہیں مانے گی ۔۔۔ اسے تباہ کر دینا ہی بہتر ہوگا ہاگنز!" عمران نے کہا۔

ہاگنز خاموش ہو گیا تھا۔

اڑن طشتری سے دو تین فائر پھر ہوئے اور وہ پہلے ہی کے سے انداز میں وادی پر چکراتی رہی ۔!

دفعتاً عمران بولا۔ "ٹارگٹس ۔۔۔!"

"کتنے ہیں ۔؟" ہاگنز نے پوچھا۔

"تین نظر آ رہے ہیں ۔ اسکرین پر ۔"

کنٹرول بورڈ کے اسکرین پر تین چمکدار نقطے نظر آ رہے تھے۔ اڑن طشتری سے فائر ہوا اور ایک نقطے کے پرخچے اڑ گئے۔

*

انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دنیا کی آخری جنگ شروع ہو گئی ہو۔ دونوں عورتیں کانوں میں انگلیاں دیئے اوندھی پڑی ہوئی تھیں۔ مردوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ظفرالملک کا جیمسن پتہ نہیں کس گڑھے

میں جا پڑا تھا — اس کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کسی خوفزدہ بچے کی آنکھوں کی سی جھلکیاں ملتی تھیں۔

سب دم بخود تھے — کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا تھا۔!

دھماکوں پر دھماکے ہوتے چلے جا رہے تھے صرف صفدر ایسا تھا جس نے کئی بار غار کے دہانے تک جانے کی ہمت کی تھی۔ فضا میں آگ کے بڑے بڑے گولے پھٹتے دیکھے تھے، اس کی زندگی میں یہ پہلا فضائی ہنگامہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جہنم کا دہانہ کھل گیا ہو۔ ہزاروں فٹ کی بلندی پر کوئی خوفناک کھیل ہو رہا تھا ایسا لگتا تھا جیسے یہ دنیا کی آخری رات ہو۔ غار کا درجہ حرارت بڑھ گیا تھا۔ شدید سردی کے باوجود بھی وہ سب پسینے میں نہائے ہوئے تھے۔

کچھ دیر کے لئے دھماکے رُکے ہی تھے کہ صفدر اونچی آواز میں بولا۔

"ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ عمران کامیاب ہو گیا۔"

وہ سب اس طرح چونکے تھے جیسے میدان حشر سے جلد چھٹکارا پا جانے کی اطلاع ملی ہو۔!

"وہ ہائیجیکرز کو نکال لے گیا تھا۔" صفدر کہتا رہا۔ "مقصد یہی تھا کہ ان دونوں کی تلاش تھی اور اس نے ہم لوگوں کو محض اس لئے چھوڑا تھا کہ اگر عمران ادھر اُدھر بھٹکتا ہوا ہم لوگوں سے آ ملے تو تعاقب کرنے والے دوبارہ ہمیں عمران سمیت گرفتار کر سکیں۔ لیکن وہ بڑا کائیاں ہے اس نے ہمیں بروقت مطلع کر دیا۔"

"اس نے مطلع کر دیا۔!"

"ہاں — !" صفدر نے کہا اور بتایا کہ کس طرح پچھلی شام عمران سے ملاقات ہوئی تھی۔!

پھر وہ سب ساکت ہو گئے بہت دیر سے کوئی فائر نہیں ہوا تھا

◆

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم نے جھوٹے گراز تباہ کئے؟" عمران ہاپکنز سے کہہ رہا تھا اور اڑن طشتری اب بھی وادی پر چکر لگائے جا رہی تھی۔

"اب ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دو۔۔!" ہاپکنز نے کہا۔

عمران سوئچ آن کرنے سے پہلے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ کنٹرول اب میرے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ ۔ ۔ اور تم یہاں میرے قریب آ جاؤ۔"

"کیوں۔۔۔؟" ہاپکنز نے چونک کر پوچھا۔

"اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں ملے گا کہ میں اپنی صلاحیتوں کا امتحان کر سکوں۔۔۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میں نے کہاں تک اس مشین کو سمجھا ہے۔۔!"

"تمہاری مرضی۔۔۔!" ہاپکنز نے بڑے کھلے دل سے کہا۔ "تم تو میرے نائب شخصی ہو۔۔!"

پھر اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ کنٹرول بورڈ کے پاس سے ہٹ گئے! عمران جو ان اشاروں کو بھی کسی حد تک سمجھ چکا تھا اپنے اشاروں کے ذریعے انہیں اڑن طشتری کے ایک مخصوص حصے کی طرف دھکیل لے گیا! اس سے فراغت پا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا۔ مقریسیا کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ "ہیلو ہاپکنز۔۔۔ ہیلو ہاپکنز۔۔۔ ہاپکنز"

"ہیلو۔ مقریسیا۔۔!" ہاپکنز غرایا۔

"میں تمہیں یہ اطلاع دینا چاہتی ہوں کہ میں تو جا رہی ہوں لیکن اب تم ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔"

"تم کہاں جا رہی ہو! ناممکن ہے مقریسیا۔ تمہیں میرے قدموں پر جھکنا پڑے گا۔ تمہارا کوئی حربہ میری فلائنگ ساسر کو تباہ نہیں کر سکتا۔۔۔ کتنے وار تمہارے گرازوں سے ہوئے ہیں لیکن کیا ہوا؟"

"ہاں۔۔۔ بلاشبہ اس وقت میں تمہیں تسخیر نہیں کر سکتی۔ لیکن تم بہر حال قیدی ہو۔۔۔ میرے نہ سہی۔ عمران کے سہی۔۔!"

اپنا نام سنتے ہی عمران نے کنٹرول بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا اور عجیب قسم کی چیخیں سنائی دیں اور ہاپکنز اچھل پڑا۔

اس کے تینوں ساتھی غائب ہو چکے تھے! عمران نے انہیں پہلے ہی اشارہ کر کے ایسی جگہ پہنچا دیا تھا کہ کنٹرول بورڈ کا بٹن دبتے ہی وہ ہزاروں فٹ کی بلندی سے نیچے گر کر ذروں کی شکل میں بکھر گئے ہوں گے۔

دفعتاً ٹرانسمیٹر سے پھر آواز آئی۔ "یہ چیخیں کیسی تھیں ہاپکنز!"

"میں نہیں جانتا۔۔!" ہاپکنز کے منہ سے بے اختیارانہ طور پر نکلا۔

"کیا گوڈوین تمہارے پاس ہی موجود ہے۔!" آواز آئی۔

"ہاں۔۔!" ہاپکنز پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

"وہ عمران ہے۔۔!" مقریسیا نے کہہ کر مختصر الفاظ میں اسے بتایا کہ کس مقصد کے تحت اس نے عمران کو اس کے برابر والے کمرے میں جگہ دی تھی! لیکن عمران اسے جل دے گیا۔

عمران نے جھٹ ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

"ڈارلنگ ۔۔۔ کیا وہ سچ کہہ رہی تھی ۔۔!" ہاگنز نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ پھر اچھل کر بولا "میرے آدمی ۔۔!" اور بڑی شدومد سے ان کے سلسلے اشارے کرنے لگا۔

"تھک جاؤ گے ۔۔!" عمران بڑے پیار بھرے لہجے میں بولا۔ "وہ بے چارے تو پہنچ گئے۔"

"کیا مطلب ۔۔؟" ہاگنز حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"نیچے ۔۔!" عمران اتنا اناڑی نہیں ہے!"

"تم عمران ۔۔۔ میں تمہیں مار ڈالوں گا ۔۔!" وہ دانت پیس کر اس کی طرف مڑا۔

عمران نے اُسے بھی اُسی طرف دھکیل دیا جہاں سے اس کے ساتھی نیچے گرے تھے۔

"ڈارلنگ!" عمران غرایا۔ "تم بھی ٹھیک اسپاٹ پر ہو چپ چاپ وہیں پڑے رہو اگر اٹھنے کی کوشش کی تو اپنے ساتھیوں سے جا ملو گے!"

وہ اسی جگہ پڑا بے بسی سے کراہتا رہا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا اور بڑے پُروقار انداز میں بولا۔ "مسز لیسیا! میں علی عمران تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ شکست تسلیم کر لو خود کو میرے حوالے کر دو۔ ورنہ ۔۔!"

"شٹ اپ ۔۔!" مسز لیسیا کی آواز بے حد زہریلی تھی "میں بہت جلد تمہارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی!"

"خیر ۔۔ میں تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں ۔۔۔ لے جا رہا ہوں ہاگنز کو، جب تم میرے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجانے آؤ گی! تمہیں بھی دیکھ لوں گا۔ اسے ہا ہانگ گوردا سپیڈوری کے تیوریز کے زور سے اندھا کیا تھا تمہیں ۔۔!" وہ جملہ پورا نہ کر سکا کیونکہ اڑن طشتری اچانک پے درپے فائروں کے نرغے میں آ گئی تھی ۔۔!

عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "کئے جاؤ بے سود کوشش ۔۔۔ میرا صرف ایک ہی فائر تمہارے گراؤز کے لئے کافی ہو گا۔"

اسکرین پر نظر آنے والا گراؤز بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا ۔۔ اور پھر شاید وہ اڑن طشتری کی رینج ہی سے باہر ہو گیا تھا۔ کیونکہ اب اسکرین بالکل سادہ پڑا تھا۔ کہیں کوئی باریک سا نقطہ بھی نہ دکھائی دیتا تھا ۔۔!

اس کے بعد ٹرانسمیٹر بالکل خاموش ہو گیا۔

اڑن طشتری کے اندر ہاگنز کی کراہیں گونج رہی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر کسی قسم کا اعصابی دورہ پڑ گیا ہو۔ اڑن طشتری نے وادی کے مزید تین چار چکر لگائے ۔۔ اور پھر اسی طرف روانہ ہو گئی۔ جدھر سے آئی تھی ۔۔!

تھوڑی دیر بعد وادی پر پھر پہلا ہی سا سکوت طاری تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس ویران علاقے کو کبھی کسی نے چھیڑا ہی نہ ہو ۔۔!

*

صبح ہوتے ہوتے ان کا بُرا حال ہو گیا۔۔۔ اب تو صفدر میں بھی اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر غار کے دہانے تک جاتا۔۔۔ پچھلی رات کے دم بدم بڑھتے ہوئے درجۂ حرارت کی بنا پر وہ سب بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر صبح سے پہلے کسی کو بھی ہوش نہیں آیا تھا۔

صفدر زمین پر چت پڑا خلاء میں گھورے جا رہا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کئی دنوں کے تیز بخار سے نجات مل گئی ہو لیکن نقاہت کے مارے ہلنا جلنا بھی محال ہو۔۔۔!

اچانک اُس نے کسی کی آواز سُنی! کوئی اسی کا نام لے کر آوازیں دے رہا تھا اور آواز لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جا رہی تھی۔۔!

"ارے — یہ کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو —؟" وہ آواز ایک بامعنی جملے کی صورت اختیار کر گئی۔

اب اس نے عمران کی چیختی ہوئی سی آواز پہچانی۔۔۔۔ اور کچھ پہچان لینے کی صلاحیت حیرت انگیز طور پر ہلنے جلنے کی قوت میں تبدیل ہو گئی۔ وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔

پھر آہستہ آہستہ وہ سب ہی اُٹھ گئے۔ عمران ان کے درمیان کھڑا انہیں ترحم آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مادام مزلیسا آپ عجیب عجیب کرتی ہیں مسٹر عمران!" لڑکی کی آواز غار کی مسدود فضا میں گونجی۔

"تا اطلاع ثانی اسی بنگلے کو دہراتے رہو!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور دونوں عورتوں کی طرف متوجہ ہو گیا — وہ برسوں کی بیمار معلوم ہوتی تھیں۔

عمران نے ان سبھوں کو مخاطب کر کے پچھلی رات کی کہانی سنائی۔ اور بولا — "یہاں کے محنت کش قیدیوں میں صرف سو آدمی زندہ بچے ہیں — مزلیسا پھر صاف نکل گئی! اور مائیکل اب میرا قیدی ہے۔ باقی بچے ہوئے قیدیوں میں سے تین آدمی ہمارے ملک کے باشندے ہیں۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس راستے سے اچھی طرح واقف ہیں جس سے یہاں تک لائے گئے تھے — اور وہ واپسی کے سفر میں ہماری رہنمائی کر سکیں گے۔"

"کیا وہاں سب کچھ تباہ ہو گیا —؟" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں سب کچھ — اڑن طشتری سے ہونے والی گولہ باری نے فوراً گہری دراڑیں زمین میں ڈال دی ہیں۔ پھر وہ زیرِ زمین دُنیا کب محفوظ رہ سکتی تھی —؟"

تھوڑی دیر تک کوئی کچھ نہ بولا۔ پھر صفدر نے پوچھا۔ "اب ہمیں کیا کرنا ہے —؟"

"جتنی جلدی ممکن ہو — یہاں سے نکل جانا چاہئے —! ہم ایک غیر ملک غیر آباد خطے میں ہیں۔ یہاں ہونے والے دھماکے اس ملک کی تجربہ گاہوں میں یقینی طور پر ریکارڈ کئے گئے ہوں گے اگر کوئی تحقیقاتی پارٹی ادھر آ نکلی تو ہم زحمت میں پڑ جائیں گے —!"

"ہاں - ہاں - آپ کا خیال درست ہے لیکن اس اڑن طشتری کا کیا بنے گا۔"

"مناسب یہی ہے کہ وہ جہاں چھپائی گئی ہے فی الحال وہیں رہے۔ البتہ اندھا ہائیکنز ہمارے ساتھ جائے گا۔"

"واقعی تم بات کے پکے ہو اور دھن کے پورے!" ظفر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

عمران نے احمقانہ انداز میں مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ قافلہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہائیکنز اُن کے ساتھ تھا! اور عمران کے ساتھی باری باری اُسے پیٹھ پر لاد کر چل رہے تھے۔ یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ قافلے کی تیز رفتاری میں فرق نہ آنے۔ وہ جلد از جلد غیر ملک کی حدود سے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن اس مقام تک پہنچنے میں بھی تین دن لگے جہاں تھریسیا نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر قابو پایا تھا۔

سب کی حالت تباہ تھی۔ انہیں زیادہ تر بھوکا اور پیاسا رہنا پڑا تھا۔ وادی سے روانگی سے قبل عمران نے بہت کوشش کی تھی کہ ہائیکنز اس مشروب کے اسٹاک کی نشاندہی کر دے جسے پی پی کر اس کے تینوں ساتھی بھیڑیوں اپنی قوت برقرار رکھ سکتے تھے لیکن ہائیکنز اس پہ اڑ گیا تھا کہ اب وہ اپنی زبان بند ہی رکھے گا خواہ اس کے چیتھڑے ہی کیوں نہ اڑا دیئے جائیں۔ ظفر عمران کے ساتھ چل رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ مینڈولین کے تاروں پر مضراب لگاتا اور عمران اسے بڑے پیار سے دیکھنے لگتا۔ صفدر نے عمران کو بتایا تھا کہ اسی دوران میں ظفر کس طرح اُن کے دل جیت رہا تھا اور صفدر

نے تو اس کے لئے اس حد تک کہا تھا کہ کاش وہ باقاعدہ طور پر اُن لوگوں میں شامل ہو سکتا۔

"مجھے تو اس اڑن طشتری کی فکر ہے!" ظفر چلتے چلتے بولا۔

"میرے اور ہائیکنز کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے!"

"کیا وہ وہاں سے لائی نہ جاسکے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"مسٹر عمران - !"

"ہاں عزیز از جان - !"

"میں پھر کہتا ہوں آپ اپنی زندگی کا بہترین حصہ ضائع کر رہے ہیں!"

"کیوں فرزند!"

"اتنی عورتیں آپ کو چاہتی ہیں اور آپ کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے آخر کیوں!"

"یہ ایک دکھ بھری کہانی ہے فرزند! بس کسی دن میں تمہیں ہنسیں سناؤں گا!"

"چھیڑ دیجیے — ضرور سنائیے!"

"مجھے بھی ایک بار محبت ہوئی تھی!"

"نہیں - !" ظفر حیرت زدگی کے عالم میں اچھل پڑا۔

"لیکن - !" عمران پُر درد لہجے میں بولا۔ "اس تجربہ سے چھٹکارا پانے کے بعد پھر میں نے یہ روگ نہیں لگایا۔"

"ایک دن کہنے لگی نہ جانے کیا بات ہے جب میں آپ کے گلے لگتی ہوں میری ناک بجنے لگتی ہے۔"

ظفر جنس پڑا۔ عمران چند لمحے خاموش رہا پھر پُر درد لہجے میں بولا۔ "یقین کرو! حکمت قمن آئی پی سی کرا اور اس سے چھٹکارا پانے کے لئے میں نے یہ تدبیر کر ڈالی تھی کہ جب وہ میرے سر لگے گی تو میری بھی ناک بہنے لگے۔ آچھیں!" اسے ایک فلک شگاف چھینک آئی اور وہ شوں شوں کرنے لگا۔

تمت بالخیر